سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2016

منگل،21۔جون2016

(یوم الثلاثہ،15۔رمضان المبارک1437ھ)

سولھویں اسمبلی: بائیسواں اجلاس

جلد 22:شمارہ 5

219

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ21۔جون2016

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال17-2016پر عام بحث

221

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا بائیسواں اجلاس

منگل21۔جون2016

(یوم الثلاثہ،15۔رمضان المبارک1437ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَمَنۡ أَظۡلَمُ مِمَّنِ ٱفۡتَرَىٰ
عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا أَوۡ كَذَّبَ بِٱلۡحَقِّ لَمَّا جَآءَهُۥٓۚ أَلَيۡسَ فِي جَهَنَّمَ
مَثۡوٗى لِّلۡكَٰفِرِينَ ﴿٦٨﴾ وَٱلَّذِينَ جَٰهَدُواْ فِينَا لَنَهۡدِيَنَّهُمۡ سُبُلَنَاۚ
وَإِنَّ ٱللَّهَ لَمَعَ ٱلۡمُحۡسِنِينَ ﴿٦٩﴾

سورۃ العنکبوت آیات 68 تا 69

اور اس سے ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے یا جب حق بات اُس کے پاس آئے تو اس کی تکذیب کرے۔ کیا کافروں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے؟(68)اور جن لوگوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم اُن کو ضرور اپنے رستے دکھادیں گے اور اللہ تو نیکو کاروں کے ساتھ ہے(69)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

الہام کی رم جھم ہے کہیں بخشش کی گھٹا ہے
یہ دل کا نگر ہے کہ مدینے کی فضا ہے
سانسوں میں مہکتی ہیں مناجات کی کلیاں
کلیوں کے کٹوروں پہ تیرا نام لکھا ہے
آیات کی جھرمٹ میں تیرے نام کی مسند
لفظوں کی انگوٹھی میں نگینہ سا جڑا ہے
اے گنبد خضرا کے مکیں میری مدد کر
یا پھر بتا کون میرا تیرے سوا ہے
سورج کو ابھرنے نہیں دیتا تیرا حبشی
بے زر کو ابو زر تیری بخشش نے کیا ہے

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 17-2016 پر عام بحث

(---جاری)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔اب ہم سالانہ بجٹ بابت 17-2016 پر بحث کا آغاز کرتے ہیں چونکہ کل کا ایجنڈا آج کے لئے رکھا گیا تھا تو میں ڈاکٹر سید وسیم اختر کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تقریر کا آغاز کریں۔جو اور صاحبان اپنا نام بھجوانا چاہتے ہیں وہ بھجوادیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! شکریہ۔اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ﴿٢٥﴾ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي ﴿٢٧﴾ يَفْقَهُوا قَوْلِي ﴿٢٨﴾

قال رسول اللہ ﷺ

کل امتی یدخلون الجنۃ الا من ابا قیل و من یا ابا یا رسول اللہ من اتانی دخل الالجنۃ و من اسانی فقد ابا او کما قال رسول اللہ ﷺ

جناب سپیکر! میں بجٹ کے حوالے سے ہی اپنی گفتگو کے آغاز کے اندر چند باتیں قرآن و سنت اور آئین پاکستان کی روشنی میں اس ایوان کے اندر پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پنجاب کا مقتدر ایوان ہے اور اس کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ---

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! فنانس منسٹر!---موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری تشریف رکھتے ہیں۔آپ کی مہربانی تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ زیادتی ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: جناب سپیکر! وزیر خزانہ کو ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی carry on.

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس ایوان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ رب تعالیٰ نے مجھے اور آپ کو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ نصیب کیا ہے اور بلاشبہ یہ اس دنیا کے اندر رب کی سب سے بڑی نعمت ہے۔اس کلمے کے ساتھ پورا نظام منسلک ہے

اور زندگی کا کوئی شعبہ بھی ایسا نہیں ہے جو دائرہ اسلام سے باہر ہو۔ رب کا یہ بالکل باضابطہ حکم ہے اور فرض عین ہے رب تعالیٰ نے قرآن ذیشان میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِى السِّلْمِ كَآفَّةً ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾

جناب سپیکر! جو یہ کلمہ پڑھ لے گا اس کے لئے لازم ہے کہ اس کی تمام زندگی دائرہ اسلام کے اندر ہو اس کی انفرادی زندگی اور اجتماعی نظام کے جتنے بھی پہلو ہیں سارے کے سارے قرآن و سنت کے دائرے کے اندر ہونے چاہئیں اور اس حکم کے ساتھ رب تعالیٰ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے کہ جو اس کی پابندی کرے گا میری طرف سے انعامات ہیں۔ اس کائنات کے اندر جتنی بھی نعمتیں ہیں اس کو پیدا کرنے والا اللہ ہے اور اس بات کو قرآن ذیشان کے اندر کہتا ہے کہ زمین و آسمان کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہیں اور میں ہی اس کا مالک ہوں

مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

جناب سپیکر! وہ قرآن کریم کے اندر یہ وعدہ کرتا ہے کہ:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۭ

جناب سپیکر! رب کہتا ہے کہ جس کو میں نے تورات کا نظام دیا ہے وہ تورات کے نظام کو قائم کرتا ہے جس کو میں نے انجیل کا نظام دیا ہے وہ انجیل کا نظام قائم کرتا ہے اور جو کچھ اب میں نے نازل کیا ہے وہ قرآن ہے۔ رب کہتا ہے کہ اس کے نظام کو قائم کرو گے تو لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ آسمان سے رزق برسے گا وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ اور زمین سے رزق ابلے گا اور رب سے بڑی سچائی نہیں ہے۔ میں اس حوالے سے عرض کروں گا کہ ملک پاکستان کے آئین کے سیکشن (2(a میں بالکل clear لکھا ہے کہ اس ملک میں حاکمیت اللہ تعالیٰ کی ہوگی مطلب یہی ہے کہ قرآن کی حاکمیت ہوگی اور کوئی بھی چیز قرآن و سنت کے منافی نہیں ہوگی۔ ہمارے آئین میں یہ بات بھی ہے کہ ---

جناب سپیکر: آپ بتائیں کہ اس میں کوئی چیز repugnant to Islam ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جی، فرمائیں!

جناب سپیکر: شاہ صاحب! relevant ہو جائیں۔ میں پندرہ منٹ کے بعد آپ کو مزید ٹائم نہیں دوں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں relevant ہو رہا ہوں۔ میں نے گزارش کی تھی کہ میں ابتدا میں دو باتیں کر کے اپنی بات کروں گا۔ اس ملک کے آئین کے اندر یہ بھی لکھا ہے کہ اس ملک کے اندر کوئی بھی قانون قرآن و سنت کے منافی نہیں بن سکے گا۔ اس کے اندر یہ بھی لکھا ہے کہ سات سال کے اندر تمام قاعدے قوانین اور شعبے قرآن و سنت کے مطابق بنائے جائیں گے اور اس کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل بنائی گئی جس نے یہ سارا کام کر کے حکومت کے حوالے کر دیا۔ اس کی مجھے اور آپ کو براہ راست معلومات اس لئے ہیں کہ ہر سال اسلامی نظریاتی کونسل کی کارکردگی کی رپورٹ ہم تک آتی ہے۔ اس میں بہت بڑا شعبہ معیشت کا ہے، مجھے اور آپ کو معلوم ہے کہ معیشت ہی کے شعبے کے تحت ملک چلتے ہیں اور لوگوں کے بنیادی مسائل اسی شعبے کے تحت آتے ہیں۔ اس ملک پاکستان کے اندر یہ شعبہ سراسر اللہ اور اللہ کے رسول کے احکامات سے ٹکرا رہا ہے۔ ہمارا تمام کا تمام نظام معیشت سود پر چلتا ہے اور اس سال بھی وفاقی حکومت نے جو بجٹ پیش کیا ہے اس میں ایک ہزار ارب روپے سے زائد محض قرضوں کے سود کی قسطوں کی ادائیگی کے لئے مختص کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں اس حوالے سے یہ سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت کے اندر وفاق کو بھی اپنے کام کو کرنا چاہئے لیکن جس حد تک ہمارے لئے ممکن ہو ہم اس سود سے نکلنے کی کوشش کریں چونکہ یہ صریحاً قرآن و سنت اور آئین کی بھی خلاف ورزی ہے۔ میں سورۃ بقرہ سے ایک چھوٹا سا حوالہ دینا چاہتا ہوں رب تعالیٰ نے قرآن کے اندر یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟
ٱللَّهَ وَذَرُوا۟ مَا بَقِىَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓا۟ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٢٧٨﴾
فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا۟ فَأْذَنُوا۟ بِحَرْبٍ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو کچھ سود میں سے باقی رہ گیا ہے اگر تم مومن ہو پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ اور اس کے رسول سے،

اسی سورۃ میں ایک اور جگہ فرمایا ہے

وَمَنْ عَادَ فَأُو۟لَٰٓئِكَ أَصْحَٰبُ ٱلنَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَٰلِدُونَ

پھر جو کوئی سود لے گا تو وہی لوگ ہیں دوزخ والے اور اس میں رہیں گے۔ ہمیشہ اور بھی بہت ساری آیات ہیں لیکن میں وقت کی کمی کے پیش نظر ان کو پیش نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ 30 پارے ہیں، اللہ کا شکر ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس پر کام کرنا چاہئے اور جس حد تک پنجاب اس کے اندر کر سکتا ہے ہمیں کرنا چاہئے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ اس موقع پر اس ہستی کی بھی بات کرنا چاہتا ہوں جس کا نام نامی محمدؐ ہے۔ جن کی عزت و ناموس کے اُوپر میری، آپ کی اور تمام انسانیت کی عزت و ناموس قربان ہو۔ جب تک یہ عقیدہ کسی مسلمان کے دل کے اندر نہیں وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ آپ نے بھی سود کے حوالے سے بڑی سخت وعیدیں فرمائیں۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے سود لینے اور کھانے والے پر، سود دینے اور کھلانے والے پر، اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی ہے۔ آپ فرمایا کہ اس گناہ کی شرکت میں یہ سب برابر ہیں۔ اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ جو کہ ایک معروف صحابی ہیں اور جن کے حوالے سے بہت ساری احادیث موجود ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! بہتر ہوگا کہ آپ ان قرآنی آیات اور احادیث کی نقول بنوا کر سارے معزز ممبران میں تقسیم کر دیں اور وہ ان کو پڑھ لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس ایوان کے اندر بات کرنے کا مجھے بھی حق ہے۔

جناب سپیکر: مجھے بھی یہ حق حاصل ہے کہ اگر آپ موضوع سے ہٹ کر بات کریں تو میں آپ کو اس سے آگاہ کروں۔ آپ ایوان کا وقت ضائع نہ کریں۔ ان قرآنی آیات اور احادیث کی نقول کروا کر مجھے پہنچا دیں میں تمام معزز ممبران میں تقسیم کروا دوں گا۔ یہ میری ذمہ داری ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: چلیں، میں آپ کی بات کو مانتے ہوئے صرف آخری بات یہ کرتا ہوں کہ نبی کریم نے فرمایا کہ سود خوری کے گناہ کے ستّر حصے ہیں اور اس میں ادنیٰ اور معمولی حصہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی سگی ماں کے ساتھ بدکاری کرے۔ یہ باتیں میں نے صرف point scoring کے لئے عرض نہیں کیں۔ اس دنیا کے اندر میں نے اور آپ نے ایک مختصر عرصہ تک رہنا ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور جوابدہی کے لئے حاضر ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کیا کہتے ہیں، آئین پاکستان کیا کہتا ہے اور خود بانی پاکستان کیا کہتے رہے ہیں؟ جناب صفدر محمود جو کہ وفاقی سیکرٹری تعلیم کی حیثیت سے ریٹائرڈ ہوئے، وہ ایک مقتدر دانشور ہیں اور انہوں نے باقاعدہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر اکٹھی کی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان بننے سے پہلے 102 مرتبہ اور پاکستان بننے کے بعد چودہ مرتبہ

مختلف events کے اوپر یہ بات ارشاد فرمائی کہ ہم جو ملک حاصل کر رہے ہیں یہ اسلام کی ایک تجربہ گاہ ہو گی اور اس میں ہم اسلامی اصولوں کے مطابق معیشت اور معاشرت کے سارے اصول اپنائیں گے۔

جناب سپیکر! میں یہ باتیں صرف ریکارڈ پر لانے کے لئے اور اس ایوان کی خدمت کے اندر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وہ چیزیں ہیں کہ جس کے اُوپر مجھے اور آپ کو غور و فکر کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: یہ باتیں ریکارڈ میں رہیں گی لیکن ان کو کہیں بھی شائع نہیں کیا جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ محترمہ وزیر خزانہ نے سال 17-2016 کا بجٹ پیش کیا ہے۔ میں بہت ہی معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس حکومت کی طرف سے مسلسل یہ تیسرا یا چوتھا بجٹ اس ایوان کے اندر پیش ہوا ہے لیکن پنجاب کے بے روزگار نوجوانوں کے مسائل حل نہیں ہو رہے۔ ایک سال پہلے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی طرف سے ساڑھے آٹھ سو اسامیوں پر بھرتی کے لئے اشتہار شائع ہوا۔ جب درخواستیں جمع کروانے کی آخری تاریخ گزر گئی تو ایک دو مہینے کے بعد میں نے وائس چانسلر موصوف سے پوچھا کہ کتنی درخواستیں موصول ہوئی ہیں تو انہوں نے مجھے بتایا کہ 72 ہزار درخواستیں آئی ہیں۔ اب 850 لوگوں کو نوکری مل جائے گی لیکن 71150 امیدوار کدھر جائیں گے؟ یہ سب امیدوار بہاولپور، رحیم یار خان، بہاولنگر اور لودھراں سے تعلق رکھتے ہیں یعنی ان چار اضلاع سے ساری درخواستیں موصول ہوئی ہیں۔ میں نے ایوان کے اندر پہلے بھی متعدد مرتبہ عرض کیا ہے کہ ہمیں اس بابت کوئی منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔ یہ سارا ایوان گواہ ہے کہ اگر کہیں دو چار اسامیاں announce ہوتی ہیں تو ہزاروں کی تعداد میں امیدوار apply کرتے ہیں۔ حالت یہ ہے اور اتنی تنگی ہے کہ میں نے خود بہاولپور سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کے ایم ڈی سے گزارش کر کے وہاں پر دو ایسے بچے بھرتی کروائے کہ جنہوں نے اوّل درجہ میں ایم اے اسلامیات کیا ہوا تھا لیکن ان کو کہیں نوکری نہیں مل رہی تھی۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب ہمیں یہیں پر لگوا دیں۔ میں خود چل کر گیا اور ایم ڈی سے درخواست کی بھائی ان کی پریشانی ہے لہٰذا انہیں سالڈ ویسٹ مینجمنٹ میں بھرتی کر لیں۔ ان کی مہربانی ہے کہ انہوں نے ان دونوں لڑکوں جو کہ ایم اے اسلامیات ہیں کو سالڈ ویسٹ مینجمنٹ میں بھرتی کر لیا۔ بے روزگاری کے ان حالات کے بارے میں کس نے سوچنا ہے؟ اس ایوان نے ہی اس بارے میں سوچنا ہے۔ جب تک اس ملک میں economic activity generate نہیں ہو گی اس وقت تک حالات درست نہیں ہو سکتے کیونکہ سب لوگوں کو گورنمنٹ سیکٹر میں نوکریاں نہیں مل سکتیں۔

جناب سپیکر! بہاولپور کاٹن ایریا ہے لیکن المیہ یہ ہے کہ کاٹن سے متعلق ساری انڈسٹری فیصل آباد، لاہور اور کراچی میں لگی ہوئی ہے۔ کاٹن کی پیداوار کا hub بہاولپور، ملتان اور وہاڑی ہے۔ ملک کی سب سے اچھی اور quality کی کاٹن اسی علاقے میں پیدا ہوتی ہے۔ پوری دنیا میں اس خطہ میں پیدا ہونے والے کاٹن کی quality کو مانا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود کاٹن انڈسٹری سے ہمارا علاقہ محروم ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور محترمہ وزیر خزانہ سے یہ عرض کروں گا کہ اس بارے میں غور و فکر کریں اور لازمی طور پر کوئی منصوبہ بندی کی جائے۔

جناب سپیکر! پنجاب کے بجٹ کے اندر کسانوں کے حوالے سے کوئی نئی چیز نہیں آئی۔ وفاق نے کسانوں کے حوالے سے دو تین اعلانات کئے ہیں۔ میں اس کی تحسین کرتا ہوں کہ پہلی دفعہ وفاق نے کسانوں کو inputs کے اندر subsidy دی ہے لیکن پنجاب کے بجٹ کے اندر کسانوں کے حوالے سے کوئی نئی چیز نہیں آئی صرف وفاق کے اعلان کو دُہرا دیا گیا ہے اور credit لینے کی کوشش کی گئی ہے جو کہ انتہائی غیر مناسب ہے۔ پورا صوبہ پنجاب کسانوں کا ہے۔ حکومت پنجاب کو چاہئے کہ کسانوں کے لئے کھاد اور بیج کے اندر وفاق کے علاوہ 50 فیصد مزید subsidy دینے کا اعلان کرے۔ اخبارات کے اندر یہ بات اکثر آتی ہے کہ کسان ٹیکس نہیں دیتا حالانکہ ایک بڑے عرصہ سے کسان زرعی ٹیکس دے رہا ہے جبکہ in return اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا۔

جناب سپیکر! ملازمین کی پنشن اور تنخواہوں میں 10 فیصد اضافے کا اعلان ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب نسبتاً بڑا صوبہ ہے اور اس کے وسائل بھی زیادہ ہیں۔ اگر یہاں بڑے بڑے میگا پراجیکٹ بن سکتے ہیں تو پھر ملازمین کی تنخواہوں میں 10 فیصد سے زیادہ اضافہ کیوں نہیں ہو سکتا؟ میں سمجھتا ہوں کہ 10 فیصد اضافہ بہت کم ہے۔ میں آپ کے توسط سے پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ سے کہوں گا کہ وہ اس پر مزید غور کریں۔ میں کہتا ہوں کہ تنخواہوں میں پندرہ فیصد اور پنشن میں بیس فیصد اضافہ کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نے رولنگ دی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا وقت ابھی رہتا ہے۔ میرا پندرہ منٹ کا ٹائم تھا۔ بہرحال میں wind up کر لیتا ہوں۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جو پنشنرز 75 سال کی عمر کو پہنچ گئے ہیں ان کی commutation کو اب add up کرنے کے بعد double پنشن بنتی ہے۔ ہائی کورٹ اور

سپریم کورٹ نے اس حوالے سے اپنی rulings دی ہیں۔ وفاق، بلوچستان، سندھ اور خیبر پختونخوا میں اس پر عملدرآمد ہو گیا ہے جبکہ پنجاب کے پنشنرز اس سے محروم ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ جو کہ اس وقت ایوان میں تشریف فرما ہیں سے عرض کروں گا کہ اس پر غور کریں۔ ایسے پنشنرز جو کہ 75 سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اور ان کی تعداد ڈیڑھ یا دو ہزار سے زیادہ نہیں ہو گی۔ تھوڑی سی رقم کے لئے لوگوں کو محروم رکھنا مناسب نہیں ہے۔ میں لاہور آ رہا تھا تو بہاولپور کے ایسے دو تین پنشنرز نے مجھے فون کر کے کہا کہ ڈاکٹر صاحب ہماری بات ضرور کیجئے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا حق ہے۔ براہ کرم اس پر فوری طور پر احکامات صادر فرمائے جائیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ انرجی کے بحران کو ختم کرنے کے لئے حکومت کوشش تو کر رہی ہے۔ مسلم لیگ (ن) کی طرف سے انرجی بحران کو ختم کرنے کے لئے الیکشن میں جو اعلانات کئے گئے تھے وہ تو دھرے کے دھرے رہ گئے لیکن پھر بھی حکومت کوشش کر رہی ہے۔ بہاولپور کے اندر ایک سولر پارک بنایا گیا ہے۔ اس حوالے سے ہمارا مطالبہ ہے کہ اس سولر پارک میں جتنی بھی نوکریاں ہیں وہ بہاولپور کے لوگوں کو ملنی چاہئیں۔ یہ ہمارا حق ہے کیونکہ یہ ہمارے علاقے کے اندر بنا ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! wind up کر لیں کیونکہ آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں wind up کرنے لگا ہوں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ کالا باغ ڈیم بننا انتہائی ضروری ہے۔ چند روز پہلے ظفر محمود صاحب کا اس حوالے سے ایک آرٹیکل چھپا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو جرأت کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ جب تک ہم بڑے hydel project نہیں بنائیں گے اس وقت تک ہماری انرجی کی ضروریات پوری نہیں ہوں گی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! مہربانی کر کے wind up کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ پچھلے سال مختلف شعبوں کے لئے جو بجٹ مختص کیا گیا اُس بجٹ کا 30 فیصد بھی ڈویلپمنٹ کے لئے استعمال نہیں ہوا اور اس کے اوپر میں کوئی تبصرہ نہیں کرتا۔ دوسری طرف ایک کھرب روپیہ سے زائد کا ضمنی بجٹ پیش کیا گیا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اسمبلی جو بجٹ پاس کر دیتی ہے اُس کے بعد اس کو کوئی پوچھنے والا ہے اور نہ ہی ہمارے پاس کوئی midterm review آتا ہے۔ چیف ایگزیکٹو جو چاہتے ہیں اُس طرح کر دیا جاتا ہے۔ جس طرح لاہور میں میٹرو بس کا منصوبہ بنا اُس کے حوالے سے دو دفعہ سوال دے کر بڑی مشکل سے اُس کی تفصیلات آئیں تو پتا لگا کہ اربوں روپے کے ترقیاتی منصوبوں کے پیسے جس میں بہاولپور اور جنوبی پنجاب کے

farms to market roads کے پیسے تھے اسی طرح کے170 منصوبے خاموشی کے ساتھ reappropriate کرکے ان کے پیسوں کو میٹرو بس منصوبے کے اندر لگا یا گیا تھا۔ یہ تو میں پیچھے پڑا رہا تو یہ چیزیں سامنے آ گئیں ورنہ بالکل خاموشی طاری رہتی ہے اور اس طرح ہمارے حقوق کے اوپر ڈکیتی ماری جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میں عرصے سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ بہاولپور کے سرکلر روڈ پر ایک طرف BVH ہے اور دوسری طرف میڈیسن مارکیٹ ہے وہاں پر ٹریفک کا اژدہام ہو گیا ہے اور میں اسمبلی میں بار بار یہ بات کر چکا ہوں۔ ہم لاہور آتے ہیں تو یہاں دیکھتے ہیں کہ ہر چوک کے نیچے سے بھی اور اوپر سے بھی ٹریفک جارہی ہے۔ ہم ایک flyover مانگتے ہیں وہ تو ہمیں دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ بہت شکریہ، بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ہم اس ایوان میں بار بار کہتے ہیں کہ ہم اس مینجمنٹ سے نالاں ہیں تو ہمارا صوبہ بحال کیا جائے اور جنوبی پنجاب کو صوبہ بنایا جائے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس پر آپ جب کوئی چیز لکھ کر لائیں گے پھر اس کو دیکھیں گے۔ آپ کی بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ حاجی عمران ظفر صاحب! آپ نے 5/6 منٹ میں wind up کرنا ہے۔

حاجی عمران ظفر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلہ واصحابک یاحبیب اللہ۔ یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے۔

یہی ہے عبادت یہی ہے دین و ایمان
کہ کام آئے دنیا میں انسان کے انسان

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کی ذات کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے اپنے پیارے حبیب کے صدقے ہماری گورنمنٹ کو یہ چوتھا بجٹ پیش کرنے کا اعزاز بخشا اور میں سمجھتا ہوں کہ میں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، محترمہ وزیر خزانہ اور پوری پنجاب حکومت کو یہ عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں خصوصی طور پر محکمہ تعلیم پر focus کیا گیا ہے۔ اس بجٹ میں سکولز ایجوکیشن کے لئے اربوں روپے کے فنڈز رکھے گئے ہیں جن سے انشاء اللہ ہزاروں کی تعداد میں نئے کلاس روم بنیں گے، missing facilities کے لئے اربوں روپے رکھے

گئے ہیں۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لئے 12۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اس کے تحت پرائیویٹ سکولوں کے لاکھوں بچوں کو مفت تعلیم ملے گی اور میں سمجھتا ہوں کہ خادم اعلیٰ پنجاب کا یہ وژن کہ "تعلیم سب کے لئے" جس کے تحت ہم نے تمام بچوں کو سکولوں میں لے کر آنا ہے۔ اس کے علاوہ پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ کے لئے 4۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جس کے تحت 2لاکھ طلباء کو وظائف دیئے جائیں گے۔ اس سال تین نئے دانش سکول بنیں گے۔ اس بجٹ میں laptop کے لئے 4۔ارب روپے رکھے گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ خادم اعلیٰ پنجاب کی علم دوستی کا ثبوت ہے کہ امیروں کے بچے تو اپنے والدین کی کمائی سے laptop جیسی سہولت لے سکتے تھے خادم اعلیٰ پنجاب نے غریبوں کے بچوں کے لئے جو laptop کی سکیم شروع کی ہے اس سے امیر اور غریب کے درمیان تفریق کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا ہے۔ پچھلے سالوں میں بھی الحمد للہ ہزاروں کی تعداد میں ایجوکیٹر بھرتی کئے گئے اور اس سال بھی میرٹ کی بنیاد پر 45ہزار ایجوکیٹر بھرتی ہوں گے۔ پنجاب میں پہلے یہ رواج نہیں تھا لیکن آج اس ایوان میں بیٹھا ہوا کوئی ایک شخص بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ کوئی ایک بھی ایجوکیٹر کسی ایم پی اے یا ایم این اے کی سفارش پر بھرتی ہوا ہے۔ خادم اعلیٰ پنجاب کی یہ میرٹ پالیسی ہے کہ حقدار کو اُس کا حق اُس کی دہلیز پر مل رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں صحت کو بھی خصوصی طور پر focus کیا گیا ہے اور جب پری بجٹ اجلاس ہو رہا تھا اُس میں، میں نے تجویز دی تھی کہ کم از کم تمام ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں ICU's کی سہولت ضرور ملنی چاہئے اور جب میں نے محترمہ وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر میں یہ سنا کہ تمام ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں ICU's بنیں گے تو مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اس کے علاوہ پندرہ بڑے تحصیل ہسپتالوں میں ICU's, Burn Units, Physiotherapy کا قیام بھی عمل میں لایا جائے گا۔ اس کے علاوہ لاہور میں پاکستان کڈنی اینڈ لیور ٹرانسپلانٹ انسٹیٹیوٹ کے قیام کے لئے بھی 4۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انسٹیٹیوٹ غریب عوام کے لئے ایک نعمت ثابت ہوگا۔ یہ پاکستان کا پہلا بڑا انسٹیٹیوٹ ہوگا جہاں پر کڈنی اور لیور کی transplantation ہوگی اور اس سے پاکستان اور خصوصی طور پر پنجاب کی غریب عوام اس سے فائدہ حاصل کرے گی۔

جناب سپیکر! میں نے ایک تجویز دی تھی کہ ہر ضلع کی سطح پر ایک چلڈرن ہسپتال قائم کیا جائے کیونکہ جب کسی غریب کے بچے کو کوئی حادثہ پیش آ جاتا ہے تو وہ لاہور نہیں پہنچ سکتا اور اُس کی کمائی لٹ جاتی ہے تو میری گزارش ہے کہ ہر ضلع میں ایک چلڈرن ہسپتال ضرور ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! ڈی ایچ کیو ہسپتالوں میں جدید لیبارٹریز کا قیام بھی ازحد ضروری ہے۔ اس کے علاوہ صاف پانی کے لئے بڑی رقم رکھی گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اس پر کام ہو رہا ہے۔

حاجی عمران ظفر: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات wind up کرتا ہوں۔ میرے اپنے حلقہ میں صاف پانی کی 2009 کی سکیم چل رہی ہے جو 68 کروڑ روپے کی سکیم تھی پچھلے آٹھ سالوں میں ابھی تک 42 کروڑ روپے ملے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ محترمہ نگہت شیخ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ شمیلہ اسلم!

محترمہ شمیلہ اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں حکومت پنجاب کو سال 2016-17 کا 1681۔ ارب اور 41 کروڑ روپے کا چوتھا بجٹ پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور اُن کی تمام ٹیم کو، جنہوں نے اس بجٹ کی تیاری میں دن رات ایک کیا، خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ بلاشبہ یہ ایک تاریخی اور متوازن بجٹ ہے جس میں تمام شعبہ ہائے زندگی کے لوگوں کو مراعات دی گئی ہیں۔ جیسا کہ ہم سب کے علم میں ہے کہ مسلم لیگ (ن) نے جب حکومت سنبھالی تو اُس وقت ملک کے کیا حالات تھے۔ ایسے حالات میں ملک کو چلانا ایک بہت بڑا چیلنج تھا تو اس حوالے سے میں یہ کہنا چاہوں گی:

مانا کہ اس جہاں کو گلستاں نہ کر سکے
مگر اپنے حصے کے کچھ پتھر تو اُٹھائے ہم نے

جناب سپیکر! آئندہ مالی سال کے دوران تعلیم، صحت، زراعت، صاف پانی اور امن عامہ کے شعبے ہماری حکومت کی اوّلین ترجیحات ہیں جن پر کل بجٹ کا 57 فیصد حصہ مختص کیا گیا ہے جس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو سہولیات پہنچائی جائیں گی۔ میں سب سے پہلے زراعت کے حوالے سے بات کروں گی کہ پنجاب حکومت نے کسان دوست حکومت کا ثبوت دیتے ہوئے 100۔ ارب روپے کے کسان package کا جو اعلان کیا ہے اُس سے غریب کسانوں کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے نہ صرف زراعت میں ایک انقلاب آئے گا، کسان خوشحال ہوگا اور پاکستان بھی ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔ اس کے باوجود میں سمجھتی ہوں کہ اس شعبہ میں بہت سی اصلاحات کی

ضرورت ہے۔سب سے پہلے زرعی اجناس کی فی ایکڑ پیداوار حاصل کرنے کے لئے خالص بیج کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ فصلوں کی صحیح منصوبہ بندی کی بھی ضرورت ہے۔ ضلع وہاڑی جسے کبھیCotton King کہا جاتا تھا کثرت سے cottonپیدا کرتا تھا لیکن آج وہاں یہ ختم ہو چکی ہے اور cottonوالے علاقوں میں گنے اور دیگر فصلات کی کاشت شروع ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! میری تجویز یہ ہے کہ کسانوں اور زمینداروں کو پابند کیا جائے کہ جو علاقے جس فصل کی کاشت کے لئے موزوں ہیں وہاں پر صرف وہی فصل کاشت کی جائے۔اس کے ساتھ ساتھ زمین کے ایک حصے پر سبزیاں بھی کاشت کی جائیں تاکہ ملک میں سبزی کی قلت کو دور کیا جاسکے۔اس کے علاوہ گندے پانی میں جو سبزیاں اگائی جاتی ہیں اس پر پابندی عائد کی جائے کیونکہ ہمارے بچے ہیپاٹائٹس اور دیگر بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! جعلی زرعی ادویات اور کھاد کو جانچنے کے لئے ضلعی سطح پر کوئی لیبارٹری موجود نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہر ضلع میں اس کا قیام ضروری ہے۔اسی طرح جس طرح یونین کونسل کے لیول سے لے کر پنجاب کے لیول پر کھیلوں کے مقابلہ جات منعقد کئے جاتے ہیں اگر کسانوں میں ایسے مقابلہ جات منعقد کئے جائیں تو میں سمجھتی ہوں کہ زرعی پیداوار میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد میں ایجوکیشن پر بات کروں گی کہ بھٹہ مزدوروں کے بچوں کو سکولوں تک واپس لانا موجودہ حکومت کا ایک انقلابی قدم ہے لیکن اس کے باوجود ابھی بھی بہت سے بچے سکولوں سے باہر ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے کنبے کی معاشی کفالت کرتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ PEFکے زیر اہتمام جو سکول کام کر رہے ہیں اگر انہیں پابند کیا جائے کہ ان بچوں کے لئے سیکنڈ شفٹ شروع کی جائے تاکہ بچے بآسانی سکولوں میں تعلیم حاصل کر سکیں۔اس کے ساتھ ساتھ حکومت پنجاب سکولوں میں اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے 45ہزار اضافی اساتذہ بھرتی کر رہی ہے اور اس امر کو یقینی بنایا جا رہا ہے کہ ان کی بھرتیاں ان کے علاقے میں کی جائیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس پالیسی میں جو اساتذہ پہلے ہی کام کر رہے ہیں انہیں بھی شامل کرنا ضروری ہے تاکہ وہ بھی اپنے علاقوں میں رہ کر بہتر طریقے سے خدمات انجام دے سکیں۔

جناب سپیکر! کتب بینی ہمارے بچوں میں ختم ہوتی جا رہی ہے۔کتابیں پڑھنے کا شوق اب بچوں میں نظر نہیں آتا اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ضلعی سطح پر کئی ہائی سکول ایسے ہیں جہاں پر لائبریری موجود

نہیں ہے۔ ہمیں بچوں کو دوبارہ کتب بینی کی طرف لے کر آنا ہے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ تمام ہائی سکولوں میں لائبریری کا قیام ممکن ہو۔

جناب سپیکر! Child abuse کے حوالے سے پچھلے دنوں میری قرارداد اسمبلی میں منظور ہوئی تھی جس میں میرا مؤقف یہ تھا کہ بچوں کے ساتھ جو جسمانی اور ذہنی تشدد کیا جاتا ہے اس سے بچوں کو بچانے کے لئے نصابی کتب میں ایسا chapter ڈالا جائے کہ بچے اپنی حفاظت خود کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں چاہوں گی کہ اساتذہ، والدین اور ان سے متعلقہ جتنے لوگ ہیں ان سب کی ٹریننگ کی جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر عالیہ آفتاب!

ڈاکٹر عالیہ آفتاب: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں سب سے پہلے وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد دوں گی کہ جنہوں نے ایک عوام دوست بجٹ پیش کیا۔

جناب سپیکر! میں اپنی بجٹ تقریر کا focus سپیشل ایجوکیشن پر رکھنا چاہوں گی۔ سپیشل ایجوکیشن ان افراد کی تعلیم کا نام ہے جن میں کوئی deformity یعنی disability یا deficiency موجود ہوتی ہے۔ جیسے blind بچے ہیں، handicapped ہیں physically ہیں mentally challenged ہیں اور hearing impaired بھی آجاتے ہیں۔ حال ہی میں پنجاب کی ایک این جی او نے ریسرچ کی جس سے پتا چلا کہ total population rate of person with disability پاکستان میں 5.35 million ہے۔ اگر اس کو غور سے دیکھا جائے تو یہ بہت زیادہ ratio ہے۔ ہمیں اس کو کم کرنے کے لئے بہت زیادہ اقدامات کرنے ہیں۔ اگر اس وقت ہم disability growth rate دیکھیں تو وہ 2.65 فیصد ہے جبکہ normal population کا growth rate 2.3 ہے۔ یہ بھی بہت زیادہ ہے لیکن اس وقت حکومت پنجاب سپیشل ایجوکیشن کے لئے بہت زیادہ اقدامات کر رہی ہے اور 258 سکول حکومت چلا رہی ہے جن میں 29 ہزار بچے مستفید ہو رہے ہیں۔ ان بچوں کو وہاں صرف تعلیم ہی نہیں دی جاتی بلکہ ان کو 800 روپیہ ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے، سال میں تین دفعہ یونیفارم دیئے جاتے ہیں، انہیں pick and drop service فراہم کی جاتی ہے، ان کا free medical examination بھی ہوتا ہے اور جن چیزوں کی جیسے hearing aid یا وہیل چیئر کی انہیں ضرورت ہوتی ہے وہ بھی ان کو فراہم کی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر! حال ہی میں پنجاب میں inclusive education programme شروع کیا گیا ہے جس سے چار ہزار بچے مستفید ہو رہے ہیں۔ ان میں slow learners، سپیشل بچے اور نارمل بچے ایک ہی چھت کے نیچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ اس پروگرام کا آغاز مظفر گڑھ اور بہاولپور کے اضلاع میں کیا گیا ہے اور اس کا ہیڈ آفس لاہور میں ہے۔ اس میں تین کمیٹیاں ضلعی سطح پر تشکیل دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک مانیٹرنگ کمیٹی ہے، ایک سکریننگ کمیٹی ہے اور ایک فیلڈ کمیٹی ہے جو فیلڈ میں جا کر بچوں کے ساتھ کام کرتی ہیں۔ اس کے بعد outreach programme شروع کیا گیا ہے کہ وہ بچے جو سکول سے باہر ہیں ان کو وہیں پر جا کر تعلیم دی جاتی ہے۔ وہاں پر بھی سکریننگ کی جاتی ہے کہ اگر وہاں کوئی سپیشل بچہ موجود ہے تو وہاں کے آس پڑوس میں جو سپیشل سکول ہوتے ہیں وہاں ان بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! ابھی حال ہی میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے خدمت کارڈ کا آغاز کیا ہے۔ اس کے مطابق جو افراد سپیشل ہیں یعنی کسی disability کا شکار ہیں تو ان کو بارہ سو روپے مہینہ وظیفہ ملتا ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو اس بات پر خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی کہ ابھی حال ہی میں جو بچے بھٹوں پر کام کر رہے تھے ان کو وہاں سے چھٹکارا دلوایا ہے۔ وہاں کئی سپیشل بچے بھی تھے جو کام کر رہے تھے۔ اب وہ سپیشل بچے سپیشل ایجوکیشن کے سکولوں میں پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم جب سپیشل بچوں کی بات کرتے ہیں تو حال ہی میں دو speech therapy units کی پنجاب حکومت نے تکمیل کی ہے اور state of art مشینری بھی دی گئی ہے۔ ان میں سے ایک ٹیکنیکل کالج میں ہے اور ایک نیشنل سنٹر آف سپیشل ایجوکیشن میں ہے۔ Blind بچوں کے لئے computerized braille system کا آغاز کیا گیا ہے اور ان کا software بھی جدید ٹیکنالوجی کے مطابق update کر لیا گیا ہے تاکہ blind بچے خود سوشل میڈیا پر اپنا کام کر سکیں اور خود مختار ہو سکیں۔ اس کے علاوہ بھی حکومت بہت اچھے کام کر رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں کچھ اچھی تجاویز دینا چاہوں گی کہ جو سپیشل بچے disability کا شکار ہوتے ہیں خاص طور پر physically handicapped بچے ہیں۔ ان کے لئے اگر ہم rams مہیا کر سکیں جیسے باہر کے ملکوں میں ہوتا ہے کہ automatic rams نکل آتی ہیں۔ اگر ہم یہاں بھی ان کے لئے rams دے سکیں تو وہ خود مختار ہو سکیں گے۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ ان کے لئے awareness programme کرانا بہت ضروری ہیں کیونکہ ہمارا 2.65 disability growth rate ہے جو

normal سے زیادہ ہے۔ ہم نے جیسے ڈینگی کے خلاف مہم کا آغاز کیا، پولیو کے خلاف آغاز کیا اگر اسی طرح ہم سپیشل ایجوکیشن پر آغاز کریں گے تو disability rate پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میں disability کی وجوہات کے حوالے سے ذکر کروں گی کہ کس وجہ سے بچوں میں disability آتی ہے۔ ان میں mishandling at birth, Environment, Malnutrition, Vitamin A deficiency, Vitamin B deficiency, Lack of pre testing, Stress, Anxiety and Depression شامل ہیں۔

جناب سپیکر! ان لوگوں کے لئے technical training skills کا آغاز کیا جائے۔ اس کے لئے TEVTA جیسے اداروں میں اگر ان کے لئے کورسز بنائے جائیں جو ان کی صلاحیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہوں تو اس سے وہ اپنا روزگار کما سکیں گے۔ اس کے علاوہ ان کے لئے ووکیشنل ٹریننگ اور rehabilitation centres بنائے جائیں۔ ہم جب ایسے اداروں کی بات کرتے ہیں تو وہاں پر انہیں جب skills سکھائی جائیں گی تو یہ اس سے بہت مستفید ہو جائیں گے۔ ایسے بچوں کے لئے shelter workshops جہاں ہر چیز ایک ہی چھت کے نیچے ہوتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو ان کے لئے مشکلات ہوتی ہیں لہٰذا اگر ایسے بچوں کے لئے shelter workshops بنائی جائیں تو اس سے بھی یہ بچے بہت زیادہ مستفید ہو سکتے ہیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی تجاویز ہیں جن سے بہت زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر! ہمیں بہت سے مسائل کا سامنا ہے اس کے لئے ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے اور disability کی وجوہات کو بھی نظر انداز نہیں کرنا۔ ہم جیسے وجوہات کی بات کرتے ہیں تو بہت ساری وجوہات آ جاتی ہیں لیکن چند وجوہات جن کا میں ذکر کرنا چاہوں گی جن پر ہمیں بہت زیادہ دھیان دینا ہے ان میں cousin marriage ہے جو ہماری ثقافت کا حصہ ہے۔ اس کے علاوہ early child marriage ہے اور پھر کبھی late marriage سے بھی یہ مسئلہ ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں environment کے حوالے سے یہ کہنا چاہوں گی کہ قصور جیسے علاقے میں پینے والا پانی فیکٹری کے آلودہ پانی سے مل جاتا ہے تو اس سے بہت زیادہ بیماریاں پھیلتی ہیں۔ اس پر بھی قابو پایا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں اب چند مسائل کا ذکر کروں گی اور چاہوں گی کہ ان پر ضرور نظر ڈالی جائے جیسے اٹھارہویں ترمیم کے بعد سپیشل ایجوکیشن کے کچھ ادارے devolve ہو کر پنجاب کے پاس آ گئے ہیں۔ ان اداروں کے اساتذہ اور ٹیکنیکل سٹاف کے لوگ یا تو ریٹائر ہو گئے یا initiatives نہ ہونے کی

وجہ سے چھوڑ کر چلے گئے۔ میری تجویز یہ ہے کہ وہاں اساتذہ کو تعینات کیا جائے اور ان کی تعیناتی کو یقینی بنایا جائے۔ CP بچوں کے لئے نیشنل سنٹر سپیشل ایجوکیشن میں ہے وہ Hydro Pool خراب ہے اسے ٹھیک کرایا جائے۔ اسی سنٹر میں جو Speech Therapy Unit بنا ہے وہاں پر Audiologist and Speech Therapist تعینات کئے جائیں۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہوں گی کہ اس سنٹر کی عمارت کو repair کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میری آخری گزارش یہ ہے کہ سپیشل افراد کو disability certificate صرف ڈی ایچ کیو ہسپتال سے ملتا ہے۔ میری تجویز ہے کہ BHU اور THQ سے بھی disability certificate جاری کئے جائیں تاکہ سپیشل افراد کو مقامی سطح پر یہ سہولت میسر ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ اگر ایسے بچوں کو ایک صلاحیت سے محروم رکھتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ دیگر بہت سی صلاحیتیں بھی عطا کرتا ہے۔ ہمیں ان کی ان صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور انہیں معاشرے کا اہم حصہ بنانا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ذوالفقار غوری!

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! خداوند یسوع المسیح کے نام سے شروع کرتا ہوں۔

بھیس بدلا کیا ہوا دل کا بدلنا چاہئے
ایک دو باتیں نہیں بالکل بدلنا چاہئے

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب آپ کی باتیں سن رہے ہیں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کو اس بجٹ کے لئے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مالی سال 17-2016 کا بجٹ جس کا کل حجم 1681۔ ارب 41 کروڑ روپے ہے۔ میری دانست میں یہ بجٹ بہت متوازن، عوام دوست اور پنجاب کی ترقی کا ضامن ہے۔ میں یہ بھی محسوس کرتا ہوں کہ جو ترقیاتی پروگرام کا حجم 550۔ ارب روپے رکھا گیا اس سے پنجاب کی اور زیادہ خدمت ہوگی اور یہ پنجاب کی مزید ترقی کا باعث بنے گا۔ بجٹ میں روزگار کے لئے 5 لاکھ سے زیادہ مواقع پیدا کئے گئے ہیں یہ بھی پنجاب میں ترقی کا ایک بہت بڑا واقعہ ہوگا کہ اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کو روزگار کے مواقع حاصل ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی اور وزیر خزانہ کی توجہ چاہتا ہوں اگر میں بجٹ کی کتاب کے صفحہ نمبر 25 اور سیریل نمبر 64 کو دیکھوں تو اس میں لکھا ہے کہ رواں مالی سال کے دوران 46 کروڑ روپے کی لاگت سے Minorities Development Fund قائم کیا گیا ہے۔ جہاں تک میرے علم میں ہے کہ میں عرصہ تین سال سے اس اسمبلی میں نمائندگی کر رہا ہوں یہ جو بجٹ میں لکھا گیا کہ 46 کروڑ روپے کی لاگت سے یہ فنڈ قائم کیا گیا چلیں، فنڈ قائم تو کیا گیا ہو گا لیکن محترمہ وزیر خزانہ minority کے ہر ایم پی اے کو صرف ڈیڑھ کروڑ روپے دیئے گئے ہیں اب آپ خود ہی اندازہ لگا لیجئے گا کہ ڈیڑھ کروڑ روپے ہر ممبر کو دیئے گئے تو 46 کروڑ روپے ڈویلپمنٹ فنڈ کے نہیں بنتے ہیں۔ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ ابھی جو بجٹ پیش کیا گیا اس میں آئندہ مالی سال میں ہیومن رائٹس اور اقلیتی برادری کی بہتری کے لئے ایک ارب 60 کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے تو میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اگر ایک ارب 60 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں تو اس کو مساوی تقسیم کیا جائے نہ کہ پچھلے سال کی طرح پھر ڈیڑھ کروڑ روپے پر ہی ٹرخا دیا جائے ایسا نہ کیجئے گا اس کو مساوی تقسیم کیا جائے تاکہ ترقی کا کام زیادہ سے زیادہ ہو سکے اور minorities کی حوصلہ افزائی بھی ہو۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ آپ نے طلباء و طالبات کے لئے جو تعلیمی وظائف رکھے ہیں وہ رواں مالی سال کے دوران 22 کروڑ روپے تھے اور اب آپ نے آئندہ مالی سال کے لئے 25 کروڑ روپے بجٹ میں رکھے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ 22 کروڑ روپے رواں اور آئندہ 25 کروڑ روپے یعنی صرف 3 کروڑ روپے کا فرق ہے تو یہ کوئی بہت بڑا فرق نہیں ہے یہ تو بہت minor سا فرق ہے تو اس لئے میں آپ کی وساطت سے محترمہ وزیر خزانہ سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ 22 کروڑ روپے ڈبل یعنی 44 کروڑ روپے کر دیئے جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ بچوں کی ایجوکیشن میں حوصلہ افزائی ہو سکے اور ان کو تعلیمی وظائف بھی مل سکیں۔ میں یہ بھی مطالبہ کرتا ہوں یہاں پر یہ لکھا گیا ہے کہ minority کوٹا 5 فیصد ہے تو کیا یہ 5 فیصد ہی رہے گا؟ میری یہ درخواست ہے کہ اس 5 فیصد کوٹے کو بڑھا کر 10 فیصد کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ جو مسیحی، ہندو اور سکھ برادری ہے ان کو اس میں شامل کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، wind up کریں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! تین سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک minorities کے حوالے سے سٹینڈنگ کمیٹی نہیں بنائی گئی تو میں یہ بھی آپ سے درخواست کروں گا کہ ہیومن رائٹس کی جو minority ہے اس کی سٹینڈنگ کمیٹی بنائی جائے۔

جناب سپیکر: چلیں، بات ختم کریں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! بس دو منٹ دے دیں۔

MR SPEAKER: No two minutes. No please.

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! بس آخری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، wind up کریں۔

جناب ذوالفقار غوری: جناب سپیکر! اس بجٹ میں میرے شہر سیالکوٹ میں وومن یونیورسٹی کی تعمیر اور آئی ٹی اینڈ انجینئرنگ یونیورسٹی کا قیام خوش آئند اقدام ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیالکوٹ کی ترقی کا باعث بنے گا۔ سیالکوٹ میں ڈولفن فورس کا قیام بھی احسن اقدام ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میری یہ تجویز ہے کہ اس طرح کی اور بھی فورسز کا قیام بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ڈاکٹر مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر خزانہ تشریف لے آئی ہیں۔ میں نے اپنی پہلی تقریر میں request کی تھی کہ ان کو یہاں پر ہونا چاہئے کیونکہ جواب انہوں نے end پر دینا ہے نہ کہ پارلیمانی سیکرٹری نے جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اگر وہ نہیں ہوں گی تو پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہی ہوں گے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں فنانس منسٹر صاحبہ کے لئے ایک تحفہ لے کر آیا تھا کیونکہ میں اب ثبوت کے ساتھ دکھانا چاہتا ہوں کہ یہ پانی ہے۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر مراد راس نے ایک گندے پانی کی بوتل ایوان میں لہرا کر دکھائی)

آپ کو ابھی صرف گدلا نظر آ رہا ہے یہ دیکھیں یہ پانی ہے۔ آپ نے سب سے سنا ہے یہ پانی صرف میرے حلقے میں ہی نہیں ہے بلکہ پورے لاہور کے ہر حلقے میں ایسا پانی نلکوں میں آ رہا ہے۔ میں آج ثبوت لے کر آیا ہوں اس لئے کہ اب بہت ہو گیا ہے، بہت ہوائی گپ شپ لگ گئی اور بہت سب کچھ ہو گیا۔ یہ پانی ہے یہ آپ دیکھ لیں کہ اس کے نیچے جا کر جو چیز settled ہوتی ہے۔ (قطع کلامیاں)

آپ کے حلقوں میں بھی ایسا ہی پانی آ رہا ہے اس لئے اس بات پر شور مت کریں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ بات کرتے جائیں یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں آپ کو یہ بتاؤں کہ میں نے آج سے تین سال پہلے۔۔۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! کوئی آپ کو پانی میں مٹی ڈالتے ہوئے بھی دیکھتا رہا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ میرے ساتھ چلیں میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ کیا حالات ہیں؟ یہ صرف میں نے آپ کو اپنے حلقے کا پانی دکھایا ہے۔ یاسر گیلانی صاحب پی پی۔137 نے شاہدرہ سے الیکشن لڑا تھا انہوں نے پانی مجھے بھیجا۔ میں نے different locations سے صرف یہ دیکھنے کے لئے پانی منگوایا ہے کہ شاید صرف میرے حلقے میں ہی ایسا پانی آرہا ہے کیونکہ یہاں پر وہ ہمارے سے الیکشن ہارے ہوئے ہیں تو شاید اس لئے ہمارے اوپر زیادہ سختی کی جارہی ہے۔ مگر جو حکومت کے حلقے ہیں ان میں بھی پانی کا یہی حال تھا۔ اس کے بعد میں آپ کو یہ بتاؤں کہ اگر میرے پاس اقتدار ہوتا، فنڈز ہوتے اور اس طرح کا پانی نلکوں میں آرہا ہوتا جو کہ basic need ہے، میں شرم سے ڈوب مرتا اس ایوان میں آکر بات نہ کرتا اگر یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی 11۔ ارب روپے صاف پانی کے لئے رکھے گئے ہیں اس میں سے صرف 4۔ ارب روپے استعمال کئے گئے ہیں تب ہی تو یہ result ہے جو کہ میں آپ کو دکھا رہا ہوں کیونکہ کسی چیز کی seriousness ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ منسٹر صاحبہ اس چیز کا جواب دیں اور جب وہ جواب دینے آتی ہیں تو اس مرتبہ ہوائی جواب نہیں چاہئے یہ مجھے dates کے ساتھ بتائیں کہ کب یہ چیز ٹھیک ہو گی؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! جو ان سے متعلقہ بات ہو گی وہ ان کا جواب دیں گی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں متعلقہ بات ہی پوچھ رہا ہوں کہ یہ کب تک ٹھیک ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ آپ محکمے سے پوچھیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں ان کو اس کا حل بتانے لگا ہوں میں صرف مسئلہ ہی نہیں لے کر آیا ہوں بلکہ اس کا حل بھی لے کر آیا ہوں۔ میں یہ پانی گلبرگ کے ایریا سے لے کر آیا ہوں۔ پچھلے چالیس سال سے سیوریج تبدیل نہیں کیا گیا۔ میں ایم ڈی واسا کے ساتھ بیٹھا جنہوں نے بتایا کہ جیل روڈ سے لے کر فیروزپور روڈ تک 4۔ ارب روپیہ لگے گا تو سارا سیوریج بدل جائے گا لیکن 8 سے 10۔ ارب روپے کا signal free روڈ بنا دیا گیا۔ سڑکیں بنا دی ہیں تاکہ سفر میں دس منٹ کم ہو جائیں یعنی گاڑی میں بیٹھنے کے لئے دس منٹ کم کر لیں مگر بچوں اور لوگوں کو زہر پلا رہے ہیں جو میں نے ابھی دکھایا ہے اس کے لئے کچھ نہیں کرنا۔ پیسے رکھنے بھی ہیں لیکن استعمال نہیں کرنے۔

جناب سپیکر! میری محترمہ وزیر خزانہ سے یہ requestہو گی کہ By the end of this whole session she should tell usکہ اس کے لئے کیا کیا جائے؟ میں نے کوئی زبانی یا ہوائی بات نہیں کی بلکہ آپ کو یہاں ثبوت دکھا دیا ہے۔ جس ایم پی اے نے بھی کھڑے ہو کر تقریر کی ہے اُس نے اپنے حلقوں کے اندر پانی کا ذکر کیا ہے۔ یہ بات صرف میں نہیں کر رہا بلکہ ہر بندہ کر رہا ہے۔ یہ صرف میرے حلقے کا issue نہیں بلکہ لاہور کے تمام حلقوں کا یہی issue ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ آگے چلیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں نے اُن کو حل بتا دیا ہے۔ جب تک سیوریج change نہیں ہو گا یا جب تک سیوریج کے پائپوں کو repair نہیں کیا جائے گا تب تک یہ زہریلا پانی ملتا رہے گا۔ اس پانی سے سب سے پہلے جو بیماری پھیل رہی ہے وہ ہیپاٹائٹس سی ہے۔ ہیپاٹائٹس سی کی ادویات کے حوالے سے پورا دن ٹی وی پر خبر چلتی رہی کہ 30 کروڑ روپے سے زیادہ کی ہیپاٹائٹس کی ادویات ڈی جی کے دفتر کے باہر 45 ڈگری درجہ حرارت میں پڑی ہوئی تھیں جبکہ 20 ڈگری پر پڑی ہونی چاہئیں۔ 30 کروڑ کوئی چھوٹی رقم نہیں ہے اور میں کوئی 30 ہزار یا 30 لاکھ روپے کی بات نہیں کر رہا بلکہ یہ 30 کروڑ کی ادویات ڈی جی کے دفتر کے باہر مہینوں پڑی رہیں جو کہ خراب ہو گئیں۔

جناب سپیکر! اب میں اگلے issue کی طرف چلتا ہوں جو ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن کمیٹیوں کا ہے۔ ہمیں شامل اس لئے نہیں کیا جا رہا کیونکہ ہم اپوزیشن سے ہیں۔ آپ خیبر پختونخوا میں جائیں تو وہاں اپوزیشن میں پاکستان مسلم لیگ(ن) یا دوسری پارٹیوں کے جو ممبران ہیں اُن سب کو شامل کیا جا رہا ہے اور ان کی سکیمیں دی جا رہی ہیں۔ سندھ میں جائیں تو وہاں پر بھی اسی طرح کیا جا رہا ہے۔ آپ کے ایم پی ایز ہمارے ساتھ خیبر پختونخوا میں گئے تھے جہاں پر اُن کے سامنے سپیکر اظہر قیصر صاحب نے بتایا تھا کہ ہم تمام ممبران کو فنڈز اور سب چیزیں دے رہے ہیں۔ یہاں پر کس چیز کا خوف ہے، ہم چالیس پچاس لوگوں کا خوف کس بات پر ہے اور ہمارا حق ہمارے سے ہارے ہوئے لوگوں کو کیوں دیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: اپنی گنتی تو پوری بتائیں کہ کتنی ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں آپ کو بتاتا ہوں جو کام کئے جا رہے ہیں۔ جب بلدیاتی الیکشن آئے تو کام شروع ہو گیا، سڑکیں ٹوٹنی شروع ہو گئیں اور سیوریج کا کام شروع ہو گیا لیکن جب الیکشن ختم ہوئے تو اسی طرح سڑکیں اور سب چیزیں پڑی ہوئی ہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ ساری چیزیں پوری کر لیں اور بے شک اپنی پھٹیاں لگا لیں جس کی ہمیں کوئی پروا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ wind up کریں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ اور چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! یہ اپنی پھٹیاں لگائیں لیکن کام کریں۔

جناب سپیکر: وسیم اختر شاہ صاحب! آپ ان کو ٹائم کے بارے میں کیوں نہیں بتاتے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! انہوں نے جو کھدائی کی تھی، سڑکوں اور سیوریج کا جو کام شروع کیا تھا وہ ختم کریں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں آخری point قبرستان کے حوالے سے بتانا چاہتا ہوں۔ اڑھائی سال ہو گئے ہیں، میں مکہ کالونی کی قبرستان کمیٹی کے ساتھ کام کر رہا ہوں۔ ہم نے اے سی، بورڈ آف ریونیو اور ڈی سی او سے لے کر ہر اتھارٹی سے قبرستان کے لئے جگہ approve کروالی ہے حتیٰ کہ آرمی نے بھی این او سی دے دیا ہے۔ قبرستان کا issue صرف ہمارا نہیں بلکہ پورے لاہور کا issue ہے کیونکہ قبر کے اوپر قبر بنائی جا رہی ہے۔ حکومتِ پنجاب آرمی کو صرف ایک لیٹر لکھ دے تاکہ قبضہ مل جائے کیونکہ انہوں نے اور تمام محکموں نے قبرستان کے لئے جگہ approve کی ہوئی ہے۔ وہاں پر بھی بے شک یہ اپنی پھٹی لگالیں کیونکہ ہمیں اپنی پھٹی نہیں چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات ریکارڈ پر آ گئی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب ابوحفص محمد غیاث الدین!

جناب ابوحفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ

وزن کو انصاف کے ساتھ رکھو اور میزان کے اندر کوئی کمی نہ کرو۔

جناب سپیکر! 17-2016 کا چوتھا بجٹ جو پیش کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ قرآن پاک کی اس آیت کے مطابق اور ملکی حالات کے پیش نظر یہ بڑا متوازن بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ کسی ملک کی ترقی کا انحصار چار چیزوں کو دیکھ کر کیا جاتا ہے یعنی اس ملک کی تعلیم اچھی ہو، صحت اچھی ہو، زراعت اچھی ہو اور صنعت بہتر ہو۔ میں اپنے اندازے کے مطابق یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ بجٹ ہماری پنجاب حکومت نے ان چار چیزوں کا خیال کرتے ہوئے پیش کیا ہے۔ تعلیم، صحت اور زراعت کے لئے پورے بجٹ کا 57 فیصد یعنی 100 میں سے 57 روپے ان تینوں شعبوں کے لئے خرچ کئے جا رہے ہیں۔ تعلیم، صحت اور زراعت کے ساتھ ہماری حکومت کی دلچسپی کا اظہار ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم جنہوں نے یہ میزانیہ تیار کیا ہے اُن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں اپنے علاقے کے کچھ مسائل پیش کرنا چاہتا ہوں اس سے پہلے کہ گھنٹی بجا دی جائے۔ میں اپنے حلقہ پی پی۔133 شکر گڑھ کے کچھ ضروری مسائل جو صحت اور تعلیم کے لحاظ سے ہیں وہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میرے حلقے میں زیادہ تر دیہات شامل ہیں اور ہمارے ہاں تعلیم کا معیار اللہ کے فضل و کرم سے بہت بہتر ہے کیونکہ زمینیں زیادہ نہیں ہیں اس لئے ہمارے علاقے کے اکثر لوگ تعلیم پر انحصار کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں ہائی سکولوں اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی بہت کمی ہے لہٰذا موضع شاہ پور بھنگو کے بوائز ہائی سکول کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا جائے، موضع بھمبو کے گرلز پرائمری سکول کو مڈل سکول کا درجہ دیا جائے، موضع بصرہ جالا کے گرلز پرائمری سکول کو مڈل سکول کا درجہ دیا جائے، موضع دودھوچک میں بوائز ہائی سکول کی عمارت بہت بوسیدہ ہے اور خطرہ ہے کہ کہیں حادثہ رونما نہ ہو جائے اس لئے اس عمارت کو جلد از جلد نیا بنایا جائے۔

جناب سپیکر! ہسپتال کے حوالے سے میں عرض کروں گا کہ ہماری پوری تحصیل کے اندر ایک ٹی ایچ کیو ہسپتال شکر گڑھ ہے جہاں پر ضرورت کے مطابق سہولیات نہیں ہیں لہٰذا میری یہ گزارش ہے کہ ٹی ایچ کیو شکر گڑھ کو ڈی ایچ کیو ہسپتال کے معیار کے مطابق لایا جائے۔ سٹی سکین اور گردے صاف کرنے والی مشینیں مہیا کی جائیں کیونکہ آج کل پانی بہت خراب ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگ گردوں کے امراض میں مبتلا ہیں۔

جناب سپیکر! میرے شکر گڑھ کا حلقہ گندم اور چاول کے لحاظ سے بہت مشہور ہے۔ پنجاب کا تقریباً چوتھا حصہ گندم شکر گڑھ مہیا کر رہا ہے جبکہ یہاں کے چاول بہت اچھے قسم کے ہیں جن سے زر مبادلہ کمایا جاتا ہے لیکن زمینداروں کو سڑکوں کی مناسب سہولت نہ ہونے کی وجہ سے آڑھتی اونے

پونے اجناس خرید لیتے ہیں اور ان کی محنت کا پورا بدلہ انہیں نہیں ملتا۔ میری گزارش ہے کہ ظفروال روڈ تا دربار بابا بھروال اور بھمبو روڈ کا بیڈ بڑی مدت سے بنایا گیا ہے لیکن اس پر مزید کوئی کام نہیں ہوا اور بجائے سہولت دینے کے زمینداروں کو اس سے مزید تکلیف ہو گئی ہے۔ موضع پنج گرائیاں تا ہنسو والا سڑک براستہ بصرہ جالا تعمیر کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب ابو حفص محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! چک امرو روڈ براستہ سکھو چک بگولڑا کھرال کرول سڑک بھی بنائی جائے۔

جناب سپیکر: جی، معزز ممبران! سپیکر گیلری میں سینیٹر جناب محسن خان لغاری تشریف رکھتے ہیں ہم انہیں welcome کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

غیاث الدین صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ میاں محمد منیر!

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبکاری و محصولات (میاں محمد منیر): جناب سپیکر! شکریہ۔ وقت بڑا کم ملتا ہے اور بجٹ پر بات کرنے کے لئے بہت کچھ ہوتا ہے مگر میں نے یہ سوچا ہے کہ شاید بجٹ پر اتنی زیادہ لمبی بات نہ کروں لیکن ان مسائل کی طرف ضرور توجہ دلاؤں جو کہ ہمارے لئے مسئلہ بنتے ہیں اور ان کا حل بھی ہونا چاہئے۔ میں سب سے پہلے قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی ٹیم نے ایک بہترین بجٹ پیش کیا ہے کیونکہ غریب عوام پر کسی قسم کا کوئی ٹیکس نہیں لگا۔

جناب سپیکر! تعلیم، صحت، زراعت، پینے کا صاف پانی اور آبپاشی جیسے منصوبوں پر توجہ دی گئی ہے۔ شعبہ تعلیم میں ایجوکیٹرز کی بھرتی بالکل شفاف طریقے سے ہو رہی ہے اور مجھے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس ہوتا ہے کہ آج گورنمنٹ سکولوں کا استاد پرائیویٹ سکولوں کے اساتذہ سے زیادہ پڑھا لکھا اور زیادہ بہتر انداز میں تعلیم دینے والا ہے۔ آج آپ کے سکولوں اور کالجوں میں بچوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ میں اوکاڑہ کالج کی مثال دینا چاہوں گا جہاں پہلے اڑھائی ہزار طلباء ہوتے تھے لیکن اب وہاں پانچ ہزار کے قریب طلباء صرف اس بنیاد پر ہیں کہ کالجوں میں تعلیم کا معیار بہتر ہوا ہے۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ missing facilities اور dangerous buildings پر توجہ دی گئی ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے وہ سکول بھی دیکھے جہاں بچوں کو واش روم کی سہولت نہیں ہوتی تھی، سکولوں کی چار دیواری نہیں ہوتی تھی، بچوں کے بیٹھنے کے

لئے جگہ نہیں ہوتی تھی، عمارتوں کی چھتیں ٹپک رہی ہوتی تھیں لیکن آج آپ کے سکولوں میں missing facilities تقریباً ہر معیار سے پوری ہو چکی ہیں اور آج ان سکولوں کا معیار تعلیم بلند ہو چکا ہے۔ آج جہاں پر dangerous buildings تھیں وہاں نئی buildings تعمیر ہو رہی ہیں اور ہو چکی ہیں۔ میں مبارکباد قائد محترم اور وزیر خزانہ کو دینا چاہتا ہوں کہ ان کی کاوشوں سے آنے والے سال کے لئے گیارہ ہزار نئے کمرہ جات یعنی سکولوں میں کلاس رومز بنائے جائیں گے جو کہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ اس سے پہلے میں یہ سمجھتا تھا کہ نئے سکول بنائے جا رہے تھے لیکن پنجابی کی مثال ہے کہ "اگا دوڑتے پچھا چوڑ" پچھلے سکول تباہ و برباد ہوتے جا رہے تھے اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں تھا جبکہ نئی عمارتیں بنائی جا رہی تھیں۔

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ الحمدللہ آج پنجاب کے ہر ہسپتال میں وافر مقدار میں ادویات پڑی ہیں۔ پراپیگنڈا کرنے والے اور یہ بات کہنے والے کہ ہسپتالوں میں ادویات نہیں ملتیں، میرے ساتھ چلیں کیونکہ میں خوشاب جیسے دور دراز ضلع کی بات کر رہا ہوں کہ میں نورپور تھل کی بات کرتا ہوں اور میں نوشہرہ کی بات کرتا ہوں۔ جہاں وزیر اعلیٰ نے میری ڈیوٹی لگائی تو میں نے BHUs اور RHCs کے خود visit کئے جہاں پر پورے سال کی وافر مقدار میں ادویات موجود تھیں لیکن جس بات کی کمی تھی میں اس کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ کمی اگر ہے تو ڈاکٹر صاحبان کی ہے۔ میری اس سلسلے میں ایک تجویز ہے کہ ڈاکٹر صاحبان جو سرکاری کالجوں سے پڑھ کر فارغ التحصیل ہوتے ہیں، ان پر یہ پابندی لگائی جائے کہ وہ 12 سال تک اپنی قوم کو deliver کریں گے اور اپنے ملک کی خدمت کریں گے کیونکہ ڈاکٹر بننے کے دوران سرکاری کالجوں میں ان کا خرچ نہیں ہوتا جبکہ ان کے مقابلے میں پرائیویٹ کالجوں میں لاکھوں روپے خرچ ہوتا ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ وہ 12 سال تک اپنی قوم کو deliver کرنے کے لئے پابند ہوں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ BHUs اور RHCs کے لئے تجویز ہے چونکہ ڈاکٹر صاحبان دیہاتوں میں نہیں جانا چاہتے تو ماضی میں تین سال کا ایک کورس کروایا جاتا تھا اور اگر اس کورس کا اجراء کر دیا جائے کہ وہ ڈاکٹرز تین سال کے لئے وہاں جا کر deliver کر سکیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتری آ سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں قائد محترم کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے اوکاڑہ یونیورسٹی قائم کی جس سے لاہور کی یونیورسٹیوں پر بوجھ کم ہو گا کیونکہ اوکاڑہ کے طلباء اس یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کریں گے اور انہیں لاہور نہیں آنا پڑے گا۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب محمد عمر جعفر!

جناب محمد عمر جعفر: جناب سپیکر شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کرنے کے لئے وقت دیا۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے عوام دوست بجٹ پیش کیا۔ اس کی بڑی مثال سوشل سیکٹر جو ہم ADP میں دیکھتے ہیں کہ 31 total percent of the total development budget سوشل سیکٹر میں allocate ہوا ہے and another major point is health sector جس میں 1.5 Billion is allocated for the health insurance scheme اگر ہم نے truly welfare state بننا ہے تو اس type of schemes کو introduce rapidly اور expand کرنا چاہئے تو This is very positive step

جناب سپیکر! Secondly another success story جو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ نے rural road programme launch کیا تھا اس کے again is continue with that programme اور اس سے ہماری economic activity increase ہو رہی ہے farm to market roads improve ہو رہے ہیں اور ایگریکلچر سیکٹر کے لئے بہت positive role has taken part of that. Secondly I also want to talk about کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے focus کیا ہے ساؤتھ پنجاب کے اوپر جس کی ایک مثال ہے کہ خواجہ فرید یونیورسٹی آف آئی ٹی اینڈ انجینئرنگ رحیم یار خان جس سے local community کو بھی کوالٹی ایجوکیشن ملے اور plus جو nearby provinces ہیں سندھ اور بلوچستان کے ہمارے بہن بھائی وہ بھی اس یونیورسٹی میں جا سکتے ہیں اور اس سے local jobs بھی create ہوں گی۔ انشاء اللہ

جناب سپیکر! میں ایک اور positive بات کرنا چاہتا ہوں جو میرے حلقے میں اس بجٹ میں بھی continues funding ہو رہی ہے اور وہ شیخ زید میڈیکل کمپلیکس ہے جس سے ہماری health facilities increase ہو رہی ہیں جس کے لئے میں بہت شکر گزار ہوں کہ ہماری اس حوالے سے continues funding ہو رہی ہے۔ میں آپ کا اتنا زیادہ ٹائم نہیں لوں گا مگر very almost

ایک صاف پانی کا پروگرام ہے جس کے متعلق مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ misfortunate two things پروگرام صرف دیہی علاقوں کے لئے ہے جبکہ شہروں کے لئے ابھی انہوں نے focus نہیں کیا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ایسے پورے پنجاب کو divide نہیں کرنا چاہئے کہ پہلے ہم دیہی علاقوں کو کریں گے اور اس کے بعد شہروں کو کریں گے۔ شہروں میں بھی issues آ رہے ہیں clean drinking water کے اور میں سمجھتا ہوں کہ شہروں کے لئے بھی priority پر فلٹریشن پلانٹ دینے چاہئیں۔ میں نے request through the Public Health Department کی تھی کہ ہمیں ایک واٹر سپلائی سکیم دیں جو پورے رحیم یار خان شہر کو cover کرے اور پرانے پائپوں کو تبدیل کر کے پلاسٹک پائپ استعمال کریں so that کہ صاف drinking water can go to the public مگر بدقسمتی سے یہ include نہیں ہوا۔ جب تک ہم صاف پانی لوگوں کو نہیں دے سکیں گے تو جو پریشر health facilities میں ہمارے ہسپتالوں کے اوپر ہے وہ بہت زیادہ increase ہو گا۔ میری دوبارہ یہ محکمہ خزانہ سے request ہے کہ اسے pursue کرتے ہوئے financially back کریں اور جلد از جلد واٹر سپلائی سکیم پورے رحیم یار خان شہر کے لئے launch کریں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محمد یعقوب ندیم سیٹھی!

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر خیالات کے اظہار کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے محترمہ وزیر خزانہ عائشہ غوث پاشا اور اُن کی ٹیم کو میاں محمد شہباز شریف کی سربراہی میں عوام دوست جمہوری بجٹ، کسان دوست بجٹ بنانے پر میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! اپوزیشن نے نعرے بازی کی اور جب ڈاکٹر صاحبہ بجٹ پیش کر رہی تھیں تو اپوزیشن نے کوشش کی کہ ڈاکٹر صاحبہ کو کسی نہ کسی طریقے سے ڈرایا[*****] لیکن ڈاکٹر صاحبہ کے حوصلے ہمیشہ بلند رہے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ کے یہ الفاظ اچھے نہیں ہیں ڈرانے دھمکانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ:

للکارے گا جب کوئی آداب سکھا دیں گے
تقدیر کی قوت ہم دنیا کو دکھا دیں گے

جناب سپیکر !دنیا کے مختلف ممالک کے سربراہان میاں محمد شہباز شریف کی انتظامی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے عموماً کئی مواقعوں پر اس بات کا بھی اظہار کرتے ہیں حتیٰ کہ پاکستان کے دوسرے صوبوں میں جہاں ہماری مسلم لیگ (ن) کی حکومت نہیں وہاں کی دوسری پارٹیوں کے کارکن اور نمائندے بھی اس بات کو چاہتے ہیں کہ کاش ہمارے صوبے کا وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف ہو۔اگر پنجاب میں پچھلے ادوار میں سیلاب آئے تو میرا قائد اُن جھونپڑیوں میں جہاں سیلاب آتے تھے وہاں پہنچتا تھا، اگر ڈینگی نے پنجاب کے اندر حملہ کیا تو میرا قائد ہسپتالوں کے اندر مریضوں کی تیمارداری کے لئے پہنچتا تھا، اگر پنجاب کے اندر کسی جگہ پر غریب کے ساتھ ظلم ہو جائے، کسی کسان کے ساتھ ظلم ہو جائے، کسی کے ساتھ زیادتی ہو جائے تو میرا قائد اُس کے گاؤں میں اُس کی چوکھٹ تک انصاف دلانے کے لئے پہنچ جاتا ہے اور میں یہ کہوں گا کہ:

خوشبو کسی تشہیر کی محتاج نہیں ہوتی
سچا ہوں مگر اپنی وکالت نہیں کرتا
میں اپنی جفاؤں پہ نادم نہیں ہوتا
میں اپنی وفاؤں کی تجارت نہیں کرتا

جناب سپیکر! عالمی منڈیوں میں اجناس کی قیمتوں کی وجہ سے پوری دنیا کا جو کسان ہے اور اس کے ساتھ پاکستان کے کسان اجناس کی قیمت میں کمی کی وجہ سے پریشان ہیں کیونکہ ایک کسان دن رات محنت کرتا ہے، وہ تپتی دھوپ میں اپنے کھیتوں میں جاتا ہے لیکن اُس کو اجناس کا اُس کی محنت کے مطابق فائدہ نہیں ہوتا۔اس دفعہ پنجاب حکومت نے ہر شعبہ میں بہت زیادہ پیسے رکھے ہیں لیکن خاص طور پر حکومت نے کسانوں کے لئے package تیار کیا ہے اس میں یوریا کھاد کے فی بیگ میں 400روپے کمی کی ہے اور ڈی اے پی کھاد کے فی بیگ پر 300روپے کمی کی ہے یہ زمیندار کے لئے بہت ہی اچھا initiative ہوگا۔ 7۔ارب روپے سبسڈی بجلی پر چلنے والے ٹیوب ویلوں پر دی گئی ہے تاکہ زمیندار

خوشحال ہو سکیں۔ حکومت وقت نے جو3½روپے کے حساب سے بجلی کے یونٹ پر کمی کی ہے یہ بہت اچھااقدام ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ ایک ارب80کروڑ روپے کی لاگت سے ہر ڈسٹرکٹ میں سروس سنٹر بنائے جائیں گے جہاں زمینداروں کے لئے مشینری مہیا کی جائے گی۔اُس سنٹر کے اندر ٹریکٹر ہوں گے ،بلڈوزر ہوں گے ، تھریشر ہوں گے اور لینڈلیولرز ہوں گے تاکہ کسان اپنی زمین کو زیادہ سے زیادہ بہتر حالت میں کر سکیں۔اس سے تقریباً2لاکھ 25ہزار ایکڑ زمین قابل کاشت ہو گی۔اسی طرح پنجاب حکومت اپنے کسانوں کو100۔ارب روپے کے قرضے دے رہی ہے ان قرضوں کی مد میں اُن کسانوں پر کسی قسم کا کوئی interestنہیں ہو گا اور اس کے اوپر interestپنجاب حکومت برداشت کرے گی جو سبسڈی تقریباً17۔ارب70کروڑ روپے کسانوں کے لئے ہو گی۔

جناب سپیکر: مہربانی کریںwind upکر دیں۔

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر !اس کے علاوہ312۔ارب روپے ایجوکیشن کے لئے رکھے گئے ہیں میرے قائد نے "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب "پروگرام شروع کیا ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ

جناب محمد یعقوب ندیم سیٹھی: جناب سپیکر! شکریہ

جناب سپیکر: جی،احمد خان بھچر صاحب!آپ کو کیا ہوا آپ بحث میں حصہ نہیں لینا چاہتے ؟

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں کل بات کروں گا۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں آپ کی مرضی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کا ٹائم مجھے دے دیں۔

جناب سپیکر: ان کا ٹائم آپ کو دے دوں آپ پہلے اُن سے پوچھ لیں۔ بھچر صاحب! آپ کا ٹائم انہیں دے دیں؟

جناب احمد خان بھچر: جناب سپیکر! میں نے لکھ کر دے دیا ہے میں کل بات کروں گا۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ جی، ڈاکٹر محمد افضل!

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

ان کے پیچھے نہ چلو ان کی تمنا نہ کرو
سائے پھر سائے ہیں کچھ دیر میں ڈھل جائیں گے

جناب سپیکر! مجھے بجٹ تقریر پڑھ کر حیرت ہوئی شاید ایسے لگا کہ غلطی سے پچھلے سال کی بجٹ تقریر دُہرا دی گئی اس میں وہی منصوبہ جات سپیشل جو جنوبی پنجاب کے لئے پچھلے سال تھے وہی دوبارہ دُہرائے گئے ہیں جس میں ملتان کا میٹرو پراجیکٹ پچھلے دو سالوں سے بھی یہی کہا جا تا رہا ہے کہ خطیر رقم رکھی گئی ہے اور بہاولپور کے حوالے سے خواتین یونیورسٹی تین سال سے بنی ہوئی ہے ابھی تک اُس کو کوئی بجٹ نہیں دیا گیا۔ ویٹرنری یونیورسٹی دو سالوں سے اُس کا وہی ذکر آ رہا ہے اور میں سپیشل کارڈیک سنٹر اور کڈنی سنٹر بہاولپور کا ذکر کرنا چاہوں گا جو کہ 2007 سے مشینری کے ساتھ مکمل ہے لیکن بد قسمتی سے ابھی تک مشینری انسٹال نہیں ہو سکی۔ کڈنی سنٹر ابھی چالو ہو گیا ہے اور میں یہ امید کرتا ہوں کہ کارڈیک سنٹر بھی جنوبی پنجاب کا اور بہاولپور کا شاید واحد سنٹر ہے۔ بہاولنگر اور رحیم یار خان کے مریضوں کو ملتان اور لاہور آنا پڑتا ہے اُس کی مشینری کو صرف انسٹال کرنا اور چالو کرنا ہے اس سے لاکھوں لوگ مستفید ہوں گے۔ اس کے بعد specially میں اپنا حلقہ چولستان کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جس کو ہم روہی بھی کہتے ہیں بہت سارے لوگ شکار کرنے کے لئے تو جاتے ہیں حیرت کی بات ہے کہ وہاں آج بھی ٹوبہ جات ہیں جہاں سے انسان بھی پانی پیتے ہیں اور جانور بھی پانی پیتے ہیں۔

جناب سپیکر: یقیناً وہ صاف پانی ہو گا۔

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! صاف پانی نہیں ہوتا، بارش کا پانی اکٹھا ہوا ہوتا ہے۔ 6-2005 میں چودھری پرویز الٰہی کے دور حکومت میں 285 کلو میٹر واٹر سپلائی کی لائن بنی تھی جو کہ چالو رہی ہے وقت کے ساتھ ساتھ فنڈز نہیں ملا واٹر سپلائی کی لائن ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے 2013 میں ایمر جنسی چولستان تشریف لے گئے تھے انہوں نے 2۔ ارب روپے کے package کا اعلان کیا تھا جس سے واٹر سپلائی کی لائن maintain ہونی تھی، آگے extend ہونی تھی اور جانوروں کے لئے شیڈ بننے تھے تو اس کو تین سال ہو گئے ہیں ابھی تک کچھ نہیں بنا۔ وہاں سے اتنا revenue اکٹھا ہوتا ہے اون کی شکل میں، دودھ کی شکل میں، گوشت کی شکل میں۔ میری آپ سے ایک humble گزارش ہے۔

MR SPEAKER: Order please, Order in the House.

ڈاکٹر محمد افضل: جناب سپیکر! آپ سے گزارش ہے کہ چولستان کو الگ سے ضلع بنا دیا جائے تاکہ وہاں سے جو revenue اکٹھا ہوتا ہے وہ لاہور کی میٹرو بس اور اورنج لائن ٹرین پر لگتا ہے وہاں پر لوگوں پر صرف ہو سکے تاکہ ان لوگوں کی زندگی کا معیار بہتر ہو سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارے دور حکومت میں ایسا نہیں تھا اُس وقت گیس کی لوڈشیڈنگ کی تھی اور نہ ہی بجلی کی۔ ہمیں قائداعظم سولر پارک کی شکل میں بجلی کے بڑے سہانے خواب دکھائے گئے ہیں۔ دو سالوں میں صرف 100 میگاواٹ چالو ہوئے جو صرف 12 فیصد بجلی دے رہے ہیں، ہمیں 300 میگاواٹ کا کہا گیا کہ وہ اس سال چالو ہونے ہیں اور 600 میگاواٹ کا پتا نہیں کب چالو ہوں گے؟ میری گزارش ہے کہ ہمیں اس کا حق دیا جائے، بہاولپور کے لوگوں کو نوکری پر رکھا جائے اور ہمیں وہاں سے share دیا جائے کیونکہ بہاولپور کے بارے میں کہا گیا تھا کہ ہم اس کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائیں گے لیکن وہ بالکل الٹ ہو گیا ہے اور ہم تو اب زیادہ اندھیروں میں چلے گئے ہیں۔ آج کل بھی دیہاتوں میں اٹھارہ، اٹھارہ گھنٹے لوڈشیڈنگ ہوتی ہے۔ ہمارے جنوبی پنجاب میں 70 فیصد ترقیاتی منصوبے وہ ہیں جو پچھلے بجٹ میں تھے وہ اس وقت مکمل ہوئے اور نہ ہی اب مکمل ہوں گے۔ ہم بیرونی ملکوں سے قرضے لے کر مقروض ہوتے جائیں گے۔ انشاء اللہ وہ وقت آئے گا جب قوم بدلے گی، سیاستدان بدلیں گے، قوم کی تقدیر بدلنے والے سیاستدان آئیں گے اور جن جن لوگوں نے ملک کو لوٹا ہے چاہے وہ پاناما لیکس والے ہیں یا جو بھی ہیں انشاء اللہ قوم دشمن اور ملک دشمن لوگوں کا احتساب ضرور ہو گا۔

وہ صبح سویرا آئے گا انصاف جو ہمراہ لائے گا
پھر تم ہو گے کہ سر اپنا دیواروں سے ٹکراؤ گے
بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ مخدوم سید محمد مسعود عالم!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب جاوید اختر!

جناب جاوید اختر: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے بجٹ 17-2016 پر بات کرنے کا موقع دیا۔ بجٹ پر بات کرنے سے پہلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ڈی جی خان میں ایک اہم واقعہ رونما ہوا ہے۔ غلام حسین رنگلاتی نامی شخص جو ایک بہت بڑا جرائم پیشہ تھا جس کا نام کئی دفعہ اسمبلی کے floor پر بھی لیا گیا ہے وہ پولیس مقابلے میں مارا گیا ہے۔ میں ڈیرہ غازی خان کی پولیس، DPO,RPO اور SHO رانا محمد اقبال

خان کو خراج تحسین اور مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ایک بہت بڑے جرائم پیشہ سے ڈی جی خان کے عوام کو نجات ملی۔

جناب سپیکر! اب میں بجٹ پر بات کرتا ہوں۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، محترمہ وزیر خزانہ اور ان کے رفقاء جنہوں نے بجٹ کی تیاری میں ان کی مدد کی ان سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت متوازن اور بہت اچھا بجٹ پیش کیا۔ اس کا حجم 1681۔ ارب 43 کروڑ روپے ہے جو کہ پنجاب کی تاریخ کا بہت بڑا بجٹ ہے۔ اپوزیشن ہمیشہ رونا روتی ہے اور پتا نہیں میٹرو بس اور اورنج لائن ٹرین کی بات کیوں کرتی ہے؟ اس بجٹ میں جتنے بھی اہم شعبہ ہائے زندگی ہیں آپ تعلیم کو دیکھ لیں، صاف پانی کو دیکھ لیں بلکہ ہر معاملے میں بہت بڑی رقم رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں تو یہ کہوں گا کہ یہ بجٹ غریب اور کسان کا بجٹ ہے۔ غریب کا بجٹ اس لئے ہے کہ اورنج لائن ٹرین منصوبہ اور میٹرو بس منصوبہ غریب کے لئے ہی ہے۔ اپوزیشن والے پتا نہیں اس بات کو کیوں نہیں سوچتے کہ کیا ان پر پراڈو والے یا مرسڈیز والے سفر کریں گے؟ یہ 150۔ ارب روپیہ جو خرچ ہو رہا ہے یہ خالصتاً غریبوں کے لئے خرچ ہو رہا ہے پتا نہیں ان کو اس پر کیوں اعتراض ہے؟ اگر غریب کو انٹرنیشنل لیول کی ایک اچھی سفری سہولت میسر ہوتی ہے تو ان کی مخالفت پھر بجٹ پر نہیں ہے بلکہ غریب پر ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! چونکہ ٹائم بہت مختصر ہے۔ یہ ایک روایت بن چکی ہے کہ جو بجٹ پیش ہوتا ہے چاہے وہ جتنا بھی اچھا ہو لیکن اپوزیشن کا کام بس اس پر تنقید کرنا ہوتا ہے وہ کسی اچھے point کو appreciate کرتی دکھائی نہیں دے گی اور ہم لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ میں کچھ باتیں ایسی بھی کہوں گا جو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت ضروری ہیں جس میں حکومت کو کوئی خاطر خواہ کامیابی نہیں مل سکی۔ خاص طور پر میں صفائی کے حوالے سے بات کروں گا۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلے بجٹ کے دوران بھی گزارشات کی تھیں اور ان گزارشات کو appreciate بھی کیا گیا تھا لیکن اس پر کوئی عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ دیہات میں ہر سال اربوں روپے قصبوں پر خرچ ہوتے ہیں۔ جو تیس تیس، چالیس چالیس ہزار کے قصبے ہیں وہاں پر صفائی کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے جو اربوں روپیہ لگتا ہے وہ سال دو سال بعد ضائع ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں تجویز ہے کہ ہر یونین کونسل کی سطح پر صفائی کا مؤثر نظام قائم کیا جائے۔ ٹریکٹر، ٹرالی، سینٹری ورکرز وہاں پر لگائے جائیں کیونکہ دیہات میں بھی انسان رہتے ہیں ان

کو بھی یہ سہولت فراہم کرنا بہت ضروری ہے۔ میری تجویز ہے کہ ان دو سالوں میں حکومت تھانہ کلچر اور کرپشن کے خلاف جہاد پر کمر کس لے۔ یہ ہماری بہت بڑی ضرورت ہے ہم تھانہ کلچر کو ختم نہیں کر سکے۔ تھانہ کلچر ہماری پارٹی کو بہت بدنام کر رہا ہے۔ میری یہ تجویز ہے اور میں نے وزیراعلیٰ پنجاب سے بھی گزارش کی تھی کہ ان آخری دو سالوں میں کرپشن اور تھانہ کلچر کو کنٹرول کرنے کے لئے اپنی انرجی لگا دیں۔

جناب سپیکر! میں وزیراعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے صاف پانی کا پروگرام شروع کیا۔ یہ پروگرام انتہائی اہم ہے لیکن اس کی implementation پر توجہ دینی چاہئے۔ میں ایک مثال دیتا ہوں کہ پچھلے بجٹ کے ADP میں تین واٹر سپلائی سکیمیں رکھی گئیں۔ میری محترمہ وزیر خزانہ کی خدمت میں گزارش ہے پچھلے بجٹ کے ADP میں تین واٹر سپلائی سکیمیں رکھی گئیں لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک ہفتہ پہلے صرف اس کے ٹیسٹ بورڈ شروع ہوئے اور اب دوسرا بجٹ آ گیا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اتنی heavy amount وزیراعلیٰ پنجاب اور محترمہ وزیر خزانہ نے اس کے لئے رکھی ہے تو اس کی implementation پر بھی توجہ دیں تاکہ لوگوں کو خاطر خواہ فائدہ ہو سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جو پچھلی واٹر سپلائی سکیم ہے میری ایک اہم گزارش محترمہ وزیر خزانہ سے ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: نعیم صاحب! آپ محترمہ وزیر خزانہ کے پاس سے اٹھ کر اپنی سیٹ پر چلے جائیں، مہربانی کریں۔ جی، جاوید اختر صاحب! منسٹر صاحبہ نے آپ کی بات نہیں سنی آپ دوبارہ کریں۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! اتنا ٹائم تو ہے نہیں کہ بات کو دہرایا جائے۔ 50 فیصد واٹر سپلائی سکیمیں دیہات میں due to non-payment بند ہو گئی ہیں کیونکہ واپڈا کے بلوں کو ادا نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ 16 energy empire کو convert کیا جائے۔ یہ میری بہت اہم تجویز ہے اس پر ضرور عملدرآمد کیا جائے۔ اس سال کا جو ترقیاتی بجٹ ہے وہ ماشاءاللہ بہت heavy amount کا ہے وہ 550۔ ارب روپے کا ہے۔ اس سے پنجاب کو انشاءاللہ ایک ترقی کا نیا roadmap ملے گا۔ جنوبی پنجاب کے لئے 175۔ ارب روپیہ رکھا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ساتھ ہی یہ گزارش بھی کرتا ہوں کہ اس کی implementation وقت پر ہونی چاہئے۔ پچھلے تین سال کی سکیموں پر بھی implementationابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ سید محمد محفوظ مشہدی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، رمیش سنگھ اروڑا!

جناب رمیش سنگھ اروڑا: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں محترمہ وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے معزز وزیر اعلیٰ کی سر براہی میں ایک عوام دوست اور متوازن بجٹ پیش کیا جس میں خاصی رقم ڈویلپمنٹ سیکٹر کے لئے مختص کی گئی ہے۔ پنجاب کی تاریخ میں یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کہ پچھلی دفعہ جو ٹوٹل بجٹ 400 بلین روپےallocate کیا گیا تھا اس کو بڑھا کر 550 بلین روپے پر لے کر گئے جس میںgrowth percent 37.5 دکھائی گئی۔ اگر دیکھا جائے تو جس دن ہم نے یہ حکومت سنبھالی ، ہم نےKPIs کی بات کی کہ ہم اپنےindicators کوpositive direction میں لے کر جائیں گے تو یہ اسی کا ایک سلسلہ ہے اور تین سال میں جن ڈیپارٹمنٹس نے اچھی کارکردگی کی ان ڈیپارٹمنٹس میں صحت، ایجوکیشن، صاف پینے کا پانی اور لاء اینڈ آرڈر ہیں ان کے لئے ہم نے 37.5 percent overall development budget increase کیا ہے۔

جناب سپیکر! ایک بات جو میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ہم کہہ رہے ہیں کہ Punjab growth strategy کو2018 تک 8 فیصد پر لے جائیں گے، اس میںtransforming Punjab کی بات کی جارہی ہے اس کے جو چھ important pillars ہیں جس میں ہم انوسٹمنٹ increase کی بات کررہے ہیں اور ہم کہہ رہے ہیں کہ 2018 تک 70.5 فیصدincrease کریں گے۔ ہماری growth جو اس وقت 4 فیصد سے تھوڑی اوپر یا نیچے ہے اس کو ہم 8 فیصد پر لے کر جائیں گے اور اس پر ہماری گورنمنٹ committed ہے۔ اس میں ہمارےlegislators، ہماری کیبنٹ، وزیر اعلیٰ اور ان کی ٹیم committed ہیں کہ ہم نے پنجاب کیgrowth کو 8 فیصد پر لے کر جانا ہے۔ ہم نے 2018 تک 2 ملین لوگو ں کوchange کرنا ہے اور اس کے ساتھ پنجاب کی export کو 15 فیصد بڑھانا ہے۔ ہمMillennium Development Goal کی بات کرتے ہیں، ہماری حکومت committed ہے کہ 2018 تک جتنے بھی Millennium Development Goals ہیں ان کوachieve کرنا ہے اور ہم اس کے ساتھ بھیcommitted ہیں کہ Targeted sustainable Development Goals بھی2018 تکachieve کریں گے۔ اس کے ساتھ

ساتھ ہم نے لاء اینڈ آرڈر situations کو بھی favourable بنانا ہے۔ ایک بات جس کا پہلے میں نے ذکر کیا ہے کہ ٹوٹل ڈویلپمنٹ بجٹ کا 31 percent is allocated toward social sector اس میں ہم نے focus رکھا ہے کہ ہمارا social sector جس میں صحت، ایجوکیشن اور صاف پینے کا پانی ہے۔

جناب سپیکر! ہمیں اپوزیشن کے ممبران کی طرف سے ایک پانی کی بوتل دکھائی گئی لیکن کتنا ہی اچھا ہوتا کہ اگر اس تنقید کے ساتھ ایک تجویز بھی دیتے۔ شاید یہ بوتل دکھائی گئی ہے کہ کہاں ہے صاف پینے کا پانی؟ ہماری حکومت اس وقت committed ہے کہ صاف پینے کا پانی ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اسی لئے ہم نے اچھی خاصی رقم allocate کی ہے۔ یہ شروع کے پانچ اضلاع سے نکل کر اب تمام صوبے میں صاف پانی کے منصوبے کو لے کر جا رہے ہیں اور ہماری commitment ہے کہ 2018 تک صاف پینے کا پانی پنجاب کے ہر گھر کو پہنچانا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ جو infrastructure کے لئے amount رکھی گئی ہے جس میں روڈز کی rehabilitation شامل ہے کیونکہ unfortunately ہمارا کسان اپنی production وقت پر منڈیوں تک نہیں پہنچا سکتا۔ جس کی وجہ سے کسان کا نقصان ہوتا ہے تو اس وقت ہماری حکومت committed ہے کہ rural roads کو rehabilitate کرنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایگریکلچر سیکٹر ہے جس کے لئے وزیر اعلیٰ کا 100 بلین روپے کا package ہے وہ ہمارے غریب کسانوں کے لئے allocate کیا گیا ہے تاکہ ان کا ایگریکلچر میں پچھلے تین سالوں میں جو نقصان ہوا ہے اس کا ازالہ کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جہاں پر پرائم منسٹر پاکستان نے ڈی اے پی اور یوریا کھاد کی prices کو کم کیا ہے وہاں پر پنجاب حکومت بھی اپنی commitment دکھا رہی ہے کہ ہم نے بھی ان prices کو کم کرنا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں کچھ تجاویز کے لئے محترمہ وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ پنجاب سکھوں کا ایک بہت ہی قدیمی ورثہ ہے۔ اگر دیکھا جائے تو پنجاب سکھوں کی جنم بھومی ہے۔ یہ پنجاب ہی ہے جہاں سے سکھ جنم بھومی ہوئی اور آج سے پانچ سو سال پہلے گلاب دیوی کا جنم اسی ننکانہ صاحب کی دھرتی پر ہوا اور ان کی آخری آرام گاہ بھی پنجاب نارووال میں ہی ہے ۔Sikh Heritage جہاں پنجاب میں موجود ہے تو میں فنانس منسٹر صاحبہ سے درخواست کروں گا کہ ایک بجٹ allocate کیا جائے کیونکہ سکھ اور پاکستان کا ناخن اور گوشت کا رشتہ ہے۔ دنیا کی بہت ساری طاقتیں لگی ہوئی ہیں کہ اس رشتے کو کسی طریقے سے توڑا جائے لیکن ہم نے اس رشتے کو برقرار رکھنا ہے اور ہم نے

باہر انٹرنیشنل سکھوں کو attract کرنا ہے تاکہ tourist پاکستان میں زیادہ سے زیادہ آئیں جس سے ہماری economy boost کرے گی وہاں پر پاکستان کا soft image بھی دنیا میں ابھرے گا۔

جناب سپیکر! میری محترمہ وزیر خزانہ سے request ہے کہ اس وقت Sikh Heritage یا سکھ کلچر جس میں رنجیت سنگھ کی جائے پیدائش اور بہت سارے ایسے گردوارے ہیں جن کو rehabilitate کرنے کی ضرورت ہے تو میری محترمہ وزیر خزانہ سے request ہو گی کہ next budget میں اس کو بھی دیکھا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں محترمہ وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری request پر ننکانہ صاحب گردوارہ اور اس کے ارد گرد settled Sikh community کے لئے 50 ملین روپے ADP میں رکھے اور میں آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ ننکانہ صاحب کو آپ نے consider کیا اور وہاں کے روڈز جو گردوارہ کو لنک کرتے ہیں ان کے لئے اور Sikh community کے لئے فنڈز رکھے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب سپیکر! میں صرف ایک request کروں گا کہ اس وقت ہیلتھ سیکٹر پر بہت زیادہ لوڈ ہے particularly Tertiary Care لہٰذا وقت کی ضرورت ہے کہ Basic Health Unit, Rural Heath Centre, THQ اور DHQ کو effective بنائیں۔ اس وقت ہو یہ رہا ہے کہ ہمارا زیادہ سے زیادہ لوڈ ٹریشری کیئر ہیلتھ پر آ رہا ہے اور ہمیں اس پر توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ ڈاکٹر نادیہ عزیز!

ڈاکٹر نادیہ عزیز: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اتنا جامع، متوازن، غریب دوست اور عوام کی امنگوں کا ترجمان بجٹ پیش کیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ کریڈٹ بھی میرے قائد کو جاتا ہے کہ انہوں نے تاریخ کا سب سے بڑا 1681 ارب 41 کروڑ روپے کا بجٹ پیش کیا ہے اور یہ کریڈٹ بھی جاتا ہے کہ یہ مسلسل ماشاء اللہ یہ نواں بجٹ ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح سے ہماری پاکستان مسلم لیگ (ن) کی گورنمنٹ نے پہلے بھی ماضی میں serve کیا ہے تو اگر اسی جذبے اور dedication کے ساتھ serve کرتے

رہے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ پانچ سال نہیں بلکہ اگلے پانچ سال بھی اپوزیشن کو یہاں آکر بیٹھنے کا موقع نہیں ملے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! مجھے یہ بھی یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس بجٹ پر implementation سے ترقی کی نئی راہیں کھلیں گی، نوجوانوں کو روزگار ملے گا، عوام کو ریلیف ملے گا اور ہمارے پنجاب میں سبز انقلاب آئے گا۔ میں یہاں پر اپنی بہن ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو کچھ تجاویز بھی دینا چاہوں گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ آپ کے ٹیکسز جتنے کم اور عام فہم ہوں گے تو اتنی ہی ٹیکسز کی collection اور revenue generate کرنا آسان ہو گا تو میری request ہو گی کہ جو خالی پلاٹس پر ٹیکس لگایا گیا ہے اس پر نظر ثانی کی جائے اور اس پر ہمدردانہ غور کیا جائے بلکہ اگر اس کو واپس لے سکتے ہیں تو اس کو واپس لیا جائے۔ میری ایک اور درخواست ہے کہ ہماری جائیدادوں کی خرید و فروخت یا رجسٹریشن پر normally ڈی سی ریٹ مقرر کئے ہوئے ہیں اور ان کی خرید و فروخت اس کے مطابق ہوتی ہے اور عمومی طور پر یہ تصور کیا جاتا ہے کہ اس میں سالانہ 10 فیصد اضافہ ہو گا۔ میں specially سرگودھا کا ذکر بھی کرنا چاہوں گی اور میرے نوٹس میں آیا ہے کہ ان ڈی سی ریٹس میں 50 سے 60 فیصد اضافہ کیا جا رہا ہے جو کہ ناانصافی ہے۔ میں اپنی بہن سے request کروں گی کہ وہ اس کا نوٹس لیں۔

جناب سپیکر! میری تیسری request ہو گی کہ اگر pilferage کو کم کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنے ریونیو کو اور بڑھا سکیں گے۔اگر میں یہاں پر اپنے شہر کا ذکر نہ کروں تو بڑی ناانصافی ہو گی، میرا حلقہ پی پی۔34 سرگودھا شہر سرگودھا ڈویژن کا ہیڈ کوارٹر ہے اور میں یہاں پر اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گی کہ انہوں نے سرگودھا شہر کے لئے ایک بڑے package کا اعلان کیا جو تقریباً 175۔ارب روپے کا ہے جس میں سیوریج کی سکیمیں، واٹر سپلائی کی سکیمیں اور انٹرسٹی روڈز شامل ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ سکیمیں پنجاب حکومت کی طرف سے سرگودھا کے شہروں کے لئے گفٹ ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس وقت یہی درخواست کروں گی کہ ان سکیموں کو جلد از جلد مکمل کیا جائے۔ میری ایک request پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ سے بھی ہو گی کہ جب ہم کسی ضلع یا شہر کے لئے کوئی سکیم لیتے ہیں یا کوئی سکیم take up کی جاتی ہے تو normally یہ ہوتا ہے کہ اس کے completion period کو چار یا پانچ سال پر محیط کر دیا جاتا ہے تو لہٰذا ان سکیموں کو دو یا تین سالوں سے

اوپر نہ بڑھایا جائے تاکہ یہ سکیمیں جلد مکمل ہوں اور ہم جو desired result ان سکیموں سے لینا چاہتے ہیں وہ ہم لے سکیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر اپنے قائد، لیڈر کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہوں گی کہ ایک گرلز ڈگری کالج میرے حلقہ میں پہلے دیا گیا تھا۔ اب میرے حلقہ میں ایک اور گرلز ڈگری کالج دیا گیا ہے جو کہ یہاں کا بہت بڑا دیرینہ مطالبہ تھا۔ میں اس کے لئے اپنی پنجاب حکومت کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کیونکہ یہ ایک بہت پرانا مطالبہ تھا جو اس دفعہ منظور کیا گیا ہے۔ وہ لوگ جو دور دراز علاقوں سے پڑھنے کے لئے آتے تھے، ان کو کافی مشکلات تھیں اور اب اس سے ان کو relief ملے گا۔

جناب سپیکر! مطالبات سے مجھے یاد آیا ہے کہ ایک بہت پرانا مطالبہ ہمارے سرگودھا ڈویژن کا چلا آ رہا ہے کہ یہاں پر ہائی کورٹ بنچ بنایا جائے۔ میری اپنی پنجاب حکومت سے یہ request ہو گی کہ ہائی کورٹ بنچ کے قیام کو بھی ممکن بنایا جائے کیونکہ اس بنچ کے قیام سے نہ صرف سرگودھا ڈویژن بلکہ اردگرد کے اضلاع کو بھی فائدہ متوقع ہے اس لئے میری یہ request ہو گی کہ ہائی کورٹ بنچ کا قیام عمل میں لایا جائے اور اگر اس میں کوئی رکاوٹیں ہیں تو ان کو دور کیا جائے اور اس کے قیام کو ممکن بنایا جائے۔ آخر میں صرف ایک ہی بات کروں گی کہ جس طرح سے ہمارے قائدین نے ہر قسم کے حالات میں serve کیا اور انہوں نے اپنی قائدانہ صلاحیتوں کو منوایا، اپنی حب الوطنی کا مظاہرہ کیا۔ میں ایک شعر ان کی نذر کرنا چاہوں گی کہ:

میرے ہاتھ میں قلم ہے، میرے ذہن میں اجالا
مجھے کیا مٹا سکے گا کوئی ظلمتوں کا پالا
مجھے فکر امن و عالم، تجھے اپنی ذات کا غم
میں طلوع ہو رہا ہوں تو غروب ہونے والا
شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ محترمہ عفت معراج اعوان!

محترمہ عفت معراج اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے 17-2016 کے بجٹ پر بولنے کا موقع عطا فرمایا۔ 1681- ارب 41 کروڑ روپے کا اتنا بڑا بجٹ پیش کرنے پر میں جناب وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف، محترمہ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور ان کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرنا چاہوں گی کہ اتنے مشکل حالات میں انہوں نے ایک معیاری اور متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ اس

بجٹ کی ایک خاص بات 100۔ارب روپے کا زرعی package ہے، ہمارے دیہی علاقوں کے لئے ایک بہت بڑا تحفہ ہے کہ وفاقی حکومت کی طرح پنجاب حکومت نے بھی 100۔ارب روپے کے package کا اعلان کر کے زمینداروں کی مشکلات کا تھوڑا بہت مداوا کیا ہے۔آج کل ہماری زراعت کی جو معیشت ہے وہ اس وقت کافی مسائل کا شکار ہے۔ پچھلے دنوں دھان کی فصل میں زمینداروں کو بہت زیادہ نقصان ہوا تو اس سے ان کا کم از کم کچھ ازالہ ہو سکے گا۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں تعلیم اور صحت پر خصوصی توجہ دی گئی ہے، تعلیم اور صحت کی جو بنیادی سہولیات ہیں ان میں دیہی علاقوں کو بھی شامل کیا گیا ہے۔اس سے پہلے ہمارے دیہی حلقوں کی حالت بہت خراب تھی، تعلیم اور صحت کی سہولتیں نہ ہونے کے برابر تھیں۔

جناب سپیکر! میں اپنے حلقے کے مسائل کا ذکر کرنا بھی مناسب سمجھوں گی کیونکہ میرا حلقہ پی پی۔53 جڑانوالہ بہت ہی پسماندہ حلقہ ہے، یہاں پر تعلیم، صحت کی سہولتیں اور اس کے ساتھ ساتھ سفری سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔بجٹ پیش ہونے سے پہلے محکمہ تعلیم کی طرف سے، 591 گ ب میرے حلقہ کا مین قصبہ ہے، اس میں بوائز ڈگری کالج اور 101 گ ب علی پور بنگلہ میں گرلز ڈگری کالج کے قیام کی تجویز دی گئی تھی لیکن اس بجٹ میں وہ شامل نہیں۔اسی طرح ننکانہ سے جڑانوالہ روڈ کے لئے 29 کروڑ روپے کا estimate رکھا گیا تھا جو کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کے لئے میں نے درخواست بھی کی تھی لیکن اب end پر اس کا بھی کہیں بجٹ میں ذکر نہیں ہے۔ میرے حلقہ کے چار انتہائی اہم روڈز ہیں، چاروں ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔بچیانہ سے بجیکی، جڑانوالہ سے شاہ کوٹ، جڑانوالہ سے کھرڑیانوالہ اور جڑانوالہ سے ننکانہ صاحب تک ہیں۔ جڑانوالہ سے ننکانہ صاحب کی جو روڈ ہے، یہ مسلسل تیسرا بجٹ ہے جس میں یہ نذرانداز ہو رہی ہے اور ابھی تک pending کا شکار ہے۔ان کی ساری recommendations بھی مکمل ہو چکی ہیں لیکن جب بھی بجٹ آتا ہے تو عین ٹائم پر اس کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ میری یہ request ہو گی کہ ننکانہ صاحب سے جڑانوالہ اور بجیکی سے بچیانہ روڈ جو کہ میرے حلقہ کی انتہائی اہم روڈز ہیں، اس کے علاوہ ساتھ والے جو علاقہ جات ہیں ان کے لئے بھی ایک سفری سہولت ہے۔ جڑانوالہ سے ننکانہ صاحب کی جو روڈ ہے یہ سب سے زیادہ استعمال ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ان سڑکوں پر خصوصی توجہ دی جائے۔اس بجٹ میں ان سڑکوں کو شامل کیا جائے۔ میرے حلقہ کی عوام کا سفری سہولت ایک بنیادی حق ہے یہ ان کو دیا جائے۔ میں وزیر خزانہ کا شکریہ بھی ادا کروں گی کیونکہ میں نے ان سے request کی تھی جو انہوں نے

قبول کر لی۔ میرے حلقہ بچیانہ میں سپیشل ایجوکیشن سنٹر کے قیام کے لئے ایک کروڑ 75 لاکھ روپے کی رقم مختص کی ہے اس کے لئے میں محترمہ وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے چلو میرے لئے کچھ نہ کچھ تو بجٹ میں رکھا ہے۔ میں ان سے یہ request کروں گی کہ میرے حلقہ کی ان چار سڑکوں میں سے دو سڑکیں انتہائی اہم ہیں۔ ان میں سے ایک ننکانہ سے جڑانوالہ روڈ دوسری بچیانہ سے بچیکی ہے، مہربانی فرما کر ان دو سڑکوں کے لئے کچھ رقم مختص کر دیں تو میں ان کی انتہائی مشکور رہوں گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جو بہت رحمان ہے اور رحم کرنے والا ہے۔

جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے آج کے بجٹ پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ جس طرح سے ایک روایت چلی آ رہی ہے کہ بجٹ آنے کے بعد حکومتی بنچز تعریفوں کے پل باندھتی ہے اور اپوزیشن تنقید کرتی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہماری پارلیمنٹ کے یہاں پر جتنے بھی معزز ممبران بیٹھے ہوئے ہیں، ان سب کا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم حق اور سچ کی یہاں بات کریں۔ چاہے ان کا تعلق اپوزیشن سے ہو چاہے ان کا تعلق حکومتی بنچوں سے ہو۔ عزت دینے والی، منصب دینے والی، وہ ذات ہے جس نے ہم تمام لوگوں کو یہاں پر بٹھایا ہوا ہے۔ سب سے پہلے ہم اس کو جواب دہ ہیں اور اس کے بعد اپنے حلقہ کی عوام کو جواب دہ ہیں۔ اگر ہم یہاں پر بیٹھ کر سب اچھا کہیں گے اور تعریفوں کے پل باندھ دیں گے تو ہم بھی اسی طریقے سے گنہگار ہیں جس طریقے سے وہ غلط کام کر رہے ہیں ہم بھی اس میں برابر کے شریک ہو جائیں گے۔ میں یہ ہرگز نہیں کہہ رہی ہوں کہ اچھے کاموں کو appreciate نہ کیا جائے اچھے کام کو بھی appreciate کرنا چاہئے لیکن at least اس وقت کے جو موجودہ گھمبیر حالات ہیں۔ جس میں ایسی آوازیں بھی آ رہی تھیں جب حکومتی بنچوں سے منسٹر صاحبہ تقریر کر رہی تھیں اور ڈیسک بجا بجا کر ان کو appreciate کیا جا رہا تھا، مجھے حیرانی اس بات پر ہو رہی تھی کہ اگر ہم appreciate اس بات پر کرتے کہ یہ اتنا بڑا فرضی اعداد و شمار پر مبنی بجٹ ہے اور یہ وہ بجٹ ہے جو کہ قرضہ لے کر آپ پیش کر رہے ہیں۔ ہم تمام اپوزیشن کے لوگ بھی appreciate کرتے کہ اگر یہ ان کا اپنا generate کیا ہوا پیسا ہوتا تو پھر واقعی ہی اس حکومت کی بہت بڑی کامیابی تھی لیکن قرضہ لے کر آپ اتنے بڑے بجٹ کا حجم پیش کر رہے ہیں۔ میں تو اس پر افسوس کروں گی، اس میں appreciation والی کوئی بات نہیں ہے۔ آٹھ

سال قبل 2008 میں موجودہ گورنمنٹ نے، اسی ایوان کے اندر بجٹ پیش کرتے ہوئے یہ اعلان کیا تھا کہ ہم قرض کا بوجھ نہیں چھوڑیں گے اور کشکول کو توڑ دیں گے۔

جناب سپیکر! آج جب یہ بجٹ پیش ہوا جس میں اس وقت یہ صوبہ 533۔ ارب روپے کا مقروض ہے۔ اگر ہم اس میں قائداعظم سولر پارک، اورنج لائن ٹرین اور محکمہ فوڈ کے اعداد و شمار شامل کر لیں تو اس وقت یہ صوبہ تقریباً 900۔ ارب روپے کا مقروض ہے اور ہم یہاں پر ڈیسک بجا بجا کر اپنی لیڈر شپ کو appreciate کر رہے ہیں جبکہ آپ نے اس صوبے کے بچے بچے کو قرض کے اندر دبا دیا ہے۔

جناب سپیکر! انہوں نے کہا کہ یہ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے تو یہ بھی ذرا حوصلے سے سنیں کہ پنجاب کی تاریخ میں پہلی بار پنجاب آئندہ مالی سال میں 124۔ ارب روپے سود کی مد میں دے رہا ہے۔ یہ پیسے تعلیم، انصاف اور ترقیاتی بجٹ سے جاتے ہیں جو آپ سود کی مد میں دے رہے ہیں تو ہم کس بات کے ڈیسک بجا رہے ہیں، کس بات کو appreciate کر رہے ہیں؟ خدارا ہم نے یہاں بیٹھے نہیں رہنا، ہمارے ایک بھائی دو دن پہلے ہم میں موجود تھے اور آج نہیں ہیں ہم نے اللہ کے آگے جواب دینا ہے اور وہاں پر جا کر کوئی پروٹوکول کام آئے گا اور نہ ہی یہ لیڈر کام آئیں گے وہاں جا کر تو ہر کسی نے اپنا اپنا جواب دینا ہے۔ اگر ہم حق و سچ کی بات نہیں کریں گے تو کسی نے ہمارے کام نہیں آنا اس لئے مہربانی کر کے تعریفوں کے پل باندھنا بند کر دیں اور حق و سچ کا ساتھ دیں۔

جناب سپیکر! میں آپ سے کہتی ہوں کہ یہاں حق اور سچ کی بات کریں حکمرانوں سے مت ڈریں بلکہ اللہ کی ذات سے ڈریں چونکہ عزت و ذلت سب اس کے ہاتھ میں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! بجٹ پر بات کریں۔

جناب غزالی سلیم بٹ: جناب سپیکر! محترمہ! بجٹ پر بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں بجٹ پر ہی بات کر رہی ہوں۔ یہ لوگ سننے کا حوصلہ رکھیں، میں حق اور سچ کی بات کر رہی ہوں ان کی آنکھیں جگا رہی ہوں، ان کے ضمیر جگا رہی ہوں کہ خدارا غور کریں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بجٹ پر بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک سوال کرنا چاہتی ہوں کہ چودھری پرویز الٰہی نے 100۔ارب روپے کا surplus صوبہ دیا تھا جو آج 900۔ارب روپے کا مقروض کیوں ہے؟

جناب سپیکر: کس نے کیا؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں آپ کو بتاتی ہوں کہ اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ بجٹ پر بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں آپ کو بجٹ کے figures بتاتی ہوں۔ آج ہم قرضے میں اتنے بڑے بڑے بول بول رہے ہیں یہ کس وجہ سے بول رہے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ضائع ہو رہا ہے۔ آپ اپنا ٹائم ضائع نہ کریں۔ مہربانی کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر: باقیوں کو تو چپ کرائیں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جو لیڈر شپ کی تعریفوں کے پل باندھ دیتے ہیں، پنجاب کو جنت کا گہوارہ بنانے کے اقدامات۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بجٹ پر بات کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز خواتین ممبران حزب اقتدار کی طرف سے چور چور کی آوازیں)

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں آپ کو بتاتی ہوں کہ اس حکومت کا مسئلہ کیا ہے؟ اس حکومت کا سب سے بڑا مسئلہ نااہلی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: No cross talk please جی، محترمہ آپ بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ہم نے ان کی مکھن زدہ تقریریں خاموشی سے سنی ہیں۔ یہ بھی مہربانی کر کے حوصلے سے ہماری بات سنیں۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ ٹائم ضائع کروا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا ٹائم ختم ہو رہا ہے۔ آپ مہربانی کریں۔ آرڈر پلیز۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! محترمہ سچ کہہ رہی ہیں اسی لئے ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اس حکومت کا سب سے بڑا مسئلہ نااہلی ہے۔

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! [*******]

جناب سپیکر: ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے اور کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ یہ اندازہ لگالیں کہ تعلیم، صحت اور ترقیاتی بجٹ کا 50 فیصد سے زیادہ استعمال ہی نہیں ہوا، 50 فیصد utilization of budget سے زیادہ cross نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، وہ جواب دیں گے۔

محترمہ خدیجہ عمر: پھر آپ مجھے بتائیں کہ ---

جناب سپیکر: محترمہ آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں نے بات کیا کی ہے؟

محترمہ فرزانہ بٹ: جناب سپیکر! یہ گیارہ سال تک لوٹتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔آپ کی بڑی مہربانی۔آپ تشریف رکھیں، آپ جھنجھوڑ کر بات نہ کریں، تشریف رکھیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ایسے آپ کی بات نہیں سنوں گا۔آپ کی مہربانی، آپ کا مقررہ ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! محترمہ کا ٹائم ختم نہیں ہوا۔آپ باقیوں کو تو تیس تیس منٹ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں؟ عارف عباسی صاحب! آپ اپنے آپ کو کنٹرول کیجئے، آپ بغیر اجازت کے بول رہے ہیں۔You are not allowed

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جھوٹی تعریفیں کرنے والوں کو تو آپ چالیس چالیس منٹ دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: Sit down please, I say sit down آپ کی بڑی مہربانی۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ کو اپوزیشن کی بات سننا پڑے گی۔ آپ زیادتی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ آپ کس کی اجازت سے بول رہے ہیں؟ کیسے بول رہے ہیں؟ No, not allowed آپ بیٹھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی، آپ اپنی بات بند کریں، میں نہیں سنوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ زیادتی کر رہے ہیں، آپ انصاف نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، آپ کس حیثیت میں بول رہے ہیں؟ میں نے آپ کا نام ہی نہیں پکارا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ ناانصافی کر رہے ہیں، آپ discrimination کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ عباسی صاحب! آپ تشریف رکھیں، عباسی صاحب! آپ تشریف رکھیں، میں ان کو سپیشل دو منٹ دیتا ہوں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہم اس پر ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ مجھے بات نہیں کرنے دیتے، چودھری پرویز الٰہی کے نام سے ان کو تکلیف ہوتی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! آپ انہیں پانچ منٹ دے دیں کہ وہ wind up کر لیں۔ آپ ان کو بات نہیں کرنے دے رہے اور کچھ لوگوں کو آپ ڈبل ٹائم دے دیتے ہیں اور انہیں disturb بھی نہیں کرتے۔ ہم اس پر ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں بد تمیزی سے بات کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ ٹھیک ہے آپ کی مرضی ہے۔ میں نے پوری طرح ان کی بات سنی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ٹوکن واک آؤٹ
کر کے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! یہ تو بڑی زیادتی ہے اور عوام کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ آ جائیں گے چونکہ انہوں نے ٹوکن واک آؤٹ کیا ہے۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! اب کتنا پر سکون ماحول ہے۔

جناب سپیکر: شُنیلا رُوت صاحبہ آپ بھی جا رہے ہیں؟ آپ کی باری آنے والی ہے پھر مجھے نہ کہنا، میں نام پکار دوں گا۔ پتا نہیں شاہ صاحب نے آ کر ایک دم سے کیا کیا ہے۔ جی، محترمہ ثمینہ نور!

محترمہ ثمینہ نور: جناب سپیکر! شکریہ۔ جب بھی کوئی بجٹ پیش کیا جاتا ہے اس پر different views پائے جاتے ہیں کوئی بجٹ کو عوام دوست کہتا ہے اور کوئی عوام دشمن بجٹ قرار دیتا ہے۔ اگر بجٹ 17-2016 کو دیکھیں تو اس بجٹ میں ہر سیکٹر کے لئے جو proposed allocations ہیں جیسا کہ سوشل سیکٹر کے لئے 31 فیصد اور انفراسٹرکچر کے لئے 29 فیصد ہے۔ اگر ان سیکٹر کے لئے اسی proportion سے ان فنڈز کو utilize کیا جائے تو میرے خیال میں یہ بجٹ بہت جامع اور متوازن ہے جس میں تمام پہلوؤں پر توجہ دی گئی ہے۔ اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ جس پر ہم پچھلے سال سے بہت criticize بھی سن رہے ہیں اور سب لوگ کہتے ہیں کہ یہ ایک بوجھ ہے۔

جناب سپیکر! میں کہوں گی کہ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم کسی بھی ملک کی ترقی کو جانچنے کا parameter بھی ہوتا ہے۔ لاہور ایک انٹرنیشنل سٹی ہے اور انٹرنیشنل سٹی کی demand دوسرے شہروں سے مختلف ہوتی ہے جہاں پر donors نے آنا ہوتا ہے، different agencies کے لوگوں نے آنا ہوتا ہے اور جب وہ یہاں ترقی ہوتی دیکھتے ہیں تو جا کر باہر سے آپ کے لئے different investors ڈھونڈ کر لاتے ہیں کہ یہ ایسی nation ہے جو اپنے فنڈز کو properly utilize کرنا جانتی ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح KPRRP ایک ایسا منصوبہ ہے کہ جس سے کسانوں کی زندگی میں معاشی انقلاب کے دروازے کھلے ہیں۔ اس کی زرعی اجناس منڈی تک بروقت پہنچ رہی ہے۔ اگر اس منصوبے کو دیہات کے لئے game changer کہا جائے تو یہ بے جا نہ ہوگا۔ اس بجٹ میں اس کے لئے 27۔ارب روپے مختص کرنے کی تجویز ہے جو کہ دیہات کی سڑکوں کی حالت کو دیکھتے ہوئے مجھے نہایت کم لگ رہے ہیں لہٰذا اس رقم میں اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! پچھلے tenure میں schools merge policy متعارف کروائی گئی تھی جس کے تحت جن سکولوں میں low enrolment تھی ان کو دوسرے سکولوں میں merge کر دیا گیا تھا۔ اب ان سکولوں کی عمارتیں خالی پڑی ہوئی ہیں۔ میری تجویز ہے کہ حکومت ان عمارتوں میں خواتین کے لئے ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس کھول دے۔ اس کے لئے محکمہ ترقی خواتین سے راہنمائی

لی جائے یا پھر Public Private Partnership کے تحت یہ ادارے قائم کئے جائیں۔ ہمارے دیہات کی ہر خاتون تحصیل کی سطح پر بنائے گئے ووکیشنل سنٹرز میں جانے کی سکت نہیں رکھتی جبکہ خواتین ہماری آبادی کا 52 فیصد ہیں۔ ہمیں ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے اپنی خواتین کو ہنر مند بنانا ہوگا۔ ہمیں صرف ڈگریوں والے بابو نہیں چاہئیں بلکہ skilled labour کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میری وزیر خزانہ اور وزیر منصوبہ بندی و ترقیات سے ایک گزارش ہے جو کہ اس وقت ایوان میں موجود نہیں کہ جب ممبران صوبائی اسمبلی سے ترقیاتی سکیمیں لی جاتی ہیں تو وہ ہر حلقہ کے لئے برابری کی سطح پر ہونی چاہئیں۔ آپ نے کسی ممبر صوبائی اسمبلی کے حلقہ کے لئے تو 300 ملین روپے تک جاری کر دیئے ہیں لیکن جب پی پی۔185 کی باری آتی ہے تو صرف 20 ملین روپے release کئے جاتے ہیں۔ میرے حلقہ کی ایک سڑک سال 2014 سے بننا شروع ہوئی تھی اور اس کی لمبائی صرف 12 کلومیٹر ہے۔ پچھلے تین سالوں سے یہ جاری ہے اور اس موجودہ بجٹ میں بھی یہ سڑک fully funded نہیں ہے۔ جب میرے حلقہ کے لوگ ساتھ والے حلقہ کے لوگوں اور علاقے کو ترقی کرتا دیکھتے ہیں تو ان میں احساس محرومی بڑھتا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ میری اس تجویز کو seriously take up کیا جائے۔

جناب سپیکر! پاکستان کی agro-based economy ہے اور جب یہ شعبہ پسماندگی کا شکار ہوتا ہے تو اس کا اثر ملک کی GDP پر پڑتا ہے۔ اس بجٹ میں وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف اور اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے 50۔ ارب روپے کی subsidy دے کر ہم کسانوں کی مشکلات کو کم کرنا چاہا ہے جس کے لئے ہم ان کے انتہائی مشکور ہیں اور آئندہ بھی امید کرتے ہیں کہ کسان کو معاشی استحصال سے بچانے کے لئے زرعی اجناس کی خرید و فروخت میں مڈل مین کے کردار کو کم کرنے میں معاون ثابت ہوں گے۔ جب کسان خوشحال ہوں گے تو بڑھے گا پاکستان۔ شکریہ

جناب سپیکر: میں چودھری شیر علی صاحب سے کہتا ہوں کہ وہ تشریف لے جائیں اور معزز ممبران حزب اختلاف کو منا کر ایوان میں واپس لے کر آئیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر کان کنی و معدنیات جناب شیر علی خان
معزز ممبران حزب اختلاف کو ایوان میں واپس لانے کے لئے تشریف لے گئے)

جناب جعفر علی ہوچہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ حاجی خالد سعید!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ نبیرا عندلیب!

محترمہ نبیرا عندلیب: جناب سپیکر! شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سورہ حج میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا

جناب سپیکر! کوئی بھی میزانیہ اعداد و شمار کی بنیاد پر ترقی کی پالیسیوں کے اہداف کو حاصل کرنے کے لئے تیار کیا جاتا ہے جبکہ نئے میزانیہ کو پیش کرتے وقت پچھلے میزانیہ کا بھی تنقیدی جائزہ لینے کی ضرورت ہوتی ہے کہ کتنے فنڈز کن مدات میں خرچ ہوئے اور کتنے بچ گئے؟ اگر بچ گئے تو یقیناً یہ نہایت اہم مسئلہ ہے اور ترقی کی راہ میں سو فیصد اہداف حاصل کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ بھی ہے جس کی جوابدہ یقیناً وہ اتھارٹیز ہیں جن کو فنڈز خرچ کئے جانے کا اختیار دیا گیا تھا اور ان اتھارٹیز کی جوابدہی کے لئے mechanism بنانے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! سال 17-2016 کا میزانیہ محترمہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا نے خوش اسلوبی سے پیش کیا جو کہ موجودہ حکومت کا چوتھا میزانیہ ہے۔ بجٹ کا حجم 1681۔ارب اور 41 کروڑ روپے ہے۔ 1319۔ارب روپے تو جنرل ریونیو سے آ گئے باقی 362۔ارب روپے کہاں سے آئیں گے؟ بہر حال اس بجٹ کا قابل قدر حصہ امن و امان، تعلیم، صحت، فراہمی آب اور زراعت کو باقی شعبہ جات پر ترجیح دینا ہے جو کہ قابل ستائش ہے اور جس کا اظہار ان پانچ شعبہ جات کے لئے 804۔ارب روپے رکھ کر کیا گیا ہے۔ اس بجٹ میں ہر قسم کی تعلیم کے لئے تقریباً 300۔ارب روپے سے زائد رقم مختص کی گئی ہے جو کہ کل بجٹ کا تقریباً 23 فیصد بنتا ہے۔ اسی طرح جنوبی پنجاب کی بچیوں کے لئے ایک ہزار فی کس وظیفہ اور merit پر پرائمری سکولوں کے لئے 45 ہزار اساتذہ کی تعیناتی قابل تعریف اقدامات ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر! ہائر ایجوکیشن کے تحت نئی یونیورسٹیوں کے ساتھ ساتھ پرانی یونیورسٹیوں کی بہتر کارکردگی، معیار اور دیگر مسائل کے لئے فنڈز مختص ہونے چاہئیں لیکن صرف تعلیم ہی کافی نہیں ہے۔ جب تک اخلاقی تربیت کو باقاعدہ تمام شعبہ جات کا حصہ نہ بنایا دیا جائے اس وقت تک مثالی معاشرہ وجود میں نہیں آ سکتا۔

جناب سپیکر! اس دفعہ میزانیہ کی تیاری سے پہلے صوبائی اسمبلی کے ممبران کی ترجیحات کے سلسلے میں ایک سوال نامہ کے ذریعے آراء لی گئیں اور یقیناً ان آراء کو مدنظر رکھ کر ہی یہ میزانیہ مرتب کیا گیا ہوگا۔ میں نے بھی اس ضمن میں ہر شعبہ جات سے متعلق اپنی آراء دی تھیں خصوصاً تعلیم اور حاصل

تعلیم (یعنی تربیت) نیز مقاصد تعلیم کی وضاحت پر بھی آراء دی تھیں لیکن پیش کردہ بجٹ تقریر جو کہ چھ سو سے زائد lines پر مشتمل ہے میں کہیں پر بھی ایک جملہ اخلاقی تعلیم کے حوالے سے موجود نہ ہے جو کہ یقیناً محل نظر ہے۔ آج ہم ہر شعبہ ہائے زندگی میں اخلاقی گراوٹ کا شکار ہیں۔ میں نہیں کہتی کہ ہر فرد کو مذہبی بنادیں مگر انہیں مہذب ضرور بنادیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج اخلاقی تعلیم و تربیت کے حوالے سے اپنے علماء، اساتذہ، نصاب اور میڈیا پر ایک سنجیدہ اور فکری انداز اپناتے ہوئے فوری عملی اقدامات کرنے ہوں گے۔ جس طرح وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے وفاق میں سلیبس میں قرآن کریم کی شمولیت کا ایک نہایت احسن قدم اُٹھایا ہے اسی طرح میری وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے درخواست ہے کہ وہ سیرت النبی کو صوبہ پنجاب کے نصاب میں شامل کرنے کے لئے اقدامات اُٹھائیں۔ میرا یہ مطالبہ حکومت کے قائم ہونے کے وقت سے جاری ہے۔ اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر لائحہ عمل کی تیاری کے لئے مخصوص فنڈز مختص کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس رائے کو غیر اہم کیوں سمجھا جارہا ہے اور کب تک غیر اہم سمجھا جائے گا؟ آپ کہتے ہیں کہ سلیبس میں وومن پروٹیکشن، دہشت گردی، سول ڈیفنس، Child Abuse، صحت اور صفائی وغیرہ کے ابواب شامل کئے جائیں۔ یہ سب کچھ آپ کو سیرت النبی میں ملے گا۔ سیرت النبی کے ہر پہلو کو نصاب میں شامل کرکے ہم ہر مسئلے کا حل تلاش کر سکتے ہیں اور قوم کو civilized بنا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے اپنی تقریر کے شروع میں جو آیت مبارکہ پڑھی تھی اس کے ترجمہ سے بھی اس بات کی تصدیق ہو رہی ہے کہ حکومت وقت کی اخلاقی اور دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ "وہ لوگ جنہیں ہم زمین میں حکومت دیں تو وہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں، نیکی کا حکم دیں، برائیوں سے روکیں اور انجام کار اللہ ہی کے پاس ہے۔" حکومت کو اس ذمہ داری کو پورا کرنا ہوگا کیونکہ یہ اللہ کا حکم ہے۔

جناب سپیکر! صحت کا شعبہ مزید توجہ کا خواہاں ہے۔ اس کے لئے 43۔ ارب روپے کی رقم کو بڑھا کر 100۔ ارب روپے کر دیا جائے۔ ہر ضلع میں نئے چھوٹے ہسپتال قائم کئے جائیں اور بڑے ہسپتالوں کو بہتر بناکر ان پر بوجھ کم کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! گزشتہ سال دہشت گردی میں 66 فیصد کمی ہوئی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ معاشی ترقی اور غیر ملکی سرمایہ کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ حکومت کی طرف سے امن وعامہ سے متعلق اُٹھائے

گئے اقدامات بڑے خوش آئند ہیں۔اس کے لئے مختص کی گئی 145۔ارب روپے کی رقم کو مزید بڑھا دیا جائے۔716 تھانے آبادی کی نسبت کم ہیں۔ان کی تعداد 1000 تک کی جائے۔ نئی نئی forces کی تشکیل کی بجائے نئی recruitment کی جائے ورنہ پولیس نفری کی تعداد کم ہو جائے گی۔نیز پولیس کی اخلاقی اور پیشہ ورانہ تربیت کو بھی بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر! کسان کو معاشی set up میں لانے کے لئے اقدامات اُٹھانا قابل تعریف ہیں۔ایک زرعی ملک ہونے کے اعتبار سے اب ہمیں فروغ زراعت طرز حکومت کی اشد ضرورت ہے پھر اپنے وسائل کو بروئے کار لانے کی سوچ کو پروان چڑھایا جائے اور زرعی تحقیق کو ترجیحات میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں فرمان نبوی کے ساتھ اپنی گفتگو کا اختتام کروں گی۔

"خیر کم من ینفع الناس"

تم میں سے بہترین افراد وہ ہیں جو لوگوں کے لئے فائدہ مند ہیں۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، محترمہ خدیجہ عمر! آپ مزید دو منٹ بات کر سکتی ہیں کیونکہ آپ نے اپنا ٹائم ختم کر لیا ہے۔ میں آپ سے بڑے احترام سے بات کر رہا ہوں اور پہلے بھی میں نے بڑے احترام سے بات کی ہے لیکن آپ کسی اور side پر ہو جاتی ہیں۔آپ مہربانی کر کے صرف بجٹ پر بحث کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ بجٹ پر بحث میں کوئی بھی کسی کو interfere نہیں کر سکتا۔یہاں پر لوگ تعریفوں کے پُل باندھ رہے ہیں لیکن جب چودھری پرویز الٰہی صاحب کا نام آتا ہے تو سب کو مصیبت پڑ جاتی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ میں اپنے لیڈر کی تعریف کروں یا جو مرضی کہوں لیکن کسی کو کوئی right نہیں ہے کہ وہ بیچ میں interrupt کرے۔اگر یہ آج میرے لیڈر کی عزت نہیں کریں گے تو جب یہ اپنے لیڈر کی بات کریں گے تو میں ان سے بڑھ کر ان کو جواب دوں گی تو مہربانی کر کے اپنی عزت خود کرانا سیکھیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ بجٹ پر بحث کریں اور اپنی بات مکمل کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں اس حکومت کی نااہلی کی بات کر رہی تھی، utilization of budget کی بات کر رہی تھی تو آپ دیکھیں کہ تعلیم کے ترقیاتی بجٹ کی سب سے کم 52 percent utilization ہوئی ہے یہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔ صحت کا بجٹ 50 فیصد تک استعمال ہو سکا۔ صاف پانی کی فراہمی کا بجٹ صرف 40 فیصد استعمال ہو سکا۔ تحفظ ماحول اور prosecution کا بجٹ صرف 30 فیصد تک استعمال ہو سکا جبکہ چودھری پرویز الٰہی کے دور میں ترقیاتی بجٹ کے استعمال کی شرح 95 فیصد تھی تو آج جس شعبہ میں 95 فیصد بجٹ استعمال ہوا ہے وہ صرف اورنج لائن ٹرین یا میٹرو بس کا منصوبہ ہے اس کے علاوہ کسی شعبے یا کسی محکمے میں بجٹ کی utilization 50 percent سے زیادہ نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر! اس وقت عوام کا مسئلہ سستی روٹی، سستی سبزیاں اور سستا پھل ہے جو آج بے چاروں کو نصیب نہیں ہو سکتا لیکن افسوس کہ جب یہ سب کچھ مانگا گیا تو جواب میں آتا ہے کہ اگر دالیں نہیں خرید سکتے تو آپ مرغی خرید لیں کیا مسئلے کا یہ solution ہے؟ یہ غریب عوام کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے۔ 2008 میں انہوں نے یہاں ایوان میں کھڑے ہو کر کہا تھا کہ ہم اگلے الیکشن سے پہلے 1997 والی قیمتیں واپس لے کر آئیں گے اور میں ان کو 2008 کی قیمتیں بتانے جا رہی ہوں۔ 2008 میں چنا 50 روپے کلو، ماش کی دال 65 روپے کلو، دودھ 30 روپے کلو، چینی 22 روپے کلو، چھوٹا گوشت 350 روپے کلو، بڑا گوشت 180 روپے کلو اور اس عوام دوست دَور حکومت کے بعد دالوں کی قیمتوں میں 100 فیصد اضافہ، دودھ کی قیمت میں 200 فیصد اضافہ، گوشت کی قیمت میں 300 فیصد اضافہ اور بڑے گوشت کی قیمت میں 150 سے 200 فیصد اضافہ ہو چکا ہے۔ 1997 والی قیمتیں کدھر گئیں؟ یہ تو 2008 والی قیمتیں بھی واپس نہیں لا سکے۔ انہوں نے 400 فیصد مہنگائی کر دی ہے اور اُس کے بعد یہ صوبہ کمپنیوں میں چل رہا ہے۔ محکمے علیحدہ اخراجات کر رہے ہیں اور کمپنیاں علیحدہ اخراجات کر رہی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ صوبہ پنجاب کو بھی ٹھیکہ پر دے دیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا ٹائم ختم ہو چکا۔ آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ جناب خالد غنی چودھری!

جناب خالد غنی چودھری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں موجودہ بجٹ پر بات کرنے سے پہلے سابقہ بجٹ کے حوالے سے کچھ گزارشات کرنا چاہوں گا کہ 16-2015 کے بجٹ میں میرے ضلع جھنگ کو بالکل ignore کر دیا گیا تھا۔ مجھے اور جھنگ کے باقی ایم پی ایز کو یہ کہہ دیا گیا کہ بجٹ میں ہمارا paper miss

ہو گیا ہے تو ہم آپ کو فنڈز دے دیں گے لیکن مجھے بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمیں پورا سال ٹرک کی بتی کے پیچھے لگا دیا گیا اور میرے ضلع کو ایک روپیہ بھی نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر! میں ایک اور گزارش کروں گا کہ نعرے تو سب لگاتے ہیں کہ "تعلیم سب کے لئے" میں اپنی محترمہ وزیر خزانہ اور باقی ذمہ داران سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ضلع جھنگ صوبہ پنجاب کا حصہ نہیں ہے؟ ہمیں 70 سال میں ایک جھنگ یونیورسٹی نصیب ہوئی اُس کے لئے مجھے بتایا جائے کہ آپ نے بجٹ میں کیا رکھا؟ ہمیں PC-2 کے پیچھے لگا دیا گیا اس پر میں بہت احتجاج کرتا ہوں اور محترمہ وزیر خزانہ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ہمیں اگر جھنگ یونیورسٹی کاغذوں میں دے دی گئی ہے تو اس کے لئے فنڈز بھی دیئے جائیں تاکہ ہمارے بچے بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں اپنے حلقے کی بات کروں گا۔ میرا حلقہ پی پی۔80 شورکوٹ ہے۔ اس دفعہ پورے پنجاب میں شور تھا کہ دانش سکول بنائے جائیں گے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ وہاں 1400 کنال زمین بھی لے لی گئی، نقشے بھی بن گئے، planning بھی ہو گئی، سارا کچھ ہو گیا لیکن آخری وقت میں شورکوٹ کا دانش سکول نکال دیا گیا اور باقی دانش سکولوں کو بجٹ میں لے لیا گیا۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ شورکوٹ کے دانش سکول کے لئے فنڈز مختص کر کے اُس کی تعمیر شروع کی جائے۔ یہاں کہا جاتا ہے کہ تمام معزز ممبران میں فنڈز برابری کی بنیاد پر تقسیم کئے جاتے ہیں۔ محترمہ وزیر خزانہ تشریف نہیں رکھتیں میں اُن سے بھی ملا تھا اور باقی ذمہ داران احباب سے بھی ملا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ آپ کی بات سُن رہے ہیں۔

جناب خالد غنی چودھری: جناب سپیکر! معزز پارلیمانی سیکرٹری تو بیٹھے ہوئے ہیں لیکن میں فنڈز کے لئے جن کے پاس جاتا رہا ہوں وہ اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ یہاں پر تعلیم کی بات کی جاتی ہے لیکن میرے حلقہ میں ایک سکول کو بھی اپ گریڈ نہیں کیا گیا، یہ صاف پانی کی بات کرتے ہیں لیکن میرے حلقہ میں صاف پانی کی ایک سکیم بھی نہیں دی گئی تو میرے حلقہ کے عوام کے ساتھ یہ انصاف ہو رہا ہے؟ میرا ایک بی ایچ یو بھی اپ گریڈ نہیں کیا گیا۔ میں نے dialysis کے حوالے سے شور ڈالا تو میرے ٹی ایچ کیو کو صرف 5 ملین روپیہ دیا گیا ہے۔ مجھے یہ بات بھی انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہی ہے کہ مجھے پچھلے سال dual carriage road دی گئی تھی وہ بجٹ میں پچھلے سال آئی نہ اس دفعہ آئی۔ مجھے ایک روپیہ رابطہ سڑکوں کی مرمت کے لئے نہیں دیا گیا۔ مجھے پورے بجٹ میں شورکوٹ کینٹ کی

واٹر سپلائی کے لئے ٹیوب ویل کی دو موٹریں اور ایک گرلز کالج کے لئے چھ کمرے دیئے گئے ہیں۔ یہ اڑھائی سے پونے تین کروڑ روپیہ بنتا ہے جو مجھے پورے حلقہ کے لئے دیا گیا ہے۔ ہم نے اگلے الیکشن میں جانا ہے اور اپنے لوگوں کو منہ بھی دکھانا ہے تو بجٹ میں میرے حلقے اور میرے ضلع کا یہ حصہ ہے؟

جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ تمام اضلاع میں balance ہونا چاہئے اور کم از کم ہماری جائز سکیمیں تو بجٹ میں ڈالی جائیں۔ پچھلا پورا سال ہمیں ٹرک کی بتی کے پیچھے لگایا گیا اور اس دفعہ بھی یہی کہا جا رہا ہے کہ ہم آپ کو جولائی میں دے دیں گے۔ میری یہ گزارش ہے کہ dialysis, bypass, dual carriage road، پینے کا صاف پانی، رابطہ سڑکوں کی ہماری سکیموں کو بجٹ میں ڈالا جائے کیونکہ شورکوٹ اور ضلع جھنگ کا بھی یہ حق ہے۔ دیگر اضلاع والے جو ثمرات لے رہے ہیں وہ ثمرات جھنگ کو بھی ملنے چاہئیں لہٰذا ہمیں اپنا حصہ دیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں کچھ تجاویز بغیر کسی تمہید کے پیش کرنا چاہتا ہوں اور میری تجاویز کو اس زاویے سے دیکھا جائے کہ ان کو اب تو نہیں لیکن آئندہ آنے والے سال جو یکم جولائی سے شروع ہوگا اس میں اس کو وزن دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں محترم وزیر اعلیٰ اور ان کی ٹیم کو جنہوں نے یہ بجٹ بنایا ہے۔ میرا مقصد قطعاً یہ نہ ہے کہ میں ان کی ability کو کسی قسم کا چیلنج کروں۔ وزیر اعلیٰ کی تو خود financial matters پر بڑی command ہے لیکن بات یہ ہے کہ جو فنانس کی سٹینڈنگ کمیٹی ہے اس کا بجٹ میں کیا کردار ہے؟ اگر اس کا بجٹ میں کردار ہو اور باقی جو سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں یہ حقیقت ہے کہ وہ بالکل معطل ہیں۔ اگر وہ اپنی تجاویز 15۔ جنوری تک فنانس کمیٹی کو دیں اور فنانس کمیٹی اس کی سکروٹنی کرے اور اس کے بعد بجٹ تجاویز بنائی جائیں۔ میں بھارت کی مثال نہ بھی دوں لیکن قومی اسمبلی کی مثال تو ہمیں دینی چاہئے کہ فنانس کمیٹی کا بجٹ میں ایک کردار ہے۔ میں اگر اس پر ہی بولتا جاؤں تو شام ہو جائے لیکن اس کا کردار دیکھیں کہ بنکوں پر violation پر ایک لیگل کلاز لگانی تھی تو اس کے لئے سٹیٹ بنک کراچی میں میٹنگ ہوئی، پوری فنانس کمیٹی وہاں پہنچی، میں بھی وہاں موجود تھا، وہاں ایک ایک شق پر بحث ہوئی اور تمام stakeholders سے پوچھا گیا۔ آج ہمارا یہ بجٹ ہے تو اس میں کس stakeholder سے پوچھا جا رہا ہے۔ پچھلے سال کے بجٹ کے جو فنڈز lapse ہوئے ہیں تو ہمیں کیا پتا کہ کیا ہوا ہے؟ اور کس نے کئے اس

بارے میں ایوان کو کچھ نہیں بتایا گیا۔افسران پراجیکٹس کوdelay کرتے ہیں۔اس کے بعد جب اپریل آ جاتا ہے اور فنڈز lapse ہوتے ہیں تو نقصان کس کا ہوتا ہے تو وہ عوام کا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر!اگر وزیر خزانہ یہاں ہوتیں تو میں یہ بات آپ کے توسط سے ان سے پوچھتا کہ 19 فیصد جنرل سیلز ٹیکس اور 16 فیصد سروسز ٹیکس یعنی 35 فیصد تو کیا کوئی دنیا کا بزنس اس پر چل سکتا ہے؟35 فیصد ٹیکس کے بعد اسی طرح سمگلنگ زوروں پر اور افغان ٹرانزٹ ٹریڈ کا ناسور بھی زوروں پر ہے۔اس کے بعد بھی ہم کاروباری طبقے سے خیر کی امید رکھتے ہیں۔کاروباری طبقہ کیا کرے گا،کس طرح نبھائے گا اور کیسے اپنے بزنس کو چلائے گا؟یہ بات انتہائی اہم ہے کہ جن لوگوں کی تجاویز پر taxation کی گئی ہے ان کا ٹیکس دینے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔جنہوں نے کبھی نلکے کا بل بھی اپنی جیب سے نہیں دیا۔میں ان taxation کی تجاویز چاہے پراپرٹی ٹیکس ہے یا کوئی بھی ٹیکس ہے اس پر کہتا ہوں کہ اس پر stakeholders کا لازمی input لیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر!میں نے فوڈ سبسڈی پر بات کی تھی اور وہ poorest of the poor کے لئے کی تھی۔میرے اوپر ایک دن کے لئے ایوان میں شرکت پر پابندی لگائی گئی اس لئے کہ میں نے poorest of the poor کے لئے یہ کہا تھا کہ آپ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کا جو پیسا ہے اس کو divert کر کے 50 فیصد فوڈ سبسڈی میں دے دیں لیکن آپ مجھے بتائیں کہ جو بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کا پیسا ہے وہ لوگ عزت نفس بیچ کر کس طرح سے لیتے ہیں؟اگر میں low income areas کے لئے یہ کہتا ہوں کہ آپ ان کو 50 فیصد فوڈ سبسڈی دے دیں تو اس میں کیا ہرج ہے۔اس پر دو گھنٹے بات ہو سکتی ہے اور میں ثابت کر سکتا ہوں کہ اس سے آپ ریٹیل مارکیٹنگ کو کاؤنٹر کریں گے اور اسی سے آپ قیمت کو نیچے لائیں گے۔

جناب سپیکر!میں نے دو سال پہلے سستے بازاروں کا نعم البدل دیا تھا اور کہا تھا کہ اس سے بہت بہتر ہے کہ آپ Mobile Grossary and vegetable shops چلا لیں اور پورے پنجاب کو ایک 15X15 کے کمرے میں بیٹھ کر پوری طرح مانیٹر کیا جا سکتا ہے۔محترم وزیراعلیٰ نے اس تجویز کو بہت اچھا مانا تھا لیکن وہ بیوروکریسی کی نذر ہو گئی۔میں آج بھی کہتا ہوں کہ کسی رمضان بازار اور اتوار بازار کی ضرورت نہیں ہے اگر میری اس سکیم پر عمل کیا جائے۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ چونیاں میں جو فراڈ ہوا ہے، ٹی ایم ایز اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹس میں فراڈ ہو رہے ہیں میں نے اس کے ثبوت باقاعدہ بنک آف پنجاب کی جعلی رسیدوں کے ساتھ دیا لیکن کچھ نہیں ہوا۔ اس میں کون سے مافیا involve ہیں کہ گورنمنٹ کا فنڈ اس طرح کہاں جا رہا ہے؟

جناب سپیکر! آپ کو خود احساس ہوگا اور ایوان میں بیٹھے ہوئے بہت سے میرے دوستوں کو احساس ہے کہ ترقیاتی کاموں کے اوپر جو سول کورٹس سے stay لئے جاتے ہیں ان میں اس قوم کا اربوں نہیں کھربوں روپیہ ختم ہو چکا ہے، باقاعدہ stay لئے جاتے ہیں چار چھ وکیل مل کر جا کر کسی بھی سول جج کو پریشرائز کر کے stay لے لیتے ہیں۔ میں خود اپنے حلقے میں ان stay orders کا شکار ہوں اور جو انتہائی اہم منصوبے ہیں ان پر stay ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کل کو وہ escalation کی نذر ہوں گے محکمہ ٹھیکیداروں سے مل کر کئی گنا بلکہ کئی سو گنا اور پیسا مانگے گا اور یہ اسی طرح چلتا رہے گا۔

جناب سپیکر! میں land use policy کو discuss کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے آپ سے بھی بات کی تھی کہ land use change policy ہے خدارا اس پر غور کریں آبادی بڑھ رہی ہے اور جو زرعی زمینیں ہیں وہ اس وقت تباہ ہو رہی ہیں اور رہائشی سکیموں میں تبدیل ہو رہی ہیں۔ ایل ڈی اے کی جو کمرشل پالیسی ہے وہ بھی انتہائی خطرناک ہے۔ آپ آج میری بات یاد رکھیں، میں یہ بات ایوان میں کہہ رہا ہوں کہ زیادہ نہیں صرف دس سال بعد آنے والے لوگ ہمیں جن الفاظ میں یاد کریں گے وہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے کوئی بلڈنگ کنٹرول سسٹم نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمام کاروباری ادارے شام 7 بجے بند کئے جائیں اور اگر اس کے بعد ریسٹورنٹ چلائے جائیں تو ان پر 25 فیصد luxury tax لگایا جائے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ pre-qualification کا ایک طریق کار ہے، آپ کو بھی معلوم ہے تو پھر اس pre-qualification کے ڈھکوسلے سے نکل جائیں یہ create monopoly کرنے کا ادارہ ہے۔ ابھی پچھلے دنوں motor boats خریدی گئی ہیں جس کمپنی سے خریدی گئی ہیں جس کمپنی کی monopoly سے خریدی گئی ہیں اس کے اندر کروڑوں روپے کا زیاں ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک بات۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! wind up کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے تو ابھی بات بھی شروع نہیں کی۔

جناب سپیکر: آپ کو پہلے بات شروع کرنی چاہئے تھی جو آپ نے آخر میں رکھی ہوئی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر performance guarantee موجود ہے تو pre-qualification کی کیا ضرورت ہے؟

جناب سپیکر! جنگلات پر انتہائی توجہ کی ضرورت ہے۔ میرے حلقہ کا چھانگا مانگا جنگل بالکل ختم ہو گیا ہے۔ اگر دو کھرب درخت لگائے جائیں تو ہم 1947 کی پوزیشن میں جائیں گے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کا مقصد ہے کہ مجھے بالکل کوئی ٹائم نہیں دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: میں نے جتنا ٹائم دوسروں کو دیا ہے اسی حساب سے آپ کو دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بس آخری بات سن لیجئے کہ بجٹ میں کہیں نہ کہیں خواجہ سراؤں کے لئے ملازمتوں کا بندوبست ہونا چاہئے۔ یہ معاشرے کا وہ طبقہ ہے جن کو ہماری ہمدردیوں کی ضرورت ہے۔ انہیں نفرت سے نہ دیکھا جائے۔ خدارا ان کے لئے کچھ کیا جائے۔

جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ آخری بات تو کر چکے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں کہ شاہی حمام اور شاہی طعام بنانے سے بہتر ہے کہ غریب لوگوں کے جو مخدوش مکانات ہیں ان کے لئے بھی کوئی بجٹ دیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔ آپ کا شکریہ۔ میاں مرغوب احمد!

میاں مرغوب احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ آپ نے اس بجٹ کے اوپر مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میں یہ بات کہتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں کہ آج ایک جامع، متوازن، غریب عوام دوست بجٹ پیش کیا ہے جو کہ اپنے حجم کے اعتبار سے 2013 کے عام انتخابات کے لحاظ سے یہ تقریباً دو گنا 1600۔ارب روپے کے قریب بجٹ ہے۔ مجھے یہ بات کہنی ہے کہ آج تعلیم، صحت، زراعت اور امن وعامہ کے حوالے سے ٹوٹل بجٹ کا 57 فیصد رکھ کر ناقدین کے منہ بند کر دیئے گئے ہیں جو کہ یہ کہتے تھے کہ فلائی اوورز، سڑکیں اور پل بنا کر قوم کا سرمایہ ضائع کیا جا رہا ہے۔ آج یہ بجٹ ایک حسین امتزاج ہے جو کہ آج گاؤں، تحصیل اور شہروں کی سطح پر جس طرح سے اس کی مساوی تقسیم کی گئی ہے تو اس پر

میں پھر میاں محمد شہباز شریف اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دراصل یہ وہ commitment ہے جو کہ میاں محمد نواز شریف اور ہماری قیادت نے عوام کے ساتھ کی تھی جس کے نتیجے میں عوام کو ریلیف فراہم کرنا، عوام کو بنیادی ضروریات مہیا کرنا اور اس ملک میں حقیقی اسلامی فلاحی سٹیٹ کے طور پر deal کرنا ہے۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ آج جس طرح ملک میں توانائی کا بحران ہے اور بالخصوص پنجاب حکومت نے جس طرح سے توانائی کے منصوبوں کا آغاز کیا ہے گو یہ فیڈرل گورنمنٹ کی بھی ذمہ داری ہے تو کسی اور صوبے نے اس طرح سے اپنی ذمہ داری کا مظاہرہ نہیں کیا۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ آج بھکھی، ساہیوال اور بلوکی میں جو پاور پلانٹ لگ رہے ہیں تو انشاء اللہ آج یہ وہ سوچ ہے کہ آج غریب کے گھر کے اندر چولہا جلے، آج یہ جو ہسپتالوں میں مریض ہیں ان کو سہولیات ملیں اور انڈسٹریز کی چمنیوں سے دھواں نکلے تو آج قوم کو، اس ملک کو لوڈشیڈنگ فری بنانا ہے تاکہ ملک میں روزگار کے مواقع پیدا ہوں جس سے یہاں پر صنعتی ترقی عمل چل سکے تو مجھے یہ کہنا ہے کہ اس پر جتنی بھی ستائش کی جائے وہ کم ہے۔ آج بالخصوص جس طرح سے کسانوں کو ریلیف فراہم کیا گیا ہے ایسا ریلیف ماضی میں کبھی نہیں دیا گیا تو یہ بہت بڑا ریلیف ہے کہ الیکٹرسٹی یونٹ کی price کم کی گئی، یوریا کھاد کی قیمت کم کی گئی، جو قرضے ہیں وہ interest free کئے گئے pesticides پر GST کا خاتمہ کیا گیا تو مجھے یہ بات کہنا ہے یہ آج وہ بجٹ ہے جو ناقدین کی نظر میں بالخصوص جس طرح سے اپوزیشن بنچز کی طرف سے چیخ و پکار ہوتی ہے، جس طرح انہوں نے بجٹ تقریر سنے بغیر ہی اس پر اپنا شور وغل شروع کر دیا، جس طرح سے انہوں نے آج تک اپنے دھاندلی کے شور اور قوم کو دھرنوں کی وجہ سے اذیت میں مبتلا کیا ہے اور قوم کا وقت ضائع کیا۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر! کیا یہ بجٹ تقریر ہے؟ پھر جب ہم بولتے ہیں تو آپ ہمیں بات نہیں کرنے دیتے۔

میاں مرغوب احمد: جناب سپیکر! ابھی کچھ دن پہلے شیخ الاسلام یہاں تشریف لائے اور پھر ایک مرتبہ کنٹینرز کی، دھرنوں کی سیاست کی بات کی گئی تو میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ آج یہ ننھی منھی سی جو اپوزیشن ہے یہ جب دوبارہ اپنے حلقوں میں جائے گی تو آپ کو یہ جو اڑھائی ووٹ ملے تھے، اب اگلے 2018 کے الیکشن میں وہ بھی نہیں ملنے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ ان سے بات نہ کریں بلکہ آپ مجھ سے بات کریں۔ (شور وغل)

میاں مرغوب احمد: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج میاں محمد نواز شریف کا جو CPEC منصوبہ ہے اس پر چائنا نے پاکستان پر اعتماد کیا اور یہ ایک تاریخ ساز منصوبہ ہے جس کے نتیجے میں

اس ملک میں روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے یہ way of changer ثابت ہوگا اور ہمارے مخالفین کی نظریں اس طرف لگی ہوئی ہیں کہ کسی طرح سے یہ منصوبہ سبوتاژ ہو جائے تو آج اپوزیشن اس میں کندھا دینے کا role ادا کر رہی ہے۔ آج اپوزیشن کو اس بات کا خوف ہے کہ 2018 کے الیکشن میں ہمارا کیا بنے گا؟ مجھے یہ بات کہنی ہے کہ جس طرح اس ملک کی تعمیر و ترقی کے لئے اورنج لائن ٹرین، میٹرو بس، ہیلتھ اور ایجوکیشن کے میدان میں جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جا رہے ہیں یہ انشاء اللہ چلتا رہے گا۔ ہم عوام کی خدمت کرتے رہیں گے اور یہ جو پریشر گروپ، تنقید برائے تنقید کا جو role آج اپوزیشن ادا کر رہی ہے ان کو اللہ کی مہربانی سے منہ کی کھانی پڑے گی اور مجھے یہ بات کہنی ہے کہ:

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے
وما علینا الاالبلاغ

جناب سپیکر: جی، محترمہ حنا پرویز بٹ!

(اذانِ ظہر)

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے میں آپ کا اس بات پر شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ آج آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا اور اپنی وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ جنہوں نے بہت ہی مشکل حالات میں ایک اچھا بجٹ پیش کیا ہے۔ آج میں اس بات پر proud feel کرتی ہوں کہ ایک female member of the Assembly نے بجٹ پیش کیا ہے اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ پنجاب کی خواتین کو آگے بڑھنے کی opportunities مل رہی ہیں۔ اگر ہم بجٹ study کریں تو بجٹ میں جتنی محنت ہوئی ہے، جو نئے ڈویلپمنٹ پراجیکٹس اس بجٹ کا part بنے ہیں اور جو comprehensive policy reforms اس بجٹ میں آئی ہیں تو اس بات سے prove ہوتا ہے کہ ہماری پنجاب کی خواتین کسی طرح بھی مردوں سے کم نہیں ہیں۔ میں نے جتنا بھی بجٹ کو study کیا ہے اس میں ایک draw stick shift ہے وہ یہ ہے کہ there is the financial policy change. اس دفعہ بجٹ میں فنڈز انفراسٹرکچر سے divert کر کے social sector کی طرف رکھے گئے ہیں۔ اگر انفراسٹرکچر میں 29 فیصد فنڈ رکھا گیا ہے تو سوشل سیکٹر میں 62 فیصد رکھا گیا ہے اور یہ بہت ہی اچھا اقدام ہے because ہم welfare state کی طرف move کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم اگر ڈویلپمنٹ کی طرف دیکھیں تو اس دفعہ ڈویلپمنٹ میں 37 فیصد

increaseہے ۔ اگر پچھلے سال ڈویلپمنٹ کے لئے400بلین روپے رکھے گئے تھے تو اس سال 550بلین روپے رکھے گئے ہیں اور یہ نہ ہی صرف volume increaseہے بلکہ اس سے پنجاب میں 5لاکھ نئی jobs createہوں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اس بجٹ کے پانچ key areasہیں جن پر focusہے اس میں ایجوکیشن، ہیلتھ، ایگریکلچر، لاء اینڈ آرڈر اور clean drinking waterشامل ہیں۔ پورے بجٹ میں ان پانچ areasپر 57 percent of the budget allocateکیا گیا ہے۔ اگر ہم individually دیکھیں تو ایجوکیشن میں47فیصدincrease، ہیلتھ میں62 فیصدincrease،ایگریکلچر میں 47 فیصدincrease، لاء اینڈ آرڈر میں48 فیصدincrease اورclean drinking waterپر88 فیصدincreaseہے اس لئے ہمیں حکومت کو اس بات پرappreciateکرنا چاہئے۔ اگر ہم اس بجٹ میں کچھ اچھی چیزیں دیکھیں توThere is a strengthening of school programme جس میںquality of educationبہتر ہو گی اور جو لوگ اس نئے ایجوکیشن سسٹم سے پڑھ کے نکلیں گے وہ اس ملک کا سرمایہ ہوں گے۔ اس کے علاوہ اس مرتبہ100 percent allocation promiseکی گئی ہے۔ اس کے علاوہ میں ایک چیز کو بالکلappreciateکرنا چاہتی ہوں جو6th to 10th female studentsہیں ان کو پہلے 200روپے کا stipend دیا جاتا تھا اس مرتبہ 1000روپے دیا جارہا ہے اور یہSouth Punjab میں ہے لیکن میں حکومت سے یہ درخواست کروں گی کہ اس کو صرف جنوبی پنجاب تک محدود نہ رکھیں بلکہ اس کو پورے پنجاب میں رکھیں تاکہ یہی لڑکیاں جب پڑھ کر نکلیں گی تو یہwomen empowermentکی طرف جائیں گی۔اس کے علاوہ وزیراعلیٰ کا وژن ہے کہ ہر سو کلومیٹر کے بعد ایک ایسا ہسپتال ہو جہاں دُور دراز کے لوگ بھی آکر اس اچھے ہسپتال میں اپنا علاج کرواسکیں۔ اگر ہمclean drinking waterکو دیکھیں تو اس دفعہ اس پراجیکٹ سے دس اضلاع میں 2کروڑ 30لاکھ لوگclean drinking waterکی facility حاصل کر سکتے ہیں۔ چونکہ پاکستان میں2050سے پانی کی قلت ہمیںfaceکرنی پڑ سکتی ہے۔

So I think it's a very good project that the Punjab Government has started.

جناب سپیکر!ہم ایگریکلچر سٹیٹ ہیں۔ جو50 بلین کا کسان package introduceہوا ہے اس سے کسانوں کو interest free loansملیں گے، production increaseہو گی اور

اناج سستا ہو گا۔ اس بجٹ میں میرے کچھ concerns بھی ہیں۔ سب سے پہلے میرا concern یہ ہے کہ یہ بجٹ lapse نہیں ہونا چاہئے۔ اگر feasibility ستمبر میں جا کر بنتی ہے تو ایسی feasibilities جولائی میں بنی چاہئیں اور پورے سال کا wait نہیں کرنا چاہئے کہ آخر پر ہم جون میں ہی بجٹ خرچ کریں بلکہ شروع میں ہی feasibility projects بنیں تاکہ quality of projects effect نہ ہو۔ اس کے علاوہ ہمارا بجٹ خسارے کا بجٹ نہیں ہونا چاہئے we should move to other surplus budget ہمیں اپنا ریونیو increase کرنا چاہئے اور اپنی غیر ضروری spending کو کم کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ میرا major concern یہ ہے کہ data should be reliable. ہمارے census کو بہت ٹائم ہو گیا ہے لہٰذا ہمیں immediately census کرنا چاہئے کیونکہ اگر data reliable ہو گا تو بجٹ بھی reliable ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہوں گی کہ اچھے بجٹ کے لئے ہمیں عام عوام، بیوروکریسی اور خصوصاً اپوزیشن کے cooperation کی ضرورت ہے۔ اگر ڈویلپمنٹ پراجیکٹس کو continue نہیں ہونے دیا جائے گا اور کورٹ میں stay orders دیئے جائیں گے تو یہ عام عوام کا نقصان ہے۔ میں آخر پر اپنی بات کو ایک شعر سے express کرنا چاہتی ہوں کہ:

خدا کرے میری ارضِ پاک پر اترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے برسوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو
خدا کرے کہ میرے ایک بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم نہ ہو زندگی وبال نہ ہو

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ شُنیلا رُوت! اپوزیشن آپ کے ساتھ ہے، فکر نہ کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں یسوع والمسیح کے بابرکت نام سے شروع کرتی ہوں جو حمد، تعریف اور شکر کے لائق ہے۔ میں آپ کا شکریہ بھی ادا کرنا چاہتی ہوں کہ آپ نے مجھے budget discussion میں حصہ لینے کا موقع دیا۔ میں اس بجٹ سے بالکل agree نہیں کرتی جس کی وجہ میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ یہ بجٹ بالکل بھی اچھا بجٹ نہیں ہے۔ 1681- ارب روپے کی بہت

بڑی رقم ہم نے رکھ دی ہے لیکن اگر ہم اپنا پچھلا ریکارڈ دیکھیں تو پچھلے سالوں میں جو بجٹ مختص کیا گیا ہے اُس کو خرچ نہیں کیا اور یہ اس بات کی بالکل تصدیق ہے کہ حکومت اس اہل نہیں ہے کہ وہ اس بجٹ کو استعمال کر سکے۔ پچھلے tenure میں بھی تقریباً پچاس فیصد بجٹ کسی مد میں استعمال ہی نہیں ہوا جو کہ سارے کا سارا اورنج لائن ٹرین میں چلا گیا۔ یہ عام آدمی کا بجٹ نہیں ہے کیونکہ ہر چیز پر ٹیکس لگا دیا گیا ہے اور غریب آدمی مزید مشکلات میں پڑ گیا ہے یہاں تک کہ دودھ کی قیمت کو بھی بڑھا دیا گیا ہے جو کہ بچوں نے پینا ہوتا ہے۔ اس بجٹ میں عام آدمی کو بالکل relief نہیں ملا اور ضروریات زندگی مزید مہنگی ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں سمجھتی ہوں کہ یہ اس لئے بھی اچھا بجٹ نہیں ہے کہ اس میں وہ communities جو marginalized ہیں، oppressed اور voidable ہیں وہ directly اس سے benefit حاصل نہیں کر رہیں اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ minorities، بچے، خواتین، خصوصی بچے اور خواجہ سراء جیسے لوگوں کو یہ بجٹ براہِ راست effect نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر! بجٹ تقریر کے دوران ہماری محترمہ وزیر خزانہ نے ایک sweeping statement دی جس میں انہوں نے کہا کہ پاکستان کا آئین اقلیتوں کو تمام حقوق مہیا کرتا ہے۔ یہاں پر میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ بالکل غلط ہے اور میں اس سے اتفاق نہیں کرتی۔ پاکستان کا آئین اقلیتوں کو ایک ہاتھ سے حقوق دیتا ہے تو دوسرے ہاتھ سے اُن سے واپس لے لیتا ہے۔ اگر آپ آرٹیکل 25 پڑھیں تو اس میں لکھا ہوا ہے کہ ان کو equal opportunities ملنی چاہئیں لیکن اگر آرٹیکل 40 پڑھیں تو وہاں پر صاف لکھا ہوا ہے کہ یہ ملک کے وزیر اعظم بن سکتے ہیں اور نہ ہی ان کو اعلیٰ نوکریاں مل سکتی ہیں لہٰذا میں سمجھتی ہوں کہ یہ discriminatory Constitution ہے۔ آگے چل کر محترمہ کہتی ہیں کہ حکومتِ پنجاب اقلیتوں کی فلاح و بہبود اور تحفظ کے لئے کوشاں ہے۔ میں اُن کے اس جملے اور اعتراف سے بالکل اتفاق نہیں کرتی کیونکہ حکومتِ پنجاب اقلیتوں کی فلاح و بہبود اور تحفظ دینے میں بُری طرح سے ناکام ہو چکی ہے۔ پنجاب کی اقلیتی برادری کے سماجی اور معاشی حالات موجودہ حکومت میں بد سے بدتر ہو گئے ہیں۔ اقلیتی آبادیاں زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم ہیں، پینے کا صاف پانی ناپید ہو چکا ہے، لوگ گندا پانی پینے پر مجبور ہو گئے ہیں اور آئے دن بچے گٹروں میں گر جاتے ہیں کیونکہ ان کے اوپر ڈھکن نہیں ہوتے۔ اقلیتوں کی آبادیوں اور علاقوں میں کوئی سرکاری سکول ہیں،

ڈسپنسریاں ہیں اور نہ اُن کے علاج معالجہ کے لئے کسی قسم کے انتظامات ہیں لہٰذا میں اس بجٹ کو مسترد کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! 16-2015 میں اقلیتوں کے لئے ترقیاتی بجٹ کی مد میں 46 کروڑ روپے مقرر کئے گئے تھے لیکن وہ کہاں گئے، اُن کی utilization کہاں ہوئی ہے اور وہاں پر کون سی سکیمیں بنی ہیں؟ اگر آپ revised estimated budget کا کالم دیکھیں تو وہاں پر زیرو ہے۔ مجھے ایسے ہی لگتا ہے کہ یہ 46 کروڑ روپے بھی اورنج لائن ٹرین کی نذر ہو گئے تھے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ یہ 46 کروڑ روپے کہاں پر خرچ ہوئے؟ مجھے ایسے ہی لگتا ہے کہ یہ مجھے کہہ دیں گی کہ یہ re-appropriate ہو گئے ہیں کیونکہ block allocations ہوتی ہیں اور وزیراعلیٰ کے حکم سے یہ فنڈز جاری ہوتے ہیں جو کسی نہ کسی دوسری مد میں re-appropriate ہو جاتے ہیں۔ میں آپ کو آج یہ بتانا چاہتی ہوں کہ دنیا کے کسی بھی ملک امریکہ یا UK چلے جائیں تو وہاں re-appropriation amount کو misappropriation کہا جاتا ہے اس لئے ہماری حکومت نے یہ وتیرہ بنالیا ہے کہ ہر دفعہ یہ فنڈز کو دوسری جگہ پر لے جاتے ہیں جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ یہ misappropriation ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! اس سال 17-2016 کے بجٹ میں جو minorities کے لئے بجٹ مختص کیا گیا ہے وہ 80 کروڑ روپے ہے جو کہ بہت تھوڑی رقم ہے۔ پنجاب میں اقلیتی برادری 20 ملین سے تجاوز کر گئی ہے لہٰذا میں تجویز پیش کرتی ہوں کہ اس رقم کو دُگنا کیا جائے۔ اسی طرح ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے بجٹ میں بھی minorities کے لئے پانچ فیصد کوٹا مختص کیا جائے اور حکومت اس کے لئے نوٹیفکیشن جاری کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! wind up کریں۔

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں یہ بات یہاں پر ضرور کرنا چاہوں گی کہ کرسمس فنڈز minorities کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ کرسمس آیا اور چلا بھی گیا ہے لیکن فنڈز جاری نہیں ہوئے جو میں تین سال سے مسلسل دیکھ رہی ہوں۔ پانچ ہزار کی رقم بہت ہی تھوڑی ہے لہٰذا اس کو بڑھا کر دس ہزار روپے کیا جائے اور اس کی پالیسی کو بہتر بنایا جائے کیونکہ اس میں چار چار، چھ چھ مہینے لگ جاتے ہیں اور فنڈز جاری نہیں ہوتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں سکالرشپس کی بات بھی کرنا چاہتی ہوں کہ 25 کروڑ کے فنڈ کو 50 کروڑ روپے کیا جائے۔ میں آخر میں خواجہ سراؤں کے لئے بھی بات کرنا چاہوں گی کیونکہ وہ بھی خدا کی مخلوق ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، وہ بھی اس ملک کا حصہ ہیں اور پاکستانی ہیں لہٰذا ان کے لئے فنڈز مقرر کئے جائیں۔ ان کے لئے 50 کروڑ روپے مختص کئے جانے کی تجویز ہے لہٰذا انہیں ہیلتھ انشورنس اور فنی تعلیم کی سہولت بھی دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب ذوالفقار علی خان!

جناب ذوالفقار علی خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! 17-2016 کے لئے 1681۔ارب روپے بجٹ پر میں خادم اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یقیناً یہ بجٹ وزیر اعلیٰ پنجاب کے اس وژن کے مطابق ہے کیونکہ وہ 2018 میں پنجاب کو ایک secure، معاشی طور پر vibrant, industrialized اور knowledge based صوبہ بنانا چاہتے ہیں تو انشاء اللہ اُس کی طرف یہ پیش قدمی ہے۔ یہاں بہت سی باتیں ہوئیں لیکن میں ground realities کی بات کروں گا۔ میں 2013 میں پہلی دفعہ اس اسمبلی میں آیا۔ میرا ضلع اور حلقہ انتہائی پسماندہ ہے۔ اب اگر اس میں تعلیم سے شروع کروں تو پچھلے تین سالوں میں چکوال ضلع نے تعلیم کے میدان میں جو ترقی کی ہے وہ یقیناً خادم اعلیٰ پنجاب کے وژن "پڑھو پنجاب بڑھو پنجاب" جہالت دے نال لڑو پنجاب کا عکس نظر آتا ہے۔ چکوال میں اس وقت انرولمنٹ تقریباً 100 فیصد کے قریب ہے اور چکوال میں سب سے زیادہ طلباء نے لیپ ٹاپ، "اجالا پروگرام" اور وظائف سے استفادہ کیا ہے۔ پچھلے تین سالوں کے اندر چکوال میں 1200 ٹیچرز کو بھرتی کیا گیا جبکہ اس وقت 585 ایجوکیٹرز کی بھرتی under process ہے۔ میں سکولوں کی اپ گریڈیشن کی بات کروں تو ہمارے ضلع میں total damaged buildings 114 تھیں اور اس سال ان میں سے پچاس buildings کو الحمد للہ مکمل کر لیا گیا ہے جبکہ اگلے سال پچاس buildings پر انشاء اللہ کام شروع ہو گا۔

جناب سپیکر! چاہے آپ سکولوں کی اپ گریڈیشن لے لیں، بچیوں کے نئے کالجوں کی بات لے لیں، نئے کالج قائم ہوئے ہیں اور نئے ہائر سیکنڈری سکول بھی بنے ہیں، پولی ٹیکنیک کالج چواء بہادر چکوال جو کہ 2004 سے شروع ہوا اور اسے مکمل نہیں ہونے دیا گیا تھا الحمد للہ پچھلے سال مکمل ہو کر ستمبر سے کلاسیں شروع ہو چکی ہیں۔ چکوال میں چھوٹے سکولوں سے لے کر پنجاب یونیورسٹی کا کیمپس بھی

انشاء اللہ تعمیر ہونے جا رہا ہے جبکہ ٹیکسلا یونیورسٹی کا کیمپس بھی قائم ہونے جا رہا ہے۔ اس بجٹ میں بھی تعلیم کے لئے اضافہ کیا گیا ہے جس سے یقیناً تعلیم کے میدان میں مزید بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر! میں مشکور ہوں خادم اعلیٰ پنجاب کا کہ یہاں اسمبلی میں جب ہم سب بھائیوں نے بات کی جسے انہوں نے سنا اور کسانوں کے لئے ایک بہت بڑا package دیا۔ کل ہماری ان سے میٹنگ تھی جس میں مجھے احساس ہوا کہ وہ اس پروگرام میں ذاتی دلچسپی لے کر اسے عام کسان تک پہنچانا چاہتے ہیں اور یقیناً اس package، محاصل میں کمی اور subsidies سے زراعت کے میدان میں ترقی ہوگی۔ KRRP پروگرام کے حوالے سے میں مشکور ہوں کہ ضلع چکوال میں تقریباً 150 کلو میٹر سڑکیں اس پروگرام کے تحت تعمیر کی گئی ہے۔ اپنے قائد میاں محمد نواز شریف کو رب العزت صحت کاملہ عطا فرمائے اور وہ جلد ہمارے درمیان ہمیں گائیڈ کرنے کے لئے موجود ہوں، میں ان کا مشکور ہوں کہ میری ایک چھوٹی سی درخواست پر انہوں نے لاہور اسلام آباد موٹر وے پر نیلا دُلہ انٹرچینج بننے کا آرڈر دیا جو کہ اس وقت مکمل ہو چکا ہے اور انشاء اللہ اس کا جلد ہی افتتاح ہونے والا ہے۔ اس انٹرچینج سے ہمارا یہ پسماندہ علاقہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا۔ اس کے علاوہ دیگر 43 کلو میٹر او ڈھوہال ٹو نیلا روڈ کی بات کروں یا اور سڑکوں کی بات کروں آپ یقین کریں کہ KRRP پروگرام کے تحت بننے والی سڑکوں پر دیہاتی لوگ جب چلتے ہیں تو وہ یہ ضرور کہتے ہیں کہ:

پکیاں سڑکاں سوکھے پینڈے
شہباز شریف ساڈے دل وچ رہندے

جناب سپیکر! میرے دو ہی چھوٹے شہر ہیں جن میں ایک تلہ گنگ اور دوسرا کلر کہار جن کی سیوریج دس، دس کروڑ روپے کی لاگت سے جبکہ واٹر سپلائی کی سکیمیں آٹھ، آٹھ کروڑ روپے کی لاگت سے پورے شہروں کی نئی سکیمیں نئے مالی سال میں شروع ہو رہی ہیں۔ چکوال شہر کے لئے 65 کروڑ روپے واٹر سپلائی کی سکیم موجود ہے۔ میں تلہ گنگ بائی پاس کی بات کروں، چواء سیدن شاہ بائی پاس کی بات کروں، بھون چوک بائی پاس کی بات کروں الحمدللہ چکوال ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور میں اپنی قیادت کا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ 2013 کے الیکشن میں میرے قائد محترم میاں محمد نواز شریف نے وعدہ فرمایا تھا کہ تلہ گنگ کو ضلع کا درجہ دیا جائے گا تو میری آپ کے توسط سے وزیر اعظم، خادم اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ تلہ گنگ کے عوام اپنے قائد کے اس وعدے کی

تکمیل کے منتظر ہیں تو مہربانی کر کے اسی بجٹ کے اندر تلہ گنگ کو ضلع بنانے کا نوٹیفکیشن جاری کیا جائے اور اس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں مناظر حسین رانجھا!

میاں مناظر حسین رانجھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں پنجاب اسمبلی میں حالیہ بجٹ پیش کرنے پر حکومت پنجاب خاص طور پر وزیراعلیٰ پنجاب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ ایک مثالی بجٹ ہے اور میری دعا ہے کہ اس پر پوری طرح عمل ہو سکے تاکہ پنجاب کے لوگ اس سے مکمل استفادہ کر سکیں۔ یہاں پر بہت ساری باتیں اور بہت ساری تقاریر ہو چکی ہیں لیکن میں ایک بات وزیراعلیٰ پنجاب کی کارکردگی کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کا جو وژن ہے جو کام کرنے کی ایک سوچ ہے یا ارادہ ہے اس کی نہ صرف ملک کے اندر بلکہ غیر ممالک میں بھی پذیرائی ملی ہے اور لوگوں نے اس کی تعریف کی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ہمارے لیڈر کی اس ملک میں ہی نہیں بلکہ ملک سے باہر بھی لوگ ان کے حکومت کرنے کے انداز کو پسند کرتے ہوں اور ان کی کارکردگی کو پسند کرتے ہوں تو ہمیں بھی اس کا احساس کرنا چاہئے اور سچ کو سچ ضرور کہنا چاہئے۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے
باغ تو سارا جانے ہے

جناب سپیکر! میری اپوزیشن کے دوستوں سے درخواست ہے کہ سچ کو سچ ضرور کہنا چاہئے۔ میں آپ سے یہ درخواست کرنا چاہوں گا کہ آپ کا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے، جہاں تک مجھے یاد ہے کہ 07-2002 کی اسمبلی میں ملتان سے ڈاکٹر جاوید صاحب جن کا پیپلز پارٹی سے تعلق تھا، نے جنوبی پنجاب کی اصطلاح کو ایجاد کیا تھا۔ میں آپ سے درخواست کرنا چاہوں گا کہ ہمیں ایک پاکستان اور ایک پنجاب کی بات کرنی چاہئے۔ ہر ایم این اے اور ہر ایم پی اے کا حق ہے کہ جس ضلع سے اس کا تعلق ہے یا جس حلقہ سے اس کا تعلق ہے اگر اسے محرومی کا شکار کیا گیا ہے اور ڈویلپمنٹ یا دوسرے وسائل میں اسے اس کا حصہ proper طریقے سے نہیں ملا تو اسے اپنے ضلع کی بات کرنی چاہئے کیونکہ ایک خاص علاقے کی بات کرے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آج جنوبی پنجاب کی بات ہو رہی ہے، کل کوئی شمالی پنجاب کی بات کرے گا اور پھر کوئی مشرقی پنجاب کی بات کرے گا اور اس کے بعد کوئی مغربی پنجاب کی بات کرے گا

تو ہمیں اس بات پر دھیان نہیں دینا چاہئے بلکہ ہمیں اپنے حلقوں کی بات کرنی چاہئے، ہمیں اپنے اضلاع کی بات کرنی چاہئے اور سب سے بڑھ کر ہمیں اپنے پورے پنجاب کی بات کرنی چاہئے۔ یہ بات درست ہے کہ کئی اضلاع میں ترقیاتی کاموں کا جال بچھایا جا رہا ہے اور کئی اضلاع اپنی کسمپرسی، اپنی کمزوریوں اور مایوسیوں کے عالم کا شکار ہو رہے ہیں۔ محترمہ وزیر خزانہ تو یہاں تشریف فرما نہیں ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری موجود ہیں لیکن میں یہاں مناسب نہیں سمجھتا کہ پارلیمانی سیکرٹری کے اختیارات کا ذکر کروں کیونکہ وہ ہمارے لئے قابل عزت اور قابل احترام ہیں۔

جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہو گی کہ پنجاب حکومت کو یہ چیز سوچنی چاہئے، انہیں ایک سروے کرنا چاہئے کہ پنجاب کے اندر کون سے ایسے اضلاع ہیں جنہیں ماضی میں کم حصہ ملا ہے اور جہاں پر ترقیاتی سکیمیں مناسب طریقے سے نہیں بن سکیں اور جہاں پر ترقیاتی پروگراموں پر عمل نہیں ہو سکا۔ جن اضلاع کو محرومی کا شکار کیا گیا ہے، اس کی وجوہات جو بھی ہو سکتی ہیں، ان اضلاع کو آنے والے بجٹ میں ترقیاتی اور ترجیحی بنیادوں پر حصہ ملنا چاہئے تاکہ وہاں کے لوگوں کے اندر مایوسی، بے چینی اور پریشانی کے عالم میں مبتلا ہیں کہ وہاں پر پینے کا پانی نہیں ہے، سکول نہیں ہیں، ایجوکیشن نہیں ہے، صحت کے حوالے سے وہاں پر ادارے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میری درخواست ہو گی کہ ہماری حکومت کو یہ ترجیحی بنیادوں پر سوچنا چاہئے اور ہمیں سب کو ساتھ لے کر چلنا چاہئے، پنجاب کے ایک ایک حصے کو ساتھ لے کر چلنا چاہئے، پنجاب کے بسنے والے ایک ایک فرد کو ساتھ لے کر چلنا چاہئے، وہاں کی محرومیوں کا ازالہ کرنا چاہئے، وہاں پر ہونے والے ظلم و ستم کا ازالہ کرنا چاہئے تاکہ پنجاب کے اندر بسنے والا ایک ایک فرد حکومت کی تعریف کرے، حکومت کے جو اہلکار ہیں اُن کی تعریف کریں ہمیں سب کو ساتھ لے کر چلنا ہے۔ آنے والے الیکشن میں اگر پنجاب کے تمام اضلاع سے کامیابی ملے گی تو پھر گورنمنٹ بنے گی چند اضلاع سے کامیابی ملے گی تو اُس سے حکومت نہیں بنا کرتی تو میں آپ کی وساطت سے اپنی حکومت سے گزارش کروں گا کہ ہمیں سب کو ساتھ لے کر چلنا چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ جو اصول ہیں، جو میرٹ ہے وہ سب کے لئے ایک ہونا چاہئے اگر آپ ایک سپاہی کو بھی میرٹ پر بھرتی کرتے ہیں تو ترقیاتی پروگرام میں بھی پسند اور نہ پسند نہیں ہونا چاہئے اُس میں بھی ہر ایم پی اے کو عزت ملنی چاہئے، ہر ایم پی اے کے ساتھ برابری کا سلوک ہونا چاہئے اُن کے حلقوں میں برابری کے طور پر فنڈز ملنے چاہئے۔

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں اس سے نہ صرف ایم پی اے طاقتور ہو گا بلکہ حکومت طاقتور ہو گی، ایم این اے طاقتور ہو گا تو حکومت طاقتور ہو گی اور پارٹی طاقتور ہو گی۔ تو میری استدعا ہو گی کہ ہمیں سب کو برابری کی سطح پر فنڈز تقسیم کرنے چاہئیں اور سب کو ساتھ لے کر چلنا چاہئے۔

جناب سپیکر!میں مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ کی گھنٹی کا احترام نہ کروں میں آخری بات یہ کرنا چاہوں گا، میں اپنے ضلع سرگودھا کے حوالے سے خاص طور پر بنیادی طبی مرکز کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ وہاں پر لوگوں نے تین تین، چار چار ایکڑ اپنی قیمتی زمینیں donation دے کر طبی مرکز بنوائے تھے لیکن آج اُن مراکز صحت کو دیکھ کر خدا کی قسم رُونا آتا ہے جن کی دیواریں ٹوٹ چکی ہیں، جن کے کمرے بوسیدہ ہو چکے ہیں، وہاں پر سٹاف ہے اور نہ وہاں پر دوائیاں ہیں۔

جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے درخواست ہو گی کہ مہربانی فرما کر پنجاب کے اندر جو بھی بنیادی طبی مراکز آپ نے قائم کئے ہیں اُن پر خصوصی توجہ دی جائے۔ بنیادی مراکز صحت کی اس وقت کسمپرسی کی حالت ہے وہاں پر سٹاف ہے، دوائیاں ہیں اور نہ وہاں پر بجلی ہے اربوں روپے کی گورنمنٹ کی عمارتیں بنی ہوئی ہیں میں سمجھتا ہوں وہاں پر انسانوں کا نہیں جانوروں کا راج ہے اس لئے میری آپ سے درخواست ہو گی کہ اس پوائنٹ پر آپ ضرور توجہ دیں تاکہ وہ بنیادی مراکز صحت جب بحال ہو جائیں تو لوگوں کو صحت کی بنیادی سہولتیں وہاں پر مقامی طور پر ملیں گی اُن کا بڑے شہروں کی طرف یا بڑے ہسپتالوں کی طرف یا پرائیویٹ ہسپتالوں کی طرف آنے کا ٹرینڈ نہیں ہو گا اُن کو بنیادی سہولیات وہاں پر ملیں گی، وہ فعال ہوں گے، وہ چالو ہوں گے تو لوگ آپ کو دعائیں دیں گے لیکن اس وقت بنیادی طبی مراکز صحت کی عمارتیں دیکھ کر رُونا آتا ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے استدعا ہو گی کہ اُن کو فعال کریں، اُن کو کارآمد بنائیں اُن کے لئے فنڈز مختص کریں، وہاں پر سٹاف بھرتی کریں، وہاں پر دوائیاں دیں تاکہ لوگ وہاں سے فائدہ اُٹھا سکیں اگر آئندہ دو چار سال وہ اسی حالت میں رہے تو لوگ اُن کے دروازے اُکھاڑ کر لے جا رہے ہیں تو وہ لوگ اینٹیں بھی اُکھاڑ لیں گے تو میری آپ سے درخواست ہو گی اس سلسلے میں خاص طور پر توجہ دیں۔

جناب سپیکر!آخری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں ممنون ہوں وزیر اعلیٰ پنجاب کا کہ انہوں نے کسانوں کی حالت زار کے بارے میں خاص طور پر شفقت و محبت اور پیار کا اظہار کیا ہے اور میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے خاص طور پر ایگریکلچر انکم ٹیکس کے حوالے سے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جس نے اپنا بہت سارا کام مکمل کر لیا ہے۔ میں اس کے ساتھ

ساتھ یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جو زرعی package وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے دیا ہے وہ بھی اُن کا بہت بڑا کارنامہ ہے لیکن اُس زرعی package میں یا اُس زرعی کمیشن میں کم از کم زمینداروں کے نمائندوں کو ضرور شامل کیا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ اربوں روپے کے package کو کھا کوئی اور جائے اور دودھ کا آخری قطرہ زمیندار کی مونچھوں پر لگا دیا جائے یہ بات نہیں ہونی چاہئے۔ جن لوگوں کے لئے یہ package بنایا اُن لوگوں کے نمائندوں کو زرعی کمیشن میں ضرور شامل کریں، اُن کی باتوں کو سنیں، جو اُن کی حالت زار ہے یا اُن کی جو تکالیف ہیں، جو اُن کی پریشانیاں ہیں اُن کو بھی ضرور سنیں بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ ۔جی، جناب محمد نعیم صفدر انصاری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، چودھری اشرف علی انصاری!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، حاجی محمد الیاس انصاری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سماجی بہبود و بیت المال (حاجی محمد الیاس انصاری): جناب سپیکر! سب سے پہلے میں قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا اور اُن کی ٹیم کو پنجاب میں پنجاب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کسان دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ صحت کے حوالے سے 43 فیصد بجٹ increase کیا گیا ہے تو میں فیصل آباد کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر پبلک سیکٹر میں صرف ایک میڈیکل کالج کام کر رہا ہے اور تین پرائیویٹ میڈیکل کالجز کام کر رہے ہیں جبکہ لاہور شہر جیسے میں سات پبلک سیکٹر میں اور پندرہ پرائیویٹ میڈیکل کالجز کام کر رہے ہیں تو آبادی کے لحاظ سے فیصل آباد بھی اگر surrounding areas include کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر لاہور جتنی آبادی ہے تو جی سی یونیورسٹی میں ابھی 2012 سے Director of Medical Sciences کام کر رہا ہے اور وہ Allied Health Sciences کے حوالے سے سروسز بھی دے رہا ہے اور ابھی وہاں students کی تعداد 1300 کے قریب ہے اور اب ہم چاہتے ہیں کہ جی سی یونیورسٹی میں ایم بی بی ایس کورسز بھی ہوں۔ 2014 میں میاں محمد شہباز شریف جب فیصل آباد تشریف لائے تو انہوں نے اس بات کا وعدہ بھی کیا تھا کہ فیصل آباد میں ایک اور میڈیکل کالج دیا جائے گا تو میری محترمہ وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ ابھی سیکرٹری Health and Care Education نے بھی ایک لیٹر بھجوا دیا ہے اور وہ بھی اس کو بنانے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر! میں پھر دوبارہ مطالبہ کروں گا کہ وہاں پر میڈیکل کالج کے لئے فنڈز رکھے جائیں اور اسی طرح ایجوکیشن کے حوالے سے بھی بہت بڑی رقم رکھی گئی ہے لیکن اُن یونین کونسل میں جہاں

پر پرائیویٹ سیکٹر میں ہر تیسری گلی میں ایک پرائیویٹ سکول کام کر رہا ہے لیکن ہمارے بہت سے علاقے ایسے ہیں خاص طور پر میری تین یونین کونسل ایسی ہیں محلہ عثمان غنی، سلیمانیہ کالونی وہاں پر تقریباً چار کلو میٹر تک کوئی پرائمری سکول نہ ہے حالانکہ وہ سٹی ایریا ہے لیکن میرے بار بار کہنے کے باوجود بھی اس بات پر کوئی غور نہیں کیا گیا۔ Last year میں نے وہاں سے ایک سلاٹر ہاؤس بھی ختم کروایا اور میں نے پچھلی مرتبہ directive بھی بھجوایا جو فیصل آباد میں بھی گیا لیکن وہ بھی dispute اُسی طرح آج تک کھڑا ہے تو میری گزارش ہے کہ جہاں تک ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم نے ایجوکیشن کو بڑھانا ہے، ہم نے اس پاکستان کو آگے لے کر جانا ہے مگر جب تک ہم بنیادی ضروریات زندگی غریب علاقوں میں پوری نہیں کریں گے تو یہ ہمارا صرف اور صرف نعرہ رہ جائے گا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ پنجاب بھر میں ایک بہت بڑا issue جو کافی عرصہ سے چلا آرہا ہے ہم لوگوں پر چھوٹے چھوٹے ٹیکس لگا کر کسی سیکٹر سے 10۔ ارب روپے، کسی سیکٹر سے 15۔ ارب روپے تو میں نے ایک proposal دی تھی کہ پورے پنجاب میں جو PTD ریونیو کے حوالے سے permanent transfer deed ہے وہ تقریباً 1988 سے پورے پنجاب میں رجسٹرڈ نہیں ہو رہی۔ میرے ایک کولیگ ہیں انہوں نے ایک جگہ تقریباً 12 کروڑ روپے کی خریدی اور اُس پر وہ گورنمنٹ کو تقریباً کم از کم بھی ٹیکس پانچ سے چھ فیصد کے حوالے سے ادا کرنا چاہتے ہیں جبکہ ہمارے جو آفیسرز بیٹھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ آپ 1200 روپے کا اسٹام پیپر لیں اور اُس پر اس کو اپنے نام کر والیں تو ہماری ایک میٹنگ میں چیف سیکرٹری سے بھی بات ہوئی ہے تو ابھی تک وہ پابندی لگائی ہوئی ہے۔ ایک تخمینہ کے مطابق وہاں اُس سیکٹر سے 50۔ ارب روپیہ کم از کم حاصل ہوگا اور یہ کہتے ہیں کہ اُس میں فراڈ بہت ہو گیا۔ اس معاشرے کو صحیح کس نے کرنا ہے؟ کہتے ہیں کہ وہاں پر ہم جائیں گے تو وہاں لوگوں نے بڑے گھپلے کئے ہوئے ہیں۔ اُس وقت جب لوگ پاکستان شفٹ ہوئے تو اُس وقت جو یونٹس اُن کے نام پڑے تو یہ کس نے صحیح کرنا ہے ہم نے ہی اس کو صحیح کرنا ہے تو میری گزارش ہوگی کہ اس پوائنٹ کو بھی اس میں رکھا جائے کہ جو 50۔ ارب روپے کا حکومت پنجاب کو نقصان ہو رہا ہے اُس کو cover کیا جائے بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ تحسین فواد!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ نسرین جاوید!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ مہوش سلطانہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہائر ایجوکیشن (محترمہ مہوش سلطانہ): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ہے ہماری معزز وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا نے 681۔ارب روپے کا پنجاب کا بجٹ اس ایوان میں پیش کر دیا ہے جس میں سے 550۔ارب روپیہ ڈویلپمنٹ کے لئے رکھا گیا ہے جو کہ پچھلے سال کے بجٹ سے 37.5 فیصد زیادہ ہے۔ ہم سب نے وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کی تقریر سنی ہے، بجٹ کا مطالعہ بھی کیا ہے اور اس کو دیکھ کر ہمیں بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ اس بجٹ میں خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کا وژن اور innovation شامل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ محترمہ وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کی expertise بھی شامل ہیں۔ یہ بجٹ economic pro strategic پر مبنی midterm growth development کا بجٹ ہے جس کے تحت عام آدمی کا معیار زندگی بہتر ہو گا، ان کو روزگار کے مواقع ملیں گے اور بنیادی سہولیات بھی میسر ہوں گی۔ اس بجٹ میں جو 550۔ارب روپیہ ڈویلپمنٹ کے لئے رکھا گیا ہے یہ پنجاب میں پیش کیا جانے والا سب سے بڑا ڈویلپمنٹ بجٹ ہے جس میں پانچ شعبہ ہائے زندگی کو بہت زیادہ importance دی گئی ہے جن میں ہیلتھ، ایجوکیشن، ایگریکلچر، clean drinking water اور امن و عامہ شامل ہیں جس کے لئے 804۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے جو کہ ٹوٹل بجٹ کا 57 فیصد ہے۔ یہاں پر اگر ہم ایجوکیشن کی بات کریں تو اس میں سکول ایجوکیشن کے لئے تقریباً 56۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جو کہ گزشتہ مالی رواں سال سے 71 فیصد زیادہ ہے۔ سکول ایجوکیشن میں گورنمنٹ نے بہت سارے initiatives لئے ہیں جن میں provision of missing facilities، نئے سکولوں کا قیام، سکالرشپ اور ٹیچر ٹریننگ شامل ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ بہت ہی اہم پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن ہے جس کے تحت ابھی 19 لاکھ بچوں کو تعلیم دی جا رہی ہے اور اس سال اس کے لئے 12۔ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے جس سے انشاء اللہ اگلے سال میں پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے 22 لاکھ beneficiaries ہوں گے۔ گزشتہ سال اگست یا ستمبر میں economists نے اپنے عشائیے میں وزیر اعلیٰ کے بارے میں لکھا تھا اور انہوں نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک revolutionary leader قرار دیا تھا۔ انہوں نے تعلیم کے لئے contribution کو خصوصی طور پر سراہا تھا اور PEEF کی خدمات کی بھی بہت زیادہ تعریف کی تھی۔ ایجوکیشن میں ہمارا دوسرا اہم pillar ہائر ایجوکیشن کا ہے۔ ہائر ایجوکیشن میں بہت سارے initiatives لئے گئے ہیں جن میں "شہباز شریف میرٹ سکالرشپ پروگرام"، چائنیز لینگویج کے لئے سکالرشپ

پروگرام، پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈز، لیپ ٹاپ کی سکیم، knowledge park اور IT یونیورسٹی کا قیام شامل ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ 103 نئے کالج بن رہے ہیں اور یونیورسٹیوں کو funding کی جا رہی ہے۔ جب ہم ایجوکیشن پر overall نظر ڈالتے ہیں تو اس میں existing system کو focus رکھا گیا ہے، جس نئی چیز کی ضرورت تھی اس کو ڈالا گیا ہے اور وہاں پر بہت ساری innovations لائی گئی ہیں۔ "شہباز شریف میرٹ سکالرشپ پروگرام" کے تحت غریب بچے اور بچیاں جو میرٹ پر باہر یونیورسٹی میں admission لیں گی ان کا ماسٹر اور پی ایچ ڈی کے لئے حکومت پنجاب انشاء اللہ تعالیٰ سکالرشپ دے گی۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کا تیسرا اہم pillar سپیشل ایجوکیشن ہے جس کے لئے ایک ارب روپیہ رکھا گیا ہے۔ ایک نیا سپیشل ایجوکیشن کالج بنایا جائے گا اس کے علاوہ کچھ سکول اپ گریڈ ہوں گے اور کچھ نئے سکول بھی بنائے جائیں گے۔ میں یہاں پر یہ تجویز دینا چاہوں گی کہ ہمیں سپیشل ایجوکیشن کے لئے فنڈز کو increase کرنا چاہئے کیونکہ ہمیں ان بچوں کو بھی ایجوکیشن کے equal rights دینے چاہئیں تاکہ وہ بھی معاشرے کے معاون شہری ثابت ہو سکیں۔ ان کو سکالرشپ دینے چاہئیں اور ان کے لئے ٹیچرز ٹریننگ کے پروگرام ضرور launch کرنے چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں ایک تجویز یہ بھی دینا چاہوں گی کہ ہمارے پاس district wise disable بچوں کا census ہونا چاہئے تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ کس ضلع میں کون سی disability کی ratio زیادہ ہے پھر اس حساب سے وہاں پر سکول بنائے جائیں اور اسی حساب سے ان کو سہولتیں دی جائیں۔ اس مقصد کے لئے ہم لوکل کونسل سے مدد لے سکتے ہیں یہ بہت important ہوگا۔ اس سے ہمیں یہ بھی معلوم ہو سکے گا کہ disability کی ratio کہاں زیادہ ہے ادھر ہمیں وہ ratio کم کرنے میں مدد ملے گی اور یہ ہیلتھ کے لئے بھی مددگار ثابت ہوگا۔

جناب سپیکر! ہمارا دوسرا اہم environment initiative کے حوالے سے ہے۔ میں اس کے بارے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ بہت important منسٹری ہے مگر اس کے لئے فنڈ کم رکھے گئے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ اس کے لئے funding بڑھائی جائے کیونکہ ہمیں climate changes کے issues آرہے ہیں جس کی وجہ سے سیلاب آتا ہے، weather extremes ہیں جس سے ہماری ایگریکلچر اور املاک کو نقصان ہو رہا ہے۔ ہمارے پاس ایک مثال بھوٹان کی موجود ہے جو انڈیا اور چائنا کے

درمیان ایک چھوٹا سا ملک ہے جو اس وقت Carbon negative country declare ہوا ہے۔ ان کا 75 فیصد ایریا جنگلات اور باغات پر مشتمل ہے۔ انہوں نے گزشتہ سال ایک چھوٹی سی activity کی۔ ان کے سو volunteer youth نے ایک گھنٹے کے اندر پچاس ہزار درخت لگائے جو ان کا ورلڈ ریکارڈ بھی ہے۔ ہمیں بھی اس طرح کے initiatives لینے چاہئیں۔ گورنمنٹ کو اس ڈیپارٹمنٹ پر funding میں اضافہ کرنا چاہئے اور اچھے طریقے سے اس کی سرپرستی کرنی چاہئے۔ میرا تعلق چونکہ ضلع چکوال کی تحصیل چوآ سیدن شاہ سے ہے وہاں پر ایک پرانا گدالا گارڈن ہے جو 100 ایکڑ پر مشتمل ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ تجویز دینا چاہوں گی کہ اس کو botanic garden بنایا جائے وہ علاقہ ٹورسٹ کے لئے بہت بڑی attraction ہے۔ وہاں پر کلر کہار ہے، کٹاس راج ہے، ملوٹ فورٹ ہے، کسک فورٹ ہے، نندناں فورٹ ہے اور یہ گدالا گارڈن ہے۔ اگر ہم اس کو ایک botanic garden بنائیں گے تو وہ ٹورسٹ کو attract کرے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے ریونیو میں بھی اضافہ ہوگا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں صرف چھوٹا سا comparison دینا چاہوں گی کہ ہمارا یہ بجٹ صرف الفاظ نہیں ہوتے بلکہ اس کو تیار کرنے میں بڑی محنت ہوتی ہے اس کے لئے پورا سال effort کی جاتی ہے جس کے لئے خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے خصوصی interest لیا۔ انہوں نے خود محنت کی اور بہت سے پراجیکٹس میں prices کم کیں تاکہ ہم وہ پیسا تعلیم اور صحت کے لئے خرچ کر سکیں۔ ان میں میٹرو بس پر 4.6۔ ارب روپے کی بچت ہوئی، حویلی بہادر شاہ میں 30 میگا واٹ کے پراجیکٹ پر 34.28۔ ارب روپے کی بچت ہوئی، بھکھی پاور پراجیکٹ پر 37.21۔ ارب روپے کی بچت ہوئی، اریگیشن میں ایک ارب روپے کی بچت ہوئی، safe cities project میں 4۔ ارب روپے کی بچت ہوئی، بلوکی پراجیکٹ میں 39.44۔ ارب روپے کی بچت ہوئی، "اپنا روزگار سکیم" میں 2.8۔ ارب روپے بچت ہوئی، صاف پانی پروگرام پر 25 کروڑ بچائے گئے، قائداعظم سولر پروگرام پر 21۔ ارب روپے کی بچت ہوئی، سالڈ ویسٹ مینجمنٹ پر 11۔ ارب روپے کی بچت ہوئی اور اورنج لائن ٹرین پر 8.5۔ ارب روپے کی بچت ہوئی۔ جو بسوں کی خریداری ہوئی اس میں 2.76 کروڑ روپے کی بچت ہوئی اور اس کے علاوہ پورے سال Austerity Measures لئے جاتے ہیں۔ ایک Austerity Committee ہے جو non-development کی تمام purchases پر strict check رکھتی ہے، ان آئٹم کو چیک کیا جاتا ہے کہ اس کی ضرورت ہے یا نہیں پھر اس کی خریداری کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ خادم اعلیٰ نے کروڑوں عوام کے لئے اربوں روپیہ بچایا ہے۔ میں آخر میں آپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتی ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمارے نیک ارادوں میں کامیاب کرے۔(آمین) بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب آصف محمود!

جناب آصف محمود: اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنی budget debate کے اندر سب سے پہلی تجویز جو آپ سے related ہے وہ دینا چاہوں گا۔ وہ یہ ہے کہ آپ اس تقریر کا duration تھوڑا سا بڑھا دیا کریں کیونکہ پانچ منٹ کے اندر یا تو بجٹ کے اوپر بات کر لیں یا اپنے حلقوں کے رونے رولیں۔ یہاں پر ایک نئی منطق یہ بھی نکل آتی ہے کہ جب ہمارے حکومتی ممبران کھڑے ہوتے ہیں اور جمعہ والے دن میرے مرحوم colleague جناب محمد صدیق خان جو اس دن ہمارے ساتھ یہاں پر بیٹھے تھے۔ ان کے آخری الفاظ اس ہاؤس میں سپیکر صاحب سے یہی تھے کہ "جناب سپیکر! آپ neutral رہا کریں۔" میرا آپ سے شکوہ نہیں ہے لیکن میں اپنی باری کا انتظار کر رہا تھا کہ جب سپیکر صاحب جو ہمارے بزرگ بھی ہیں، محترم بھی ہیں میں ان کی موجودگی میں یہ بات کرتا کہ جب اُدھر سے کوئی قصیدہ گوئی ہو رہی ہوتی ہے[*********]

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ یہ ان کے بارے میں کہنا ٹھیک نہیں ہے۔ سپیکر صاحب کے بارے میں کہے گئے الفاظ حذف کر دیئے جائیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کے لئے ہم سب برابر ہونے چاہئیں۔ یہاں یہ روایت ہو گئی ہے کہ بجٹ سے ہٹ کر تنقید اور گفتگو کی جاتی ہے، ہمارے یہاں پر ایک ممبر ہیں جو ہمارے خان صاحب کے بارے میں گفتگو اور تنقید کرتے رہے ہیں پھر ہم بھی ان چیزوں کو چھوڑ کر تنقید شروع کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ بجٹ تقریر پر آ جائیں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! میں بجٹ تقریر پر آتا ہوں۔ پنجاب حکومت نے یہ چوتھا بجٹ پیش کیا۔ یہ الفاظ اور اعداد و شمار کا گورکھ دھندا ہے۔ یہاں پر محترمہ وزیر خزانہ بیٹھی ہوئی ہیں یہ بتائیں کہ جو آپ نے پچھلے اہداف رکھے تھے انہیں کتنا پورا کیا ہے جو نئے سرے سے اربوں روپے کے بڑے بڑے پراجیکٹس بتا دیئے گئے؟ یہاں پر معزز پارلیمانی سیکرٹری بیٹھے ہیں میں اپنے ضلع کے حوالے سے کوئی دو چار باتیں کر دیتا ہوں۔ بڑے بڑے پراجیکٹس کی بات کرتے ہیں میں آپ کو چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ گزشتہ سال آپ نے جو بجٹ spend کیا، ہائر ایجوکیشن کا بجٹ ہی لے لیں میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میٹرو اوران اللے تللے پراجیکٹس پر آپ نے اس سے زیادہ رقم خرچ کی ہے۔ میں ایک بڑی حیران کن بات یہ بھی بتاؤں گا کہ راولپنڈی اور اسلام آباد کا جو میٹرو پراجیکٹ تھا اس کے حوالے سے ہمارے ایک ممبر کا گزشتہ دنوں سوال آیا جو take up نہیں ہو سکا۔ وہ سبسڈی کے حوالے سے تھا اور میں حیران ہو گیا کہ اس کے اندر سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ حکومت پنجاب نے اس پراجیکٹ کے لئے کیا بیرون ملک سے کوئی قرضہ لیا، اگر نہیں لیا تو یہ جو سبسڈی دی جا رہی ہے کس کو دی جا رہی ہے اور کیوں دی جا رہی ہے؟ اس کا جواب آتا ہے کہ حکومت پنجاب نے پورا پراجیکٹ اپنے own پر مکمل کیا اور کوئی قرضہ کسی سے نہیں لیا گیا لیکن اس روٹ پر چلنے والی بسیں پلیٹ فارم نامی ترکی کی ایک کمپنی نے مہیا کیں لہٰذا پنجاب حکومت یہ سبسڈی 325 روپے فی کلو میٹر کے حساب سے اس ترکش کمپنی کو دے رہی ہے۔ مجھے آپ یہ بتائیں کہ یہاں financial experts اور خود پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، یہ کون سا کاروبار ہے کہ آپ 70- ارب روپے ایک پراجیکٹ پر لگائیں اور اس میں 68 کروڑ روپے کی انوسٹمنٹ کے عوض آپ دن میں 35 سے 37 لاکھ روپے سبسڈی کی مد میں ترکش کمپنی کو دے دیں؟

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہ چیزیں ہیں جن سے آپ کا محاسبہ ہونا ہے پھر آپ یہ کہیں گے کہ جمہوریت کے دشمن باہر نکل آئے اور سڑکوں پر آ گئے۔ جب آپ اس قوم اور غریب عوام کے وسائل کو utilize کرتے ہیں تو خدارا اتنی بے دردی سے استعمال نہ کریں۔ نیلسن منڈیلا کی کہاوت ہے کہ جو سیاستدان ہوتا ہے وہ اپنے الیکشن کو دیکھتا ہے لیکن جو لیڈر ہوتے ہیں وہ اپنی آنے والی نسلوں کو دیکھتے ہیں۔ یہاں پر جتنے لوگ حکومتی بنچوں پر بیٹھ کر گفتگو کرتے رہے ان کا focus یہی تھا کہ 2018 میں مزہ آ جائے گا اور 2018 میں پتا چل جائے گا۔ خدا کے بندو پچھلے 30 اور 35 سال سے ان حکومتوں اور ایوان کے اندر کون بیٹھا ہوا ہے؟ آپ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور آج بھی آپ کے الفاظ کیا ہیں، کر دیں گے، ہو جائے گا، انشاء اللہ، ماشاء اللہ۔ جب میں اس ایوان کے اندر بیٹھتا ہوں تو ان کی گفتگو سنیں

جب یہ بڑی بڑی مبارکیں شروع کرتے ہیں اور بڑی لمبی چوڑی مبارکیں دے رہے ہوتے ہیں۔ تھوڑی دیر پہلے ہمارے سینئر پارلیمنٹیرین جناب مناظر حسین رانجھا نے آتے ہی ہمیں convince کرنے کی کوشش کی۔ دیکھیں "کوئی جانے نہ جانے بات تو سارا جہان جانے ہے" انہوں نے شروع میں ہمیں convince کیا کہ ان کو پتا نہیں چل رہا کہ وزیراعلیٰ بڑا کام کر رہے ہیں لیکن آپ انہی کی تقریر کے آخری چار منٹ لے لیں تو جتنا رونا انہوں نے رویا تو شاید اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھے کسی بھی ممبر نے نہیں رویا۔ بات یہ ہے کہ ہمیں یہ decide کرنا ہے کہ کیا ہم عوامی نمائندے ہیں یا ہم اپنی لیڈر شپ کے نمائندے ہیں؟ ٹھیک ہے کہ لیڈر شپ اور پولیٹیکل پارٹی سے ہماری affiliation ہے لیکن سب سے پہلے پاکستان ہے، سب سے پہلے وہ جن لوگوں نے ووٹ دے کر ادھر پہنچایا ہے، آپ حق سچ کی بات کریں، ماسوائے اگلی دو لائنوں کے اندر جو لوگ بیٹھے ہوتے ہیں پیچھے جتنے لوگ ہیں ان کے چہرے بتا رہے ہوتے ہیں کہ ان کے کیا حالات ہیں۔ خدارا اللہ پر یقین رکھیں، عزت اور ذلت رب کے اختیار میں ہے اسی نے عزت دینی ہے اور اسی نے ذلت دینی ہے اور انسان کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے at least ان لوگوں کی جن کی آپ نمائندگی کرنے آئے ہیں ان کی ضرور بات کیا کریں۔

جناب سپیکر! میں اپنے حلقے کے حوالے سے پچھلے تین سال سے بات کر رہا ہوں۔ میرے حلقہ میں ایک بوائز کالج بھی نہیں ہے، نہ صرف میرے حلقے میں بلکہ پورے NA constituency کے اندر گورنمنٹ کا کوئی ایک بوائز کالج نہیں ہے۔ چودھری پرویز الٰہی نے 2007 میں اس کا initiative لیا تھا۔

جناب سپیکر! تیسرا سال ہے میں ہر سال اس کی نشاندہی کرتا ہوں اور ہم لوگوں نے اس پر بڑا احتجاج کیا تو ابھی last month مجھے یہ خبر ملی ہے کہ اس پر بجٹ کے اندر کچھ پیسے رکھے گئے ہیں۔ میں نے 2013 میں اسی کالج کے حوالے سے سوال کیا تھا تو اس کے جواب میں آیا تھا کہ ہم نے 3 کروڑ 42 لاکھ روپے کی رقم خرچ کی ہے، اس کے لئے 18 لاکھ روپے کی رقم چاہئے تھی لیکن سیاسی بناء پر وہ رقم مہیا نہیں کی گئی لیکن اب اسی کالج کے لئے 4 کروڑ روپے کی رقم مزید چاہئے جو کہ 18 لاکھ روپے میں بن رہا تھا۔ اب اس خسارہ کا کون ذمہ دار ہے؟ ابھی اس کو ADP میں شامل کیا گیا ہے لیکن اس پر ایک کروڑ روپے سالانہ خرچ ہوگا مطلب! ہم چار سال مزید بیٹھ جائیں۔ ہمیں نہیں پتا کہ اگلے دو سال بعد یہاں پر کون آکر بیٹھے گا پھر وہ ان کالجوں کے ساتھ کیا کرے گا؟ میری ان سے ایک درخواست ہے کہ ڈھوک سیداں کے اندر یہ بوائز کالج بننے جا رہا ہے اور اگر آپ نے ADP میں ایک کروڑ روپے رکھوایا ہے تو

کوشش کریں پچھلے دس سالوں سے یہ مسئلہ چل رہا ہے اس کو settle کروادیں۔ این اے۔54 میں پی پی۔9 میرا حلقہ ہے اور اس میں کوئی ایک ہسپتال بھی موجود ہے اور نہ ہی کوئی ڈسپنسری موجود ہے۔ یہ شہر کا حلقہ ہے لیکن یہاں دیہاتی علاقوں کے ممبران جو کھڑے ہو کر بات کرتے ہیں تو یقین کریں کہ بڑا رشک آتا ہے کہ ان کے حلقوں میں جاکر دیکھیں کہ وہ کون سے ادارے ہیں، وہ کون سی حکومتیں ہیں جو وہاں پر کام کر رہی ہیں جس سے بڑا خوبصورت scene create ہوتا ہے۔ ہمارے تو شہروں کے اندر بلکہ میرے اپنے حلقے کے اندر تین سکولوں کی بلڈنگز نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس پر "ای ڈی او"، "ڈی سی او" اور سارے صاحبان سے مل چکا ہوں لیکن اس کی تو کوئی سکیم approve نہیں ہوتی اور آپ سارے فنڈز اٹھا کر اورنج لائن ٹرین پر لگا دیتے ہیں جب یہ ختم ہو گی تو کوئی نئی ٹرین آجائے گی۔ آپ ذرا اپنا تھوڑا سا محاسبہ تو کریں کہ آپ یہ کر کیا رہے ہیں؟ آپ جو رقم ہیلتھ اور ایجوکیشن کے لئے رکھتے ہیں اس میں سے 40سے50 فیصد spend کرتے ہیں لیکن آپ ٹرانسپورٹ کے شعبہ پر پانچ گنا زیادہ exceed کر جاتے ہیں۔ آپ نے پچھلی دفعہ minority کے لئے فنڈز رکھا، میں پڑھ کر حیران ہوا کہ ایک ارب روپے کے فنڈز میں سے پانچ کروڑ روپے خرچ نہیں کئے اور وہ فنڈز اٹھا کر اورنج لائن ٹرین کے اندر لگا دیا۔ خدارا یہ وہی چیزیں ہیں، اگر آپ 2018 کے اندر لوگوں کو ایجوکیشن دے دیں گے تو شاید انہیں شعور آئے گا کہ ان کے ساتھ یہ ہوتا کیا ہے کہ دکھایا کچھ جاتا ہے اور کیا کچھ جاتا ہے "ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور دکھانے کے"

جناب سپیکر! میں آخر میں گزارش کروں گا اور ہر سال یہ بات کرتا ہوں کہ میرے پورے حلقے کے اندر پانی نہیں ہے۔ صاف پینے کے پانی کا منصوبہ آپ کا ہوگا، میں صرف پانی کی ڈیمانڈ کر رہا ہوں کیونکہ پورے حلقے کے اندر پانی نہیں ہے۔ خدارا ویسے تو روایت ہے کہ ہم سے ہارے ہوئے لوگ کمیٹیوں کی میٹنگ کے اندر بیٹھتے ہوتے ہیں۔ مجھے تو آج ضلع راولپنڈی کے کسی "ڈی سی او" نے کسی ایک کمیٹی میٹنگ میں نہیں بلایا۔ یہاں تک کہ ہمیں لاء اینڈ آرڈر پر نہیں پوچھتے ہیں اور جو موصوف وہاں پر جاکر بیٹھتے ہیں ان کو اللہ پاک توفیق دے کہ وہ پینے کے پانی کے لئے چار سے چھ ٹیوب ویل کی سکیمیں دلوائیں اور وہ اپنے کسی بندے کی تختی لگادیں لیکن خدارا یہ کام کر دیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں گزارش کرتا ہوں کہ میرے حلقے میں قبرستان کا مسئلہ بہت شدید ہے اور پچھلی دفعہ وزیر خزانہ نے کہا تھا کہ 543 قبرستانوں کے لئے رقم رکھی ہوئی ہے اور ہم یہ رقم

خرچ کریں گے لیکن وہ بھی spend نہیں ہوئی۔ آپ مرے ہوئے لوگوں پر تو رحم کریں اور ٹرینوں اور بسوں کے لئے ان کی مختص شدہ رقم نہ لے کر آئیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ فوزیہ ایوب قریشی !

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: شکریہ۔ جناب سپکر! میں اپنی بات ایک شعر سے شروع کروں گی کہ:

دشوار تر ہے جن کے لئے روز و شب کا بوجھ
ان کے لئے حیات کو آساں کریں گے ہم

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کروں گی جنہوں نے اتنے مشکل حالات میں اپنے ملک کو ترقی اور استحکام کی راہ پر گامزن کیا۔ الحمدللہ بجٹ برائے مالی سال 17-2016 اس بات کا ثبوت ہے کہ ہماری حکومت نے بجٹ مرتب کرتے ہوئے ہر شعبہ زندگی کو مدنظر رکھا۔ یہ عوام دوست بجٹ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ لوگ خوشحال ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں اپنی بہن وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا کو سلام پیش کرتی ہوں کہ جن کی شب و روز محنت سے مالی سال 17-2016 کا کامیاب بجٹ پیش کیا گیا اور مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کی ضروریات کا خیال رکھا یہ بجٹ عوام کی صحت، تعلیم کی سہولتیں مہیا کرنا اور روزگار میں اضافہ، قرضوں کی فراہمی اور پنجاب کے نوجوانوں کو آگے بڑھنے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ طالبات کے لئے وسیلہ تعلیم کے ذریعے بھی اور ان کے وظائف کی پروموشن کے لئے بھی بہت زیادہ فنڈز رکھا گیا۔ پنجاب میں تعلیم کی ترقی کے لئے مزید فنڈز رکھے گئے ہیں۔ زراعت کی بہتری اور کاشتکاروں کی خوشحالی کے لئے کسان package کا اعلان اور 100۔ ارب روپے کے اس package کو آئندہ مالی سال میں 50۔ ارب روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔ پنجاب زراعت کے حوالے سے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔۔۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ایوان میں کوئی منسٹر موجود نہیں ہے آپ ذرا ان کی سنجیدگی دیکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود ہیں۔

جناب محمد عارف عباسی: چلیں! کورم تو ہم پوائنٹ آؤٹ نہیں کرتے، یہ ہمارا آپس میں agreement ہے لیکن کم از کم وزراء، پارلیمانی سیکرٹریوں کو تو یہاں پر موجود ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عارف عباسی صاحب! شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ فرمائیں!

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی: جناب سپیکر! ہمارا صوبہ پنجاب زراعت کے حوالے سے ایک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ بہاولپور سے میرا تعلق ہے، بہاولپور بھی ایک زرعی علاقہ ہے، یہاں کے کسان دن رات محنت کرتے ہیں اور اپنے دو وقت کا گزارا کرتے ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو appreciate کروں گی کہ اس بجٹ میں انہوں نے اپنے کسان بھائیوں کا بہت زیادہ خیال کیا ہے۔ میں محترمہ وزیر خزانہ کی اس بات کی طرف توجہ دلاؤں گی کہ سپورٹس پر زیادہ توجہ دی جائے کیونکہ ہمارے نوجوانوں میں بے روزگاری بہت زیادہ ہے جس کی وجہ سے ان کا رجحان منشیات اور غلط کاموں کی طرف زیادہ بڑھ گیا ہے اور جب تک ہم نوجوان نسل کو کھیل کے مواقع فراہم نہیں کریں گے تب تک ہمارے صوبے میں بہتری نہیں آ سکتی۔ خواتین بھی ہماری آبادی کا نصف حصہ ہیں، معاشرے کی ترقی اور ملک کی خوشحالی کے لئے خواتین کو ہر شعبہ میں شریک کرنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! خواتین کی بہبود و ترقی کے لئے حکومت پنجاب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ہر ممکن کوشش کی ہے، کہیں پر بھی خواتین کو پیچھے نہیں چھوڑا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ خواتین کے لئے روزگار کے لئے ہنر مند بنانے کے لئے ٹیوٹا انسٹیٹیوٹ ہو یا ووکیشنل ٹریننگ سنٹر اسی کا ثبوت ہے۔ سرکاری ملازمتوں میں خواتین کے لئے 15 فیصد کوٹا مقرر کرنا بھی خواتین کے لئے بڑا احسن اقدام ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں بہاولپور کے حوالے سے تھوڑی سی بات ضرور کروں گی کہ بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال کے ساتھ جو روڈ جا رہی ہے وہاں روزانہ کے حادثات ایک معمول بن چکا ہے، میں نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا ہے اور آج پھر دوبارہ یہ گزارش کروں گی کہ وہاں پر ایک انڈر پاس یا فلائی اوور کا بننا بہت ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ محترمہ جوئیس روفن جولیس۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سکولز ایجوکیشن (محترمہ جوئیس روفن جولیس): جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ 17-2016 پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور محترمہ وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ایک بہت ہیوی بجٹ عوام کے لئے پیش کیا ہے۔ میں یہاں پر مختصر طور پر ایجوکیشن پر بات کروں گی، ہمارے اپوزیشن لیڈر نے یہاں پر جو بات کی، بار بار انہوں نے انڈیا کا ذکر کیا لیکن میں یہاں پر انہیں بتاتی ہوں کہ جب پاکستان بنا،

انڈیا، پاکستان اور سری لنکا کے اندر مشنری ادارے کام کر رہے تھے۔ اس وقت پچاس فیصد گورنمنٹ ادارے کام کرتے تھے اور پچاس فیصد مشنری ادارے کام کرتے تھے۔ ہماری بدنصیبی یہ ہوئی کہ پیپلز پارٹی نے تمام مشنری اداروں کو نیشنلائز کر دیا جس کی وجہ سے ترقی رُک گئی۔ سری لنکا کے اندر ایسا نہیں ہوا، انڈیا کے اندر بھی نہیں ہوا بلکہ میں یہاں پر بتاتی ہوں کہ وہاں پر اس وقت ایجوکیشن میں چار سیکٹر کام کر رہے ہیں۔ ایک پرائیویٹ سیکٹر، گورنمنٹ سیکٹر، سیمی گورنمنٹ کا سیکٹر اور اس کے علاوہ مشنری اداروں کا سیکٹر بھی کام کر رہا ہے۔ مشنری اداروں کو انہوں نے اتنی ترجیح دی ہے کہ ہر سال وہاں کی حکومت کے مقرر کردہ سکیلوں کے مطابق ان کو آٹھ ٹیچرز کی تنخواہ دیتی ہے تاکہ پرائیویٹ، مشنری ادارے اور این جی اوز مل کر کام کریں۔ یہاں پر میاں شہباز شریف نے کوئی ایسی پالیسی نہیں اپنائی جس کو بین الاقوامی طور پر تسلیم نہ کیا گیا ہو۔ انہوں نے یہاں پر Four Sector Programme شروع کیا ہے۔ پرائیویٹ اداروں کے لئے بل پاس کروایا ہے تاکہ وہ اپنی من مانی نہ کر سکیں لیکن انہیں کام کرنے کا موقع ضرور دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے گورنمنٹ کے اداروں کو اپ گریڈ کیا ہے اور سب سے بڑھ کر میں، میاں محمد شہباز شریف کے ساتھ، میاں محمد نواز شریف اور مریم نواز شریف کو یہ credit دیتی ہوں کہ گورنمنٹ کے سکولوں میں انہوں نے مونٹسری سکولوں کو شروع کیا ہے۔ سری لنکا میں 98 فیصد شرح خواندگی ہے اس لئے کہ ان کا مونٹسری سکول سسٹم بہت زیادہ strong ہے۔ چار سال سے لے کر نو سال کے بچے کے لئے انہوں نے سات سال کی مونٹسری ٹریننگ رکھی ہوئی ہے۔ ایف اے، بی اے میں ان کی ٹریننگ ہوتی ہے۔ جس طرح ہمارے ہاں بی ایڈ میں ٹریننگ دی جاتی ہے، وہ مونٹسری کے subject اس میں پڑھاتے ہیں۔ بچے کو ایک خوبصورت ماحول وہ provide کرتے ہیں جس کی وجہ سے سو فیصد enrolment یقینی بن جاتی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات جو میں یہاں پر کروں گی وہ اپنی minorities کے متعلق کروں گی۔ میں میاں محمد شہباز شریف کو ہمیشہ وزیر اعلیٰ minorities کا کہتی ہوں جنہوں نے پانچ فیصد انڈوومنٹ فنڈ میں minorities کے لئے سکالرشپس رکھے ہوئے ہیں۔ ہم شمعون کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب کے شکر گزار ہیں کہ ایک مزدور کے بچے کو انہوں نے انجینئر بنا دیا ہے اور ہر سال اس کو ڈیڑھ لاکھ روپیہ دیا۔ آپ آ کر ریکارڈ دیکھ لیں، ہر چیز آپ کے سامنے آ جائے گی۔ دوسری چیز جو میں بتانا چاہتی ہوں کہ وہ میگا پراجیکٹس جو وزیر اعلیٰ نے ہمیں دیئے ہماری رہائش گاہ سے تھوڑے فاصلے پر ہیں۔ این اے۔98 میں فرانسیسا آباد کے لئے انہوں نے 12 کروڑ روپے مختص کئے تھے، یہ واسا کی

feasibility تھی جس پر سات کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں اور باقی ہمارا پانچ کروڑ روپیہ اگر اس بجٹ میں مل جائے تو ہمارا کام مکمل طور پر complete ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری وزیراعلیٰ، محترمہ وزیر خزانہ اور پارلیمانی سیکرٹری جو اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں ان سے یہ درخواست ہے کہ minorities fund میں سے خدمت کارڈ کا اجراء کیا جائے۔ ہیلتھ کے لئے جو سکیمیں ہیں اس کی جگہ پر شروع کیا جائے minorities کو خدمت کارڈ دیا جائے۔ کرسمس فنڈ کا طریق کار بھی minorities کے لئے بدلا جائے، وزیراعلیٰ کو میں اس forum سے درخواست کرتی ہوں کہ پنجاب کی عوام کو کرسمس کے موقع پر جب ہم کیک کٹنگ کرتے ہیں، وزیراعلیٰ غریب وغرباء کے لئے کرسمس فنڈ دیتے ہیں، انہیں یہ کیش کی صورت میں وہاں پر مہیا کر دیا جائے تو انہیں بنکوں کے چکر نہیں لگانے پڑیں گے۔

جناب سپیکر! تیسری بات جو میں یہاں پر کرنا چاہتی ہوں، جب پاکستان بنا تھا تو آپ کو پتا ہے کس قسم کے حالات تھے، کتنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنا پڑا، ایف سی کالج کے اندر ایک ہسپتال کرسچئن نرسوں نے کھولا ہوا تھا، جہاں پر زخمی آتے تھے اور ان کی مرہم پٹی وہی کرسچئن نرسیں کرتی تھیں لیکن اب میڈیکل کالجز اور نرسنگ میں میرٹ اتنا زیادہ ہو گیا ہے کہ ہمارے بچے وہاں پر داخل نہیں ہو سکتے۔ ہمارے بچے غریب ہیں وہ اتنی زیادہ ٹیوشن ادا نہیں کر سکتے۔ پنجاب میں ہماری کرسچئن کمیونٹی بہت غریب ہے، وزیراعلیٰ سے ہمیشہ میری یہ درخواست رہی ہے کہ وہ میڈیکل کالجز کے اندر، نرسنگ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میں ہم مسیحیوں کے لئے کوٹا مقرر کریں، جس طرح سے انہوں نے ملازمتوں میں کیا ہوا ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ ملک سیف الملوک کھوکھر!

ملک سیف الملوک کھوکھر: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ پر اظہار خیال کا موقع فراہم کیا ہے۔ وزیر خزانہ ڈاکٹر عائشہ غوث پاشا، وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں صوبہ پنجاب کا مالی سال 17-2016 کا متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ بھی کارنامہ، اعزاز ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت نے لگاتار نواں بجٹ پیش کیا ہے۔ یہ نواں بجٹ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کی بہتر پالیسیوں کا نتیجہ ہے اور میاں محمد شہباز شریف وزیراعلیٰ پنجاب کی انتھک محنت کا نتیجہ ہے۔ 1681۔ارب روپے سے زائد کا بجٹ میں صوبہ پنجاب کے تمام شعبہ ہائے زندگی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس بجٹ میں تعلیم کے تمام شعبہ جات کو بہت اہمیت دی گئی ہے اور ان تمام کے لئے 312۔ارب

روپے سے زائد کی کثیر رقم مختص کی گئی ہے۔اس سے ایجوکیشن سیکٹر کے ہر حصہ کو cover کیا جائے گا۔ تعلیم کے فروغ، ذہین بچوں کی حوصلہ افزائی کے لئے انہیں لیپ ٹاپ، سولر لیمپ، وظائف اور تعلیمی دورے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں نمایاں جگہ رکھتے ہیں اس کے لئے مزید رقم مختص کرنا بھی حکومت کی تعلیم دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جناب سپیکر!اس متوازن بجٹ میں مسلم لیگ(ن) کی حکومت نے صحت کے لئے مجموعی طور پر 147۔ارب روپے کی کثیر رقم مختص کی ہے۔ میرے قائد میاں محمد شہباز شریف جس طرح شعبہ صحت میں دن رات محنت کر رہے ہیں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتی کہ جس کے نتیجہ میں نہ صرف شہروں کے ہسپتال میں عوام کے علاج معالجہ کے لئے ادویات موجود ہیں بلکہ دیہاتوں کے BHUs اور قصبوں کے RHCs میں بھی عوام کی سہولت کے لئے ڈاکٹر اور ادویات موجود ہیں۔ شعبہ صحت کے حوالے سے اس بجٹ میں ہیلتھ انشورنس، ایمبولینس، ماں اور بچے کی صحت، جگر اور گردوں کی پیوند کاری، ڈائیلسز، موبائل ہیلتھ یونٹس و دیگر بے شمار ترقیاتی منصوبوں پر کام کیا جا رہا ہے۔انشاء اللہ یہ منصوبے پایۂ تکمیل کو پہنچیں گے اور عوام کو سہولیات ملیں گی۔

جناب سپیکر! پانی کا انتہائی اہم منصوبہ جس کے لئے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں 30۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اور یہ منصوبہ صوبہ پنجاب کی عوام کی صحت کا ضامن ثابت ہوگا اور اس کے بہتر نتائج ملیں گے۔ میاں محمد شہباز شریف نے حقیقی خادم اعلیٰ کا ثبوت دیتے ہوئے جس طرح دن رات محنت کر کے ڈینگی کا خاتمہ کیا ہے اسی جوش و جذبے سے ان کی خواہش ہے کہ ہیپاٹائٹس، پولیو اور گردوں کی بیماریوں کا بھی خاتمہ ہو۔

جناب سپیکر! دہشت گردی کے خاتمہ اور امن و امان کے حوالے سے 145۔ارب 50 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے جو ایک احسن قدم ہے۔ انشاء اللہ یہ رقم صوبہ پنجاب میں دہشت گردی کے ناسور کو جڑ سے اکھاڑنے اور امن کی بحالی میں اہم کردار ادا کرے گی اور ہمارے قانون نافذ کرنے والے اداروں کے افسران و اہلکاران بھی میاں محمد شہباز شریف کے وژن کے مطابق کام کریں گے۔ جیسا کہ آرمی چیف نے وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے وژن کے مطابق کام کیا اور اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان میں دہشت گردی کا خاتمہ کیا۔ حکومت اور قیادت مبارکباد کی مستحق ہے کہ میٹرو بس سروس کے ذریعے لاکھوں افراد روزانہ کی بنیاد پر کم خرچ میں بہترین سفری سہولیات حاصل کر رہے ہیں۔ لاہور میں 27.1 کلو میٹر ٹریک پر اورنج لائن ٹرین کے منصوبے پر کام شروع ہے اس

حوالے سے متاثر ہونے والے بے شمار لوگوں کو ان کی زمین، مکان، دکان یا کاروباری جگہ کی قیمتیں ادا کی جا چکی ہیں۔ انشاء اللہ یہ منصوبہ اپنے مقررہ وقت میں مکمل ہو جائے گا اور یہ ایک ایسا منصوبہ ہو گا جو صرف لاہور نہیں بلکہ پورے پاکستان میں شاہکار ہو گا اور نت نئی ترقی کی راہیں کھولے گا۔ ایک دن آئے گا کہ اس منصوبے کی مخالفت کرنے والے بھی اس کی تعریف کریں گے جیسا کہ موٹروے کی مخالفت کرنے والے آج موٹروے کی تعریف کر رہے ہیں۔ اورنج لائن ٹرین کے حوالے سے میں کہتا ہوں کہ قائد وہی ہوتا ہے جو قائدانہ اور دلیرانہ فیصلے کرے۔

جناب سپیکر! میں یہاں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کے دلیرانہ فیصلوں کو سراہتا ہوں اور سلام کرتا ہوں جیسے پنجابی کی کہاوت ہے کہ "ویلے دی نماز کویلے دیاں ٹکراں" یعنی وقت پر فیصلہ ہی کامیابی کی دلیل ہے۔ کسانوں کو جو package دیا گیا ہے اس پر میں میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں چونکہ میں ایک زمیندار ہوں اس لئے مجھے پتا ہے کہ زمیندار کو جو سہولتیں دی گئی ہیں ان کی کوئی مثال نہیں ملتی، بہت مہربانی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ، ڈاکٹر نوشین حامد!

ڈاکٹر نوشین حامد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس دفعہ پھر پچھلے کئی سالوں کی طرح بڑے attractive figures سے دے کر بجٹ پیش کیا گیا ہے مگر میں سمجھتی ہوں کہ پچھلے سالوں کے track record کی طرح جس طرح پچھلے سال 400۔ ارب روپے کا ایک ڈویلپمنٹ بجٹ پیش کیا گیا تھا لیکن اس کے اندر حکومت کی capacity اتنی تھی کہ وہ صرف 236۔ ارب روپے خرچ کر سکی۔ اگر اس capacity کے ساتھ یہ والا بجٹ دوبارہ پیش کیا جائے گا جس میں 550۔ ارب روپے ڈویلپمنٹ بجٹ رکھا گیا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ حکومت کی capacity ہے ہی نہیں کہ وہ اس کو fulfil کر سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے وزیراعلیٰ تقریباً 18 کے لگ بھگ ڈیپارٹمنٹس سنبھال کر بیٹھے ہوئے ہیں، ایک انسان کتنا ہی محنتی کیوں نہ ہو مگر وہ اتنے سارے ڈیپارٹمنٹس کو نہیں دیکھ سکتا۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ اس بجٹ کی proper utilization ہو تو پھر competent لوگوں کو ان ڈیپارٹمنٹس کی powers دی جائیں۔

جناب سپیکر! ہر بجٹ گورنمنٹ کی priorities کی reflection ہوتا ہے اس دفعہ کے بجٹ میں محترمہ وزیر خزانہ کی تقریر کے مطابق ایجوکیشن، ہیلتھ، واٹر اینڈ سینی ٹیشن، وومن ڈویلپمنٹ اور سوشل ویلفیئر کی ڈویلپمنٹ کا مجموعی بجٹ 168۔ ارب 87 کروڑ روپے ہے۔ دوسری طرف دیکھیں

کہ اورنج لائن ٹرین جس سے صرف اڑھائی لاکھ لوگوں کو فائدہ ہونا ہے اس کے لئے وہ سمجھتے ہیں کہ 200-ارب روپیہ ضروری ہے۔ ایک طرف بارہ کروڑ عوام کے لئے ان پانچ اہم ڈیپارٹمنٹس کے لئے 168-ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے اور دوسری طرف صرف اڑھائی لاکھ لوگوں کے لئے 200-ارب روپے کا بجٹ رکھا گیا ہے، اسی ایک figure سے گورنمنٹ کی priorities نظر آ جاتی ہیں۔ رورل روڈز پروگرام کے لئے 27-ارب روپیہ رکھا گیا ہے لیکن اورنج لائن ٹرین کے لئے 200-ارب روپیہ رکھا گیا ہے آپ خود comparison دیکھ لیں تو آپ کو گورنمنٹ کی priorities نظر آ جائیں گی۔

جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے تھوڑی سی best practices کی examples رکھنا چاہتی ہوں کہ اگر کسی گورنمنٹ کی priority ایجوکیشن اور ہیلتھ ہو تو اس کا بجٹ کیسا ہوتا ہے۔ پنجاب کا ہیلتھ بجٹ 12 کروڑ عوام کے لئے صرف 45-ارب روپے ہے جبکہ خیبر پختونخوا کا ہیلتھ بجٹ 3 کروڑ عوام کے لئے 38-ارب روپے ہے، یہاں سے priorities نظر آتی ہیں۔ اسی طرح ایجوکیشن کے لئے خیبر پختونخوا میں پچھلے سال کا بجٹ 19 فیصد تھا اب اسے بڑھا کر 27 فیصد کر دیا ہے جبکہ پنجاب میں ایجوکیشن کے لئے 21.4 فیصد سے decrease کر کے 19 فیصد کر دیا ہے اور یہ مسلسل دوسرا سال ہے کہ ایجوکیشن کے بجٹ میں کمی واقع ہو رہی ہے۔ خیبر پختونخوا کی performance اس سے نظر آتی ہے کہ ستمبر 2015 سے لے کر مارچ 2016 کے درمیان چونتیس ہزار سٹوڈنٹس جو پرائیویٹ سکولز میں جا رہے تھے انہوں نے پرائیویٹ سکولز چھوڑ کر گورنمنٹ سکولز میں admission لے لیا ہے، یہاں سے آپ کو گورنمنٹ کی priorities نظر آتی ہیں۔

جناب سپیکر! اس وقت جو ہیلتھ سسٹم ہے ہسپتالوں پر اتنا زیادہ بوجھ ڈال دیا گیا ہے کہ وہ patients کو cater نہیں کر پا رہے۔ اس کے دو طریقے ہوتے ہیں کہ آپ اپنے ہسپتالوں کی capacity بڑھا دیں یا پھر آپ preventive health پر خرچ کریں تاکہ مریضوں کی تعداد کم ہو جائے اور ہسپتالوں پر بوجھ کم ہو جائے۔ یہاں پر بار بار preventive health کے لئے سفارشات دی جاتی رہی ہیں مگر مجھے اس بجٹ میں ایسی کوئی چیز نظر نہیں آ رہی کہ preventive health پر focus کیا گیا ہو۔ میں نے بھی ایک تجویز دی تھی بلکہ یہاں پر قرارداد پاس ہوئی تھی مگر اس کی بھی بجٹ میں کوئی reflection نظر نہیں آتی، cervical cancer ایک ایسا کینسر ہے جو خواتین میں بہت common ہے اور پاکستان ان دس ممالک میں آتا ہے جہاں اس کا سب سے زیادہ incidences ہے یہ واحد کینسر ہے جس کی prevention ایک vaccine simple سے possible ہے۔ اس وقت World

Health Organization اس کے لئے فنڈز دینے کو تیار ہے اور ہم نے بھی اس وقت جو خسارے کا بجٹ پیش کیا ہے اس میں 114۔ ارب روپیہ foreign funding کے لئے رکھا ہے اگر ہم اس طرح کے preventive health measures کے لئے ان چیزوں کو focus کریں تو ہماری جو اتنی خواتین suffer کرتی ہیں جن کے لئے ہسپتالوں میں proper treatment ہے اور نہ ہی ہسپتالوں میں اتنی capacity ہے کہ وہ ان چیزوں کا علاج کر سکیں اس لئے اگر ہم ان چیزوں پر focus کریں، vacation اور preventive measures پر focus کریں اور اس کے لئے بجٹ allocation کریں تو ہمارے ہسپتالوں کا burden کم ہو جائے گا اور پھر ہم اسے بہتر طریقے سے manage کر سکیں گے۔

جناب سپیکر! میں آخری تجویز دینا چاہوں گی کہ خیبر پختونخوا گورنمنٹ نے transgender کے لئے اس وقت 200 ملین روپے کا بجٹ رکھا ہے اور یہ پہلا اور واحد صوبہ ہے جس نے ان لوگوں کو انسان سمجھا ہے، اپنا شہری سمجھا ہے اور ان کے لئے بجٹ رکھا ہے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ پنجاب حکومت بھی اس پر focus کرے اور transgender کے لئے کوئی بجٹ رکھے اور ورکنگ وومن ہاسٹلز کی بنیاد پر ان کے لئے ہاسٹلز کا بندوبست کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ میاں ممتاز احمد مہاروی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب احمد شاہ کھگہ۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر میاں ممتاز احمد مہاروی ایوان میں تشریف لائے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں ممتاز احمد مہاروی!

میاں ممتاز احمد مہاروی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ 17-2016 پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے اور کچھ مثبت تجاویز دینے کا موقع فراہم کیا۔ جب میں پچھلے بجٹ پر تقریر کر رہا تھا تو مجھے یہ خوشی ہو رہی تھی کہ کم از کم معزز وزیر خزانہ notes لے رہی ہیں لیکن میرے خیال میں انہوں نے یہاں notes لینے کے بعد انہیں باہر ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا اور آج حسن اتفاق سے یہاں تشریف بھی نہیں رکھتیں، پارلیمانی سیکرٹری اور معزز وزیر قانون بھی تشریف رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے کچھ مثبت تجاویز دینے کی پوری پوری کوشش کروں گا تاکہ حکومت وقت کو احساس ہو اور وہ ان پر کچھ عمل کر سکے۔ گلا پھاڑ پھاڑ کر تعریفیں کرنے اور گلا پھاڑ پھاڑ

کر تنقید کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بات to the point کی جائے اور حکومت وقت کو یہ احساس دلایا جائے کہ فلاں فلاں جگہ پر فلاں فلاں غلطی ہوئی ہے جس کو بہتر انداز سے tackle کیا جائے۔

جناب سپیکر! محترمہ وزیر خزانہ نے 13۔جون 2016 کو 114۔ارب روپے خسارے اور بے شمار ٹیکسوں سے بھرا بجٹ اس ایوان میں پیش کیا۔ اس بجٹ میں یہ بات عیاں ہے کہ اسے ان لوگوں نے تیار کیا ہے جو کہ کبھی اپنے ائیر کنڈیشنڈ والے دفتروں سے باہر نہیں نکلتے۔ انہیں اندازہ ہی نہیں کہ راجن پور، ڈیرہ غازی خان، بہاولنگر، مظفر گڑھ، دیہاتی علاقے یا چولستان میں کیا حالات ہیں؟ حقائق کا جائزہ لئے بغیر ایک کتاب تیار کر کے محترمہ وزیر خزانہ کو دے دی گئی اور انہوں نے اس تقریر کو پڑھ دیا ہے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں دوسری اہم بات یہ نظر آ رہی ہے کہ اس بجٹ کی تیاری میں سیاسی لوگوں کی کوئی مشاورت شامل نہیں ہے۔ اگر سیاسی لوگوں سے مشاورت کی جاتی تو پھر بہت سی چیزیں ignore or overlook نہ ہوتیں۔ اگر مشاورت کی گئی ہوتی تو جہاں پر اس بجٹ میں بے شمار اضلاع کے لئے بڑے بڑے پراجیکٹس رکھے گئے ہیں وہاں پر ضلع بہاولنگر جو کہ اس وقت تیزی سے پسماندگی کی طرف دوڑ رہا ہے کے لئے بھی کوئی بڑے پراجیکٹ یا سکیم ضرور رکھی جاتی۔ اس ایوان میں بہاولنگر سے تعلق رکھنے والے سات ایم پی اے صاحبان حکومتی بنچوں پر تشریف فرما ہیں اور ان میں سے اگر کسی ایک کے ساتھ بھی مشورہ کر لیا جاتا تو پھر بھی ضلع بہاولنگر کا کوئی ایسا پراجیکٹ ضرور شامل کیا جاتا جس سے اندازہ ہوتا کہ بجٹ بنانے والوں کو پتا ہے کہ جنوبی پنجاب میں بہاولنگر بھی کوئی جگہ ہے۔ اس بجٹ کی کتاب میں بہت سارے اضلاع مثلاً اوکاڑہ، ساہیوال، مظفر گڑھ اور بہاولپور کا ذکر ہے لیکن ضلع بہاولنگر کا کہیں کوئی ذکر نہیں۔ بہاولنگر میں بھی لوگ بستے ہیں، وہاں پر بھی چھوٹی چھوٹی آبادیاں ہیں، وہاں پر بسنے والے لوگ بھی زندہ رہنا چاہتے ہیں لہٰذا ان کے لئے بھی کچھ سکیمیں دے دی جائیں۔

جناب سپیکر! آپ تحصیل لیول پر آ جائیں۔ ہمارے ضلع بہاولنگر میں تین تحصیلیں ایسی ہیں کہ جن کا زیر زمین پانی مکمل طور پر کڑوا ہے۔ تحصیل فورٹ عباس، تحصیل ہارون آباد کا پانی مکمل طور پر جبکہ تحصیل چشتیاں کا 70 فیصد زیر زمین پانی کڑوا ہے اور وہاں پر نہری پانی کی بھی کمی ہے۔ پنجاب کے بہت سے اضلاع اور تحصیلوں میں میٹھا پانی فراہم کرنے کی سکیمیں دی گئی ہیں لیکن اس بجٹ میں ضلع بہاولنگر کا کہیں کوئی ذکر نہیں۔ اس علاقے کے لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے بھی صحت مند زندگی گزاریں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ کچھ چھوٹے چھوٹے مسائل کی طرف میں آپ کے توسط سے حکومت پنجاب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ضلع بہاولنگر کی زمینیں سیم اور تھور کی وجہ سے برباد ہو رہی ہیں لیکن حکومت وقت کی اس جانب کوئی توجہ نہیں ہے۔ اس علاقے کا کاشت کار پہلے ہی بد حالی کی زندگی گزار رہا ہے اور وہاں پر کپاس کی پیداوار بھی بہت کم رہ گئی ہے۔ کپاس اس علاقے کی بڑی فصل ہوا کرتی تھی لیکن اب سیم و تھور، جعلی زرعی ادویات، غلط بیجوں اور غلط طریق کار کی وجہ سے وہاں پر کاٹن تقریباً ختم ہو گئی ہے اگر حکومت وقت نے ضلع بہاولنگر کے تمام سیم نالوں کی بروقت صفائی نہ کروائی تو پھر اس علاقے کے زمینداروں کے حالات پہلے سے بھی بدتر ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر! آپ بھی جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ضلع بہاولنگر کی ایک طرف انڈیا کا بارڈر ہے اور دوسری طرف دریا ستلج بہہ رہا ہے۔ دن بدن وہاں پر سیم و تھور کی وجہ سے فصلیں کمزور ہو رہی ہیں۔ اس ضلع کی تین تحصیلیں فورٹ عباس، چشتیاں اور ہارون آباد کے حالات دن بدن بہت زیادہ خراب ہو رہے ہیں۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی عرض کیا تھا اور محترمہ وزیر خزانہ نے اس کو نوٹ بھی کیا تھا لیکن شاید وہ اس سکیم کو شامل نہیں کروا سکیں۔ دریائے ستلج پر ایک پُل بنانا انتہائی ضروری ہے جس سے ان تینوں تحصیلوں کا رابطہ سنٹرل پنجاب سے ہو جائے گا اور اس پُل کی وجہ سے اڑھائی گھنٹے کا سفر کم ہو جائے گا اس لئے یہ پُل انتہائی ضروری ہے۔ اس سے دریا کے دونوں طرف کے کاروباری لوگوں اور کاشت کاروں کا آپس میں رابطہ آسان ہو جائے گا اور ضلع بہاولنگر کے حالات بہت بہتر ہو جائیں گے۔ میری یہی چند مختصر گزارشات ہیں اور امید ہے کہ حکومت وقت ان پر ضرور غور کرے گی۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مہربانی۔ اب جناب محمد شعیب صدیقی بات کریں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بارگاہ خداوندی میں دُعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کے اوپر ہمیشہ اپنی رحمتیں اور سلامتی بھیجتا رہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے بجٹ برائے سال 2016-17 کے اوپر مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ حزب اختلاف کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے تمام معزز ممبران جنہوں نے اپنی تقاریر میں بجٹ کے حوالے سے facts & figures کے ساتھ اپنی تجاویز دی ہیں میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میں اس بات کی توقع رکھتا ہوں کہ محترمہ وزیر خزانہ جب اپنی concluding budget speech کریں گی تو اس میں ہماری تجاویز کا ذکر بھی کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! پری بجٹ تقاریر کے موقع پر میں نے اپنی تجاویز دی تھیں اور ساتھ ہی یہ امید ظاہر کی تھی کہ میری یہ تجاویز بجٹ کی کتابوں میں نظر آئیں گی یعنی میں ان کو بجٹ کی کتابوں میں دیکھوں گا۔ میں نہایت افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان میں سے کسی بھی تجویز کو اس بجٹ کا حصہ نہیں بنایا گیا۔ کیا یہی حکمرانوں کی good governance ہے؟ میں اسی good governance پر یہ کہنا چاہوں گا کہ:-

فکر انجام کر انجام سے پہلے پہلے
دن تو تیرا ہے مگر شام سے پہلے پہلے
آئے بکنے پہ تو حیرت میں ہمیں ڈال دیا
وہ جو بے مول تھے نیلام سے پہلے پہلے

جناب سپیکر! میں سال 17-2016 کے بجٹ کا ذکر کرنے سے پہلے موجودہ حکومت کی good governance کی ایک مثال پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مالی سال 16-2015 کے ترقیاتی بجٹ کا 37 فیصد حصہ حکومت خرچ کرنے میں ناکام رہی ہے۔ 400- ارب کے ترقیاتی بجٹ میں سے یہ صرف 172- ارب روپے خرچ کر سکی ہے۔ سکولز ایجوکیشن کے لئے 33- ارب روپے کی رقم مختص کی گئی تھی لیکن صرف اس کا 12 فیصد خرچ ہو سکا۔ ہائر ایجوکیشن کے لئے 14- ارب اور 73 کروڑ روپے رکھے گئے تھے لیکن اس میں سے صرف 28 فیصد رقم خرچ ہو سکی۔ محکمہ صحت کے لئے 30- ارب روپے مختص کئے گئے لیکن صرف 38 فیصد خرچ ہو سکے۔ محکمہ لوکل گورنمنٹ کے لئے 12- ارب روپے رکھے گئے لیکن صرف 41 فیصد خرچ ہوئے۔ محکمہ زراعت کے لئے 10- ارب اور 72 کروڑ روپے رکھے گئے تھے لیکن صرف 58 فیصد خرچ ہوئے۔ میں کس کس شعبہ کی بات کروں؟ یہ ہے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی good governance کہ وہ جو اپنا بجٹ رکھتے ہیں اس کو بھی صوبہ کی عوام کے اوپر خرچ نہیں کر سکتے اس لئے یہ کہا گیا ہے کہ:

نتیجہ بھی وہی ہو گا سُنا ہے سال بدلے گا
پرندے پھر وہی ہوں گے شکاری جال بدلے گا
بدلنا ہے تو دن بدلو بدلتے کیوں ہو ہندسوں کو
مہینے پھر وہی ہوں گے سُنا ہے سال بدلے گا

وہی حاکم وہی غربت وہی قاتل وہی غاصب
بتاؤ کتنے سالوں میں ہمارا حال بدلے گا

جناب سپیکر! میں نے پری بجٹ تقریر کے اندر اپنے حلقے کے صرف چند مسائل کا ذکر کیا تھا۔ میاں میر ہسپتال جو 08-2007 کے اندر بنا تھا اُس کی عمارت مکمل ہو چکی ہے تو اُس کے اندر مشینری رکھی جانی چاہئے تھی، اُس کے اندر OPD's and Emergency کا انتظام کرنا چاہئے تھا جس کے لئے پیسے مختص نہیں کئے گئے بلکہ widening of road کے لئے پیسے رکھ دیئے گئے ہیں۔ جب ہسپتال کے اندر مشینری ہی نہیں ہو گی تو اُس ہسپتال کی سڑک کو چوڑا کرنے کے بعد آپ کن لوگوں کو وہاں پر لے کر جانا چاہتے ہیں۔ یہاں پر پینے کے صاف پانی کی بات ہوئی نہایت ہی افسوس کا مقام ہے کہ میں نے اپنی پچھلی بجٹ تقریر کے اندر PCSIR لیبارٹری کی رپورٹس آپ کو دی تھیں کہ پینے کے پانی کے اندر 30 فیصد سے زائد arsenic ملا ہوا ہے اور میں یہ حال آپ کو سپیکر قومی اسمبلی کے حلقے کا بتا رہا ہوں۔ ہر نلکے کے اندر گندا پانی آ رہا ہے، لوگ چیخ رہے ہیں، کسی بھی یونین کونسل میں پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے۔ صحت کی بات کرتے ہیں تو یہاں پر 10 ایکڑ سے زائد کے پلاٹ میں چودھری پرویز الٰہی کی حکومت میں کروڑوں روپے کی لاگت سے سیوریج کا منصوبہ بنایا گیا، سیوریج ڈالا گیا اور آج اُسے صرف پبلک پارک نہیں بنایا جا رہا کہ وہاں پر ہمارے ناموں کی تختیاں لگی ہوئی ہیں میں نے پچھلی بجٹ تقریر کے اندر کہا تھا کہ خدارا عوامی منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیں اور اگر ہمارے ناموں کی تختیاں آپ کو پسند نہیں ہیں تو آپ وہ ہٹا کر اپنے ناموں کی تختیاں لگا دیں مگر مفاد عامہ کے منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا دیں۔ حلقوں کے اندر یہ صورتحال ہے کہ کوئی ڈگری کالج ہے اور نہ ہی کوئی انٹر کالج ہے۔ یہاں پر یہ امن وامان اور ملک میں لاء اینڈ آرڈر کی بات کرتے ہیں تو چھوٹو ڈکیت گینگ اور جسے آپ پنجاب کا no go areas کہتے ہی رہتے تھے اس سے حکومت کی اور کیا نالائقی ہو گی کہ وہاں پر پولیس کے افسران وہ علاقہ خالی کرانے کے لئے جاتے ہیں اور وہ انہیں kidnap کر لیتے ہیں۔ پنجاب اسمبلی کے باہر ہماری بہنوں کی عزتوں پر ہاتھ ڈالا گیا، اُن کی ویڈیوز بنیں اور یہ کہا گیا کہ ہم ان کو تصویروں سے trace کر کے ان کے انجام تک پہنچائیں گے۔

جناب سپیکر! آج یہاں پر یہ حال ہے کہ 64 کروڑ روپیہ جو رائیونڈ محل کی چار دیواری کے لئے رکھا گیا تھا اگر یہی پیسے گلشن اقبال کی چار دیواری پر لگائے ہوتے تو شاید گلشن اقبال والا واقعہ پیش نہ آتا۔ میں آخر میں ان اشعار پر اپنی تقریر کا اختتام کروں گا:

اُمید ہے ایسی بستی کی جہاں جھوٹ کا کاروبار نہ ہو
اِک بستی بسنے والی ہے دہشت کا بازار نہ ہو
جس بستی میں کوئی ظلم نہ ہو جینا بھی دشوار نہ ہو
اور جینا کوئی جرم نہ ہو مرنا بھی عذاب نہ ہو
وہاں پھول خوشی کے کھلتے ہوں یہ بستی کاش تمہاری ہو
اور موسم سارے ملتے ہوں یہ بستی کاش ہماری ہو
رنگ و نور برستے ہوں وہاں خون کی ہولی عام نہ ہو
اور سارے ہنستے بستے ہوں اس آنگن میں ظلم کی شام نہ ہو
جہاں انصاف سے انصاف ملے دل سب کے ساتھ ملے
اِک آس ہے ایسی بستی ہے جہاں بھوک سے روٹی سستی ہو

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ سید عبدالعلیم شاہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، جناب محمد نعیم صفدر انصاری!

جناب محمد نعیم صفدر انصاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے ایک انتہائی اہم اجلاس میں مجھے خیالات کا موقع دیا۔ الحمدللہ ہماری حکومت کا یہ چوتھے مالی سال کا بجٹ ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ خدمت کا دور جب 2008 میں شروع ہوا تھا تب اتنے مسائل تھے اور آج الحمدللہ بہت سے مسائل پر قابو پایا جا چکا ہے اور بہت سے ایسے منصوبے جن پر اس بجٹ میں ہماری حکومت نے focus کرنے کا مزید ارادہ کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ان سے نہ صرف مسائل میں کمی واقع ہو گی بلکہ ہم بہتر طریقے سے اپنے اس صوبہ کی عوام کی خدمت میں اور زیادہ آسانیاں پیدا کر سکیں گے۔ بہت سے منصوبے صحت، infrastructure اور تعلیم کے حوالے سے ہیں۔ اگر تعلیم کی بات کی جائے تو اس دفعہ جو بجٹ رکھا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اُس میں ایمانداری کے ساتھ کام کر لیں تو انشاء اللہ پنجاب میں کوئی ایسا سکول نہیں ہو گا، کوئی ایسا ادارہ نہیں ہو گا جو ایک اچھے انسٹیٹیوٹ کی شکل میں نہ ہو۔ مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ پچھلے کچھ سالوں سے ہمارا محکمہ سکولز ایجوکیشن کچھ توجہ کا طالب تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ محکمہ ہائر ایجوکیشن بھی تھوڑی توجہ کا طلب گار تھا۔ اس میں کام ہو رہے تھے لیکن فنڈز کی قلت تھی لیکن اس بجٹ میں جس طریقے سے ہائر ایجوکیشن کو فنڈز کی فراہمی کی گئی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے ہمارا محکمہ سکولز ایجوکیشن کا نظام بہتری کی طرف جا رہا ہے اسی طرح

محکمہ ہائر ایجوکیشن بھی اب بہتری کی طرف جائے گا۔ محکمہ سکولز ایجوکیشن کے فنڈز کی بات ہوتی تھی تو پنجاب حکومت اور international donors کے فنڈز کو اکٹھا کر کے لگایا جاتا تھا تو اس حوالے سے پہلے تو اُن سے مشاورت ہوتی تھی لیکن پچھلے ایک دو سالوں سے ایسا کوئی منصوبہ نہیں بن پایا لیکن میں اس بجٹ میں پُر اُمید بھی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر مجھے پورا اعتماد اور بھروسہ ہے کہ وزیر اعلیٰ کے وژن کے مطابق 50۔ارب روپے کا strengthening of schools کا ایک ایسا پراجیکٹ شروع کیا جا رہا ہے جو ہماری،اس معزز ایوان کی راہنمائی اور مشاورت سے ہم strengthening of schools کا ایک ایسا پراجیکٹ لے کر چلیں گے کہ انشاء اللہ ہماری آنے والی نسلیں اس سے استفادہ کر سکیں گی۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر تعلیم کے ہی ایک ایسے head کو بھی appreciate کرنا چاہوں گا وہ PEEF کی شکل میں ہو یا PEF کی شکل میں ہو جہاں پر لوگ صرف توقع رکھ سکتے تھے کہ ہمارے بچے بھی شاید کبھی کسی اچھے انسٹیٹیوٹ میں پڑھ پائیں گے۔آج ہم یہ بات فخر اور دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ ایک مزدور کا بچہ بھی اگر آج اپنی تعلیم کے حوالے سے محنت کر رہا ہو گا تو انشاء اللہ وہ LUMS میں اپنی تعلیم کو مکمل کر سکتا ہے بلکہ وہ abroad میں internationally recognized Universities میں اپنے میرٹ کے مطابق داخل ہو کر پڑھ سکتا ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ انہیں وہاں پر accommodate کر رہے ہیں اور یہ ایسی پالیسی ہے جس میں accommodate کا لفظ نہیں جس میں صرف اور صرف میرٹ ہے اور میرٹ کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ کچھ ایسی submissions ہیں جن کو adopt کر لینے سے مزید بہتری کی گنجائش ہو گی۔ ہم سب ایم پی ایز اور ایم این ایز نے ضلع قصور کی حد تک ٹیکنالوجی کالج کے قیام کی ایک مشترکہ سکیم دی تھی وہ سکیم شاید نظر سے نہیں گزر سکی یا بجٹ میں اس سکیم کو شاید دیکھا نہیں گیا تو میری گزارش ہو گی اس سکیم کو دیکھا جائے کیونکہ حکومت کے اس initiative سے نہ صرف ضلع قصور بلکہ لاہور ڈویژن کو بھی اگر اس سے فائدہ ہوتا ہے تو اس کو بھی kindly زیر غور لایا جائے۔ ڈی ایچ کیو قصور کے حوالے سے میں وزیر اعلیٰ کا بڑا شکر گزار ہوں اُن کی خاص توجہ کی بدولت وہاں کا میبنہ بچڑ خانہ اپنے revival کی طرف بھی ہے، لوگوں کی بہتری اور خدمت میں وہ پیش پیش بھی ہے۔ وہاں پر سٹاف اور فنڈز کی جو مزید کمی ہے میں سمجھتا ہوں کہ آنے والے سال میں یہ کمی نہ صرف پوری ہو گی بلکہ اس کو بہتر طریقے سے چلا سکیں گے۔

جناب سپیکر! میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے کہ ایم پی ایز package کے نام سے ہر سال ایک کروڑ روپے اور کسی جگہ پر تین چار کروڑ روپے ملتے تھے جس سے ہم اپنے حلقے کے کچھ ایسے ترقیاتی کام کروانے کے قابل ہوتے تھے جو شاید میگا پراجیکٹس میں نہیں آتے تھے۔ تین سالوں سے ہمیں وہ فنڈز نہیں مل پائے اُن کی طرف بھی توجہ دی جائے۔ وہ فنڈز اگر ہمیں ملتے ہیں تو بھی ہمارے اس صوبہ کی عوام کی بہتری کی طرف ایک اچھا قدم ہوگا۔

جناب سپیکر! آخر میں میری ایک اور چھوٹی سی گزارش ہے کہ فیروزپور روڈ ایک ایسا منصوبہ تھا جو پنجاب حکومت کے گلے پڑا ہوا تھا جو میاں محمد شہباز شریف کی ذاتی کاوش اور سختی کی وجہ سے مکمل بھی ہوا، لوگ اس کو appreciate بھی کرتے ہیں اور آج اس روڈ کی renovation کی ضرورت ہے، ٹریفک کے مسائل ہیں تو براہ مہربانی جہاں آپ KPRP جیسا بڑا بہترین قدم لے کر چل رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا initiative ہے جس کی ہر جگہ پر پذیرائی ہے۔ اس بات کو بھی لیں اور جو موجودہ انفراسٹرکچر ہے اس کی renovation and rehabilitation کی طرف بھی توجہ دیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ سید عبدالعلیم شاہ!

سید عبدالعلیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ مجھ سے پہلے بہت سارے دوستوں نے یہاں پر بجٹ پر مفصل بحث کی ہے۔ اپوزیشن کے لوگوں نے بھی اپنی بات کی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ بجٹ جب بھی اسمبلی میں پیش کیا جاتا تھا تو باہر سڑکوں پر عوام ہوتی تھی اور ہر بجٹ کے بعد اپوزیشن سمیت عام آدمی بجٹ کے خلاف ہڑتال کرتا تھا اور سڑکوں پر آتا تھا۔ ماضی میں دیکھا جائے کہ جو بھی بجٹ بنتا تھا اس میں بزنس کیمونٹی کو زیادہ focus کیا جاتا تھا اور پاکستان کی جو 70 فیصد آبادی اس کو incentive نہیں دیا جاتا تھا۔ اس بجٹ پر اپوزیشن بھی اس وقت کھسیانی بلی کھمبا نوچے والے کام کر رہی ہے۔ اگر اس بجٹ میں کوئی خامی کمی ہوتی تو آج یہ لوگوں کو لے کر سڑکوں پر آتے۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! ہم رمضان کے بعد پھر آ رہے ہیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! آپ جو کر رہے ہیں وہ سارا ملک جانتا ہے۔ آپ ایک سال پہلے بھی ایسا کر چکے ہیں۔ وہ ڈرامہ آپ نے پہلے بھی کیا تھا اور دوبارہ بھی کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! کیا آپ انہیں یہ تجویز دے رہے ہیں؟

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! میں انہیں تجویز دے رہا ہوں کہ یہ اپنے ڈرامے بند کر دیں۔

جناب محمد شعیب صدیقی: جناب سپیکر! ہم رمضان کے بعد آ رہے ہیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! ہم ان کو بالکل خوش آمدید کہیں گے۔ان کا پچھلے دھرنے پر جو قوم نے حشر کیا تھا انشاء اللہ تعالیٰ اس دھرنے پر بھی کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ بجٹ پر آ جائیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! یہ تمام چیزیں بجٹ تقریر سے related ہیں۔ یہ لوگوں کو جب دھرنے میں لائیں گے اور لوگ نہیں آئیں گے۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے لوگوں کو جو incentive اور بجٹ دیا ہے ان کے پاس کسی تقریر میں، کسی public gathering میں اس کے خلاف کوئی بات ہی نہیں ہے۔ یہ ایک ہی لفظ کو لے کر چل رہے ہیں اور بجٹ کی سب سے بڑی کامیابی ہی یہی ہے کہ اپوزیشن کی روزانہ کی بنیاد پر جتنی بھی خبریں نکلتی ہیں یہ مجھے بجٹ کے حوالے سے اس میں خامیاں دکھادیں۔ یہ اس حوالے سے کوئی چیز دکھادیں۔

جناب سپیکر! آپ کا اور میرا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے جس کے بارے میں بڑی گفتگو کی جاتی تھی۔ میں آج ان کے گوش گزار یہ کرنا چاہوں گا کہ جنوبی پنجاب پاکستان کا وہ حصہ ہے جس کی ترقی کے لئے پچھلے تمام ادوار جن میں جنوبی پنجاب سے وزیراعظم، صدر، گورنر اور وزیراعلیٰ رہے۔ میرے اپنے حلقہ سے وزیراعلیٰ اور گورنر رہے۔ آپ کے ساتھ والے حلقہ سے وزیراعظم رہے۔ آپ نے بھی دیکھا اور ہم نے بھی دیکھا کہ اس دور میں اور اس دور میں کیا فرق ہے۔ دنیا میں سٹیل کے دو convertible bridges ہیں ایک فرانس میں ہے اور دوسرا سب سے بڑا bridge ڈیرہ غازی خان میں 34۔ارب کی لاگت سے الحمدللہ فورٹ منرو کے مقام پر بنایا جا رہا ہے۔ ہم دیکھتے تھے اور سوچتے تھے کہ ڈیرہ غازی خان، راجن پور، کشمور، رحیم یار خان، صادق آباد اور ملتان کب connect ہوں گے۔ ہم نشتر گھاٹ اور دوسرے bridges کے لئے دیکھا کرتے تھے۔ آج الحمدللہ ڈیرہ غازی خان سے ملتان تک دورویہ سڑک، ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تونسہ سے لیہ کے لئے 34۔ارب روپے سے زائد مالیت کا میاں محمد نواز شریف کی طرف سے ایک bridge جو لیہ، بھکر اور ڈیرہ غازی خان کو connect کرے گا اور ڈیرہ غازی خان، راجن پور، کوٹ مٹھن، رحیم یار خان، صادق آباد اور خانپور کو ایک دوسرے سے connect کرے گا۔ اسی طرح CPEC کے معاہدے سے جو سڑکیں وہاں پر NHA کی نکالی جا رہی ہیں اور بنائی جا

رہی ہیں تو جنوبی پنجاب آنے والے دنوں میں مسلم لیگ(ن) کی لیڈرشپ کی اعلیٰ حکمت عملی کی وجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ اپر پنجاب کے برابر کی صفوں میں کھڑا ہوگا۔

جناب سپیکر! آج رحیم یار خان اور ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج بھی ہے۔اس بجٹ میں ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج کے لئے ایک ارب روپے سے زائد کی رقم رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر! امن وامان کے حوالے سے میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا کہ امن وامان کے قیام کے لئے یہ فارمولا ہے کہ 500لوگوں پر ایک کانسٹیبل ہوتا ہے تو اس لحاظ سے ڈیرہ غازی خان، راجن پور اور لیہ پولیس کی بھرتی کے حوالے سے بہت پیچھے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ 1500 سے 2000 کے قریب پولیس کی نفری کے لئے اس بجٹ میں ضرور availability رکھیں۔

جناب سپیکر! یہاں دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم بار بار مرکز میں بھی ان کو کہتے رہے ہیں اور یہاں بھی کہہ رہے ہیں کہ جب تک زراعت boost up نہیں ہوگی اس وقت تک یہ ملک ترقی نہیں کر سکتا۔آج دو شعبوں میں حکومت کام کر رہی ہے۔یہ اس پر جتنی چاہے مخالفت کر لیں۔

جناب سپیکر! میں 80 کی دہائی سے پہلے کی ایک سٹیٹمنٹ پڑھ رہا تھا کہ جب برطانیہ میں موٹرویز بنائے جا رہے تھے تو بالکل اسی طرح کی گفتگو وہاں کے ایوان میں کی جاتی تھی جو یہاں کی جاتی ہے۔ آج برطانیہ کے لوگ اس بات کو مانتے ہیں کہ اگر تیس سال پہلے موٹرویز نہ بنائے جاتے تو برطانیہ ترقی نہیں کر سکتا تھا۔ آج الحمدللہ ہم دو سیکٹرز پر کام کر رہے ہیں۔CPEC سے ہم بزنس کمیونٹی کی طرف جا رہے ہیں اور اس بجٹ میں جو زرعی بجٹ ہے ہم نے آج وہ کچھ کیا ہے کہ جو میں ان کے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ کم از کم تھوڑا بہت تو اپنے ضمیر کے مطابق سچ بول لیا کریں کہ 13۔ارب روپیہ اس بجٹ میں ان غریب کاشتکاروں کو incentive دیا جائے گا جس کا فائدہ 13۔ارب روپے پر interest حکومت پنجاب pay کرے گی تو 80۔ارب روپے کا فائدہ field میں کسان کو ہوگا۔ 80۔ارب روپے کی circulation ہوگی اور اس سے ½12 ایکڑ کا کاشتکار فائدہ لے گا۔یہ اس بات کی calculation کر لیں کہ اس 80۔ارب روپے سے کتنے لوگوں کو فائدہ ہوگا جو ساڑھے بارہ ایکڑ زمین کے مالک ہوں گے۔

جناب سپیکر! 100۔ارب روپے کا package جو کاشتکاروں کو پنجاب حکومت اور وفاقی حکومت دے رہی ہے۔ آپ کا ٹریکٹر جس پر ½16 یا 17 فیصد جنرل سیلز ٹیکس تھا وہ 5 فیصد پر آ گیا ہے۔ اس کی قیمت کتنی کم ہوگی، آپ کی DAP اور یوریا کی قیمت کتنی کم ہوگی؟ میں یہ پہلا بجٹ نہیں دیکھ

رہا۔ میں 2002 سے اس اسمبلی میں آرہا ہوں اور ہم مسلسل بجٹ دیکھتے آئے ہیں۔ یہ مسلسل سولہواں یا اٹھارہواں بجٹ دیکھ رہے ہیں اور الحمدللہ اس بجٹ پر اسمبلی کے باہر کسی قسم کا احتجاج نہیں دیکھا گیا۔ اس پر میاں محمد نواز شریف، میاں محمد شہباز شریف، محترمہ وزیر خزانہ، ان کی پوری ٹیم اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی ٹیم مبارکباد کے حقدار ہیں کہ انہوں نے facts and figures اور realistic approach کے ساتھ ایک بجٹ مرتب کیا جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! ڈیرہ غازی خان میں غلام حسین زنگلانی جو دہشت کی علامت بنا ہوا تھا۔ میں یہاں پر وزیر اعلیٰ، پنجاب پولیس اور ڈیرہ غازی خان پولیس کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے غلام حسین زنگلانی جیسے دہشت گرد کو نہ صرف پکڑا بلکہ اس کو پولیس مقابلہ میں ہلاک کیا۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! یہاں پر ایوان میں بیٹھے ہوئے جتنے بھی ہمارے جنرلسٹ دوست اور اپوزیشن کے ممبران ہیں ان کے لئے عرض ہے کہ غلام حسین زنگلانی چھوٹو گینگ سے بڑا نام تھا۔ یہ شخص پورے پنجاب اور سندھ سے ڈکیتی اور چوری کی گاڑیوں اور اسلحہ کا main head تھا۔ اس کی head money بھی مقرر تھی۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! جس بہتر انداز سے ڈیرہ غازی خان کی ضلعی پولیس نے پولیس مقابلے کے بعد اس دہشتگرد کو اس کے کردار تک پہنچایا اس پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ نامساعد حالات کے باوجود بھی، ڈیرہ غازی خان کی ضلعی پولیس انتہائی کم نفری ہونے کے باوجود بھی بہتر کارکردگی کی کوشش کر رہی ہے۔ میں ایوان سے گزارش کروں گا کہ اس حوالے سے پنجاب گورنمنٹ اور ڈیرہ غازی خان کی ضلعی پولیس کو بھی appreciate کیا جائے کہ جنہوں نے ایک انتہائی خطرناک آدمی سے اس معاشرے کی جان چھڑائی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آج ہم پنجاب کے بجٹ 17-2016 پر بات کر رہے ہیں۔ یہ بجٹ جو 1681۔ ارب اور 41 کروڑ روپے کا ہے اس پر میں بھی [******] کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ۔۔۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر صفحہ نمبر 314 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! کیونکہ یہ ٹیکس فری بجٹ نہیں بلکہ خسارے کا بجٹ ہے اور اس پر میرا بھی دل چاہتا ہے کہ میں ان کو مبارکباد پیش کروں۔

سید عبدالعلیم: محترمہ! آپ شوباز نہیں ہیں رمضان کا مہینہ ہے اور آپ کے سر پر دوپٹہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: No شاہ صاحب!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! اس کے بعد اخباروں میں جو کروڑوں کے اشتہارات بجٹ کے حوالے سے دیئے جا رہے ہیں، اس پر۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ بھی اپنے الفاظ کو کنٹرول کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! اس پر بھی پنجاب گورنمنٹ مبارکباد کی مستحق ہے تو میں کیوں نہ داد دوں میں داد دیتی ہوں اور میں اب بھی میاں محمد شہباز شریف کو داد دیتی ہوں کہ انہوں نے خسارے کا بجٹ پیش کیا ہے۔

سید عبدالعلیم: محترمہ! پہلے آپ اپنے سر پر دوپٹہ رکھیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! یہ ان سے personal کیوں ہو رہے ہیں ان کو نہیں پتا کہ ایک خاتون کے ساتھ کس طرح بات کرتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آصف محمود صاحب! آپ اس طرح کے الفاظ استعمال نہ کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں ان کو خسارے کا بجٹ پیش کرنے پر پھر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔

سید عبدالعلیم: جناب سپیکر! یہ جو مرضی بولتے رہیں محترمہ کو کہیں کہ پہلے سر پر دوپٹہ رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس، بہت شکریہ۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! یہ کیا طریقہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اگر آپ اس طرح کے الفاظ استعمال کریں گی تو ایسے خرابی ہو گی۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! اگر میں نے کوئی الفاظ استعمال کئے ہیں تو وہ آپ نے حذف کروا دیئے ہیں تو ان کا کیا تک بنتا ہے کہ وہ اس طرح سے بات کریں، یہ کیا manners ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! No. آپ اس طرح کی باتوں سے avoid کریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! ان کا کوئی کام نہیں ہے کہ یہ مجھ سے direct یا personal ہوں یہ کوئی طریقہ نہیں ہے، یہ کس طرح سے بات کر رہے ہیں اور آپ نے الفاظ کو حذف کرنے کی جو بات کی، ٹھیک کی ہے لیکن ان کو کیا مسئلہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ بجٹ پر بات کریں۔ شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! اگر یہ ٹیکس فری بجٹ ہو تو میں ان کو مبارکباد دوں جب یہ ٹیکس فری بجٹ ہی نہیں بلکہ ایک خسارے کا بجٹ ہے تو کس قسم کی یہاں پر داد وصول کی جا رہی ہے۔ یہ پنجاب حکومت کا کون سا کارنامہ ہے کہ یہاں پر بیٹھے تمام لوگ ان کی تعریفیں کر رہے ہیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ اسمبلی کے پلیٹ فارم پر ایک معزز ممبر دوسرے معزز ممبر کے ساتھ اس طرح کا behave کرے۔ آپ اس بات کو ضرور اپنے سامنے رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! جی، میں نے ان کو منع کیا ہے۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! میں ضرور مبارکباد دوں گی اور پھر دوں گی کیونکہ 185۔ ارب روپے کے نئے ٹیکس جو لگائے گئے ہیں۔ پنجاب گورنمنٹ جس گڈ گورننس اور seriousness کا مظاہرہ کر رہی ہے تو اس پر وہ بالکل داد کی مستحق ہے اس لئے میں ان کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہاں پر بیٹھے جتنے بھی ممبرز ہیں ان کی ذمہ واری ہے کہ وہ یہاں اس پلیٹ فارم پر اپنا اپنا کردار ادا کریں اور سٹینڈنگ کمیٹی کو فعال کیا جانا بھی بہت ضروری ہے۔ ایک عرصے سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ چوتھا بجٹ ہے اور یہ بھی بیوروکریٹک بجٹ ہے۔ کیا وزیر خزانہ ہمیں بتائیں گی کہ کون سی ایسی سٹینڈنگ کمیٹی ہے جس میں اس بجٹ کو discuss کیا گیا ہو، کسی ایک ڈیپارٹمنٹ کا ہی نام بتا دیں کہ جس کی سٹینڈنگ کمیٹی میں اس بجٹ کو discuss کیا گیا ہو۔ یہ بات بہت کی جا رہی ہے کہ ہم نے یہ کارنامے کر دیئے اور ہم نے وہ کارنامے کر دیئے ہیں، بالکل کر دیئے ہیں اور اس کی واضح مثال یہ ہے کہ تاریخ کے 70 سال میں آج تک پنجاب کا growth rate اتنا down نہیں ہوا کہ minus two تک پہنچ گیا ہو تو اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب حکومت کا ٹوٹل failure ہے اور ٹوٹل ناکامی ہے تو یہ ان

کی گڈ گورننس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ میرے پاس باتیں کرنے اور داد دینے کے لئے اور بہت ساری چیزیں ہیں اگر ہم ایجوکیشن کی بات کریں تو16-2015میں پنجاب حکومت نے سکول ایجوکیشن کے لئے 19۔ارب 73کروڑ روپے مختص کئے اور ان میں سے صرف59فیصد استعمال ہوئے۔کیا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ allocation of budgetکر دینے سے ہم اپنے فرائض ادا کر چکے، کیا ٹارگٹ کو achieveکرنا ہمارا مقصد نہیں ہے، کیا ہمارا مقصد اس بجٹ کی best allocation نہیں ہے؟ اگر best allocationہوتی تو میں ضرور داد دیتی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ پنجاب حکومت کی اس failureکارکردگی پر جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔ محترمہ وزیر خزانہ نے بتایا کہ پھر ایجوکیشن کے بجٹ میں ہم نے 71فیصد اضافہ کر دیا ہے۔پہلا بجٹ جس طرح سے اس مد میں utilizeہوا ہے تو کیا ہم اس طرح سے بات کر کے اپنی جان چھڑوا سکتے ہیں، کیا یہ طریق کار ہونا چاہئے، کیا یہ ہمارا عمل ہونا چاہئے جو کہ پنجاب حکومت کا ہے؟ ہم یہاں پر صحت کی بات کریں، سپیشل ایجوکیشن کی بات کریں، ہائر ایجوکیشن کی بات کریں، missing facilities کی بات کریں، بجلی کی بات کریں، گیس کی بات کریں، مہنگائی کی بات کریں، یا کس کس چیز کی ہم نشاندہی کریں اور پھر یہ کہتے ہیں کہ اپوزیشن اپنا کردار ادا نہیں کر رہی ہے تو اپوزیشن نے بہت ساری تجاویز دی ہیں کون سی ایسی تجاویز ہیں جن کو شامل کیا گیا ہو، مہنگائی کو کم کرنے کا کیا mechanismہے؟ آج رمضان میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ رمضان بازاروں میں جس طرح سے high prices ہیں جس طرح سے fruitsکے ریٹس ہیں تو پنجاب حکومت کون سی گڈ گورننس کے دعوے کرتی ہے۔ مجھے تھوڑا سا وقت مزید دیا جائے کیونکہ میرا وقت ضائع کر دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: wind upکریں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! سوشل ویلفیئر بیت المال ادارہ جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ مستحقین کے لئے ایک بہت بڑا سہارا ہے لیکن یہاں پر بھی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ پچھلے بجٹ میں ایک ارب20کروڑ روپے رکھے گئے جبکہ خرچ صرف12کروڑ روپے کئے گئے ہیں۔یہ seriousnessہے تو پھر کیوں نہ میں پنجاب حکومت کو داد دوں بالکل میں داد دیتی ہوں۔انرجی اور صاف پانی کی اگر میں بات کروں تو اس کے لئے پچھلے بجٹ میں 11۔ارب روپے رکھے گئے اور اس میں سے صرف4½۔ارب روپے خرچ کئے گئے اور جتنی بچت تھی جیسا کہ ابھی میری بہن نے بہت سے ارب گن کے بتائے کہ ہم نے فلاں جگہ سے اتنے ارب بچا لئے اور فلاں مد سے اتنے ارب بچا لئے ہیں تو وہ

پیسے کہاں گئے، ہمیں اس چیز کا کوئی حساب نہیں دیا جارہا، کیا یہ priority ہے کہ اس کو ٹرانسپورٹ کی مد میں convert کیا جائے، کیا یہ priority ہے کہ میٹرو چلادی جائے اور لوگوں کی خون پسینے کی کمائی کو اس طرح سے ضائع کیا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! آخر میں، میں ساہیوال کی بات بھی کروں گی کیونکہ میرا تعلق ضلع ساہیوال سے ہے۔ ساہیوال میں میڈیکل کالج کا قیام عمل میں آئے چھ سال ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک اس کی رجسٹریشن کے معاملات complete نہیں ہوسکے ہیں اور آئے دن students سڑکوں پر ہوتے ہیں۔ زرعی یونیورسٹی کی بات میں نے پچھلی تقریر میں بھی کی تھی اور میری محترمہ وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہوگی کہ وہاں پر 75 ایکڑ اراضی زرعی یونیورسٹی کے لئے الاٹ ہو چکی ہے تو اس کے لئے فنڈز رکھے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خاں: جناب سپیکر! آخر میں ایک بات کرنا چاہوں گی کہ:

وہی آب آب ہیں آبلے
وہی فصل فصل ہیں فاصلے
وہی خار خار ہے رہ گزر
وہی دشت دشت سراب ہے
وہی بام و ودر ہیں جلے ہوئے
وہی چاند چہرے ڈھلے ہوئے
وہی صبح کوہ ملال ہے
وہی شام شہر خراب ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ سعدیہ سہیل رانا!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں علیم شاہ کے روّیے کو condemn کرنا چاہوں گی کیونکہ ایک خاتون کے ساتھ انہوں نے بہت بری زبان استعمال کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!.No,No

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ہماری وزیر خزانہ بھی خاتون ہیں تو میرے خیال میں اس بات کو seriously لینا چاہئے۔ میں آپ سے درخواست کروں گی کہ میری تقریر شاید دو یا چار منٹ اوپر ہو جائے تو اس کو complete کرنے کی اجازت دی جائے۔ میری ہمیشہ سے روایت ہے کہ میں شعر کے بغیر بجٹ تقریر کا آغاز نہیں کرتی تو شعر عرض ہے کہ:

یہ جو پر شکستہ ہے فاختہ
یہ جو زخم زخم گلاب ہے
یہ ہے داستاں میرے عہد کی
جہاں ظلمتوں کا نصاب ہے
جہاں ترجمانی ہو جھوٹ کی
جہاں حکمرانی ہو لوٹ کی
جہاں بات کرنا محال ہے
وہاں آگہی بھی عذاب ہے

جناب سپیکر! اگر priority number one دیکھی جائے تو ہماری حالت کیا ہے اگر میں گورنمنٹ کے ہسپتالوں کی حالت زار کی بات کروں تو ان کی حالت زار سے سب ہی واقف ہیں۔ ہم اس بات کو مانیں یا نہ مانیں بے شک حکومت کوشش بھی کر رہی ہو گی اور اس کے لئے بجٹ بھی دے رہی ہے لیکن آپ پی آئی سی، سروسز، جناح، کارڈک سنٹر یا بچوں کا چلڈرن ہسپتال ہو ان کے حالات زار سے سب ہی واقف ہیں۔ ایک ڈسٹرکٹ میں بارہ سے چودہ لاکھ کی آبادی ہوتی ہے اور جن کو trauma بھی ہو سکتا ہے، head injury بھی ہو سکتی ہے، heart attack بھی ہو سکتا ہے، شوگر اور تمام بیماریاں لاحق ہو سکتی ہیں لیکن ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم ضلعی سطح پر اس قسم کے ہسپتال بنانے میں ناکام رہے ہیں اور نہ ہی ہسپتال بنانے کا ایسا کوئی پروگرام نظر آتا ہے۔ جب چلڈرن ہسپتال بنا تو اس وقت اس کی لاگت 16 کروڑ روپے تھی اور اب حساب لگایا جائے تو 36 سے 40 کروڑ میں بن جائے گا۔ اسی طرح میو ہسپتال میں 2003 میں ایک سرجیکل اور میڈیکل ٹاور بنانے کا منصوبہ شروع کیا گیا تھا جس کی اُس وقت لاگت ایک ارب 20 کروڑ روپے تھی جس کا تقریباً 60 سے 70 فیصد کام مکمل ہو گیا تھا۔ میرے خیال میں اس وقت چودھری پرویز الٰہی کی حکومت تھی لیکن آج کی تاریخ میں معمولی سارہ جانے والا کام مکمل نہیں ہو سکا اور

اس کی وجہ بھی سیاسی issues ہیں کہ وہ دوسری گورنمنٹ کا پراجیکٹ تھا۔ ہم نے ایک تفریحی پارک کے لئے 5-ارب 50 کروڑ روپے کا بجٹ رکھا ہے جس سے ہم چلڈرن ہسپتال اور K.E میں میڈیکل اور سرجیکل ٹاور بنا سکتے ہیں۔ صحت آپ کی first priority ہے لیکن یہی بات آ جاتی ہے کہ ہمیں political will اور priorities set کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہمارا آج کل ایک پراجیکٹ چل رہا ہے جسے مریم نواز صاحبہ head کر رہی ہیں اور اس کے لئے 9-ارب روپے رکھے گئے ہیں، اس میں 35 professional لوگ hire کئے گئے ہیں جو میڈیا اور سوشل میڈیا پر پارٹی اور ان کے پراجیکٹس کی پروموشن کے لئے ہیں۔ یہ 9-ارب روپے بہت بڑا بجٹ ہے جسے وہ head کر رہی ہیں جن کے پاس کوئی سیاسی عہدہ یا تنظیمی عہدہ نہیں ہے، وہ ایم این اے ہیں، ایم پی اے ہیں اور نہ ہی کسی ادارے کی head ہیں۔ اگر اپنی پارٹی پروموشن کے لئے اتنا بجٹ لگا رہے ہیں تو اس سسکتی اور بلکتی انسانیت کو کون دیکھے گا؟ تفریحی پارک کے لئے 5-ارب 50 کروڑ روپے استعمال کئے گئے۔ اسی طرح چلڈرن ہسپتال میں beds کم ہیں، burn units نہیں ہیں اور ventilators نہیں ہیں، ان تمام چیزوں کو آپ کی ذاتی projection کی زیادہ ضرورت تھی۔ Projection آپ کا کام کرواتا ہے اور آپ کو میڈیا کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اگر آپ کوئی اچھا کام کریں گے تو چاہتے ہوئے بھی کوئی کچھ بول نہیں سکے گا اور تعریف کرنا ہماری مجبوری بن جائے گی۔ آپ عوام کو فائدہ دینے والے اچھے کام کریں گے تو ہم ضرور appreciate کریں گے۔ آپ ہسپتالوں کا حال دیکھیں تو سیڑھیوں پر عورتیں بچوں کو جنم دے رہی ہیں، ایک بیڈ پر تین تین مریض پڑے ہیں جبکہ بیڈز پر گندی اور خون آلود چادریں بچھی ہوتی ہیں۔ مریضوں کے لواحقین ادویات کی لمبی لمبی فہرست لے کر مارے مارے پھر رہے ہوتے ہیں تو دوسری طرف اُن کا مریض مر رہا ہوتا ہے۔ دل کے مریضوں کو ان کی open ہارٹ سرجری کے لئے دو سال کی تاریخ دی جاتی ہے لیکن وہ اتنی دیر تک کہاں بچتا ہے اس لئے ہمیں آج یہ دیکھنا ہے کہ ہماری priorities کیا ہیں؟

جناب سپیکر! میں بار بار کہوں گی کہ ہیلتھ کی حالت بہت ہی بُری اور بدترین ہے۔ میں اپنی maid کی ایک بچی کو nebulizer کے لئے جناح ہسپتال لے کر گئی تو وہاں nebulizer نہیں تھے۔ ہماری یہ حالت ہے اس لئے اس کو ضرور پیش نظر رکھئے۔ اس کے علاوہ وزیر آباد میں جو کارڈیالوجی ہسپتال بنا ہے اُس پر بھی چھت کا ہی مسئلہ ہے۔ اس ہسپتال کی انتہائی خوبصورت بلڈنگ ہے اور بہترین ہسپتال بنا ہوا ہے جو میں خود دیکھ کر آئی ہوں۔ اگر ہم اس کی طرف توجہ دیں، اس کو active کریں، اس

کو اس قابل بنائیں کہ لاہور کے پی آئی سی کا burden بھی کم ہو اور اڑھائی کروڑ لوگوں کی آبادی کو سہولت بھی مہیا کر سکے تو کیا فرق پڑتا ہے؟

جناب سپیکر! ہماری second priority تعلیم ہے۔ پنجاب میں اڑھائی کروڑ بچے ابھی بھی سکول سے باہر ہیں۔ تعلیم کو ہم نے بزنس بنا دیا ہے اور بزنس اس لئے بنا دیا ہے کیونکہ ہمارے تعلیمی ادارے پیسا کمانے کے لئے بنائے جا رہے ہیں لیکن اس پر کوئی check and balance نہیں ہے۔ آپ کے 12 کروڑ کی آبادی کے لئے تین یا چھ دانش سکول کچھ نہیں کر سکتے۔ وزیر اعلیٰ کے سامنے اپنی performance دکھانے کے لئے زبردستی اس میں enrolment بھی کروائی گئی جو بعد میں drop out ہو گئی۔ لاہور کے رائیونڈ میں لڑکیوں کے 9 سکول ایسے ہیں جو صرف ایک کمرے پر مشتمل ہیں جبکہ دوسری طرف رائیونڈ میں ہزاروں ایکڑ پر پھیلا ہوا ایک محل جاتی امرا ہے۔ وہاں ایک یا دو کمروں کے سکولوں میں سپورٹس گراونڈ ہے اور نہ ہی لائبریریاں ہیں اس لحاظ سے آپ بچوں کو کس طرح کی تعلیم یا شعور دے سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ محترمہ! wind up کریں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں خصوصی بچوں کے حوالے سے بتانا چاہوں گی کہ 3 کروڑ 86 لاکھ 71 ہزار روپے کا بجٹ مختص کیا گیا لیکن اس میں سے بھی 2 کروڑ 95 لاکھ روپے استعمال ہی نہیں ہو سکے جو ہماری نااہلی ہے جبکہ ان کی بلڈنگ کا بہت بُرا حال ہے۔ یہاں ڈاکٹر عالیہ آفتاب بیٹھی ہوئی ہیں جو personally فنڈ جمع کر کے اس پر کام کرتی رہیں لہٰذا میرے خیال میں ہمیں اس کی طرف توجہ دینے کی بہت سخت ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں تھوڑا سا ٹائم لوں گی۔ ہم نے اپنے بچوں کے انٹری ٹیسٹ کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے یعنی ایک بچہ آپ ہی کے انسٹیٹیوٹ سے پاس ہو کر آتا ہے لیکن اسے آپ کے اداروں پر بھروسہ ہی نہیں ہے۔ یہاں انٹری ٹیسٹ کی بے شمار academies بنی ہوئی ہیں جو ٹیسٹ پاس کروانے کے لئے انسٹیٹیوٹ بناتی ہیں جو کہ ایک مافیا ہے لہٰذا اس کو بھی کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! بہت شکریہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! صرف دو منٹ لوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بس اب آپ آخری بات کرکے wind up کریں۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! اس میں minorities کی کافی بات ہوئی ہے۔ Minorities میں ان کے بجٹ کی بڑی جنگ یہ ہے کہ وہ گیارہ ایم پی ایز میں بجٹ تقسیم ہو جائے گا، سوشل ویلفیئر منسٹری یا انسانی حقوق کی منسٹری میں چلا جاتا ہے لیکن minorities کو نہیں ملتا۔ میں آخر پر اورنج لائن ٹرین کے حوالے سے ذکر کروں گی جو بہت ہی important ہے کیونکہ باقی سب باتیں discuss ہو چکی ہیں۔ اورنج لائن ٹرین کو چلانے کے لئے 73 میگاواٹ بجلی چاہئے جس کے لئے گورنمنٹ کو کم از کم ایک ایسا power house بنانا پڑے گا جو سو میگاواٹ بجلی پیدا کرے کیونکہ لاہور already تین سے چار سو میگاواٹ shortage میں جا رہا ہے۔ یہ اورنج لائن ٹرین چلانے کے لئے بجلی کیسے پیدا کریں گے؟ میں ایک سوال پاک چائنا اقتصادی راہداری کی مد میں چھوڑے جا رہی ہوں کہ اس میں جو پیسا استعمال ہو رہا ہے اس کا حساب کتاب کہاں ہے اور پارلیمنٹ کو اس میں on board کیوں نہیں لیا جاتا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں ایک چھوٹا سا واقعہ ضرور add کرنا چاہوں گی۔ خلیفہ وقت کے پاس ایک بوڑھی عورت آئی اور اس نے demand اور شکایت کی کہ میں آپ کے پاس ایک شکایت لے کر آئی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی کیا شکایت ہے تو اُس نے کہا کہ میرے گھر میں کیڑے مکوڑے نہیں ہیں۔ اب درباری حیران ہوئے کہ یہ کیا شکایت ہوئی لیکن خلیفہ وقت نے اس عورت سے کہا کہ تم اپنے گھر کا پتا بتاؤ اور گھر چلی جاؤ۔ اُس عورت نے گھر کا پتا بتایا تو خلیفہ وقت نے وزیر بیت المال کو بلایا اور کہا کہ اس کے گھر پہنچنے سے پہلے اس کے گھر کو گندم، شہد، کھجور اور تمام کھانے کی چیزوں سے بھر دو۔ درباریوں نے حیرت سے دیکھا کہ کیا سوال تھا اور کیا جواب تھا تو انہوں نے کہا کہ وہ عورت اپنا شکوہ لے کر آئی تھی کیونکہ کیڑے مکوڑے وہاں آتے ہیں جہاں کھانے کی چیزیں ہوتی ہیں اور جہاں کھانا ہی نہ ہو وہاں کیڑے مکوڑے کیا آئیں گے، اس بات سے اُس عورت کی عزت بھی رہ گئی۔ ہم نے جب کچھ تقسیم کرنا ہوتا ہے اور آٹا دینا ہوتا ہے تو لمبی لائن لگا کر لوگوں کی تصدیق کرکے دینا ہوتا ہے۔ کاش آج ایسے حکمران ہمیں بھی ملیں جو اس طرح کے کام کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جعفر علی ہوچہ!

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! ایک آخری شعر عرض کروں گی کہ:

ہم بچاتے رہ گئے دیمک سے اپنا گھر مگر
چند کیڑے کرسیوں کے ملک سارا کھا گئے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ہوچہ صاحب!

جناب جعفر علی ہوچہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بحث کرنے کا موقع دیا۔ میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں جس طرح وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم نے خوبصورت انداز میں یہ بجٹ بنایا ہے اس پر میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ انہوں نے اس بجٹ میں گزشتہ سال کے حوالے سے دیکھا کہ انٹرنیشنل منڈی میں اچھے ریٹ نہ ہونے کی وجہ سے ہمارا کسان مشکلات کا شکار تھا اور تقریباً تمام پارلیمنٹیرین کی طرف سے یہاں ہاؤس میں بات ہوتی رہی۔ ہمارے قائد عظیم میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف نے یہ سمجھا، باور کیا اور محسوس کیا کہ واقعی ایک کسان اور زمیندار کو مضبوط کرنے سے ہی اس ملک اور پنجاب کے لئے بہتر ہوگا۔ انہوں نے ایک کمیٹی بنائی یا جس طرح سے بھی information collect کی جس کے مطابق انہوں نے کسان کو بہت زیادہ سہولیات سے نوازا۔ کھاد پر سبسڈی دی گئی اور سب سے بڑھ کر تقریباً لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کا سب سے مہنگا کام بجلی کا تھا جس پر انہوں نے 8½ روپے سے کم کر کے 5½ روپے تک سبسڈی دی۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ کسی چیز کی قیمت بڑھتی ہے تو کم نہیں ہوتی لیکن یہ تاریخ میں پہلی دفعہ دیکھا ہے کہ کسانوں کو 5½ روپے فی یونٹ بجلی پر سبسڈی دی گئی۔ یقین جانیں جب ہم اپنے حلقوں میں جاتے ہیں تو کسان میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی ٹیم کا شکریہ ادا کرتے نہیں تھکتے۔ لامحالہ اس میں کوئی شک نہیں کہ گزشتہ سال انہیں مشکلات کا سامنا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ میاں محمد نواز شریف نے کسان کے دکھ اور تکلیف کو سمجھتے ہوئے ان کے مسائل کو حل کیا۔

جناب سپیکر! جب بھی غریب کو چند سہولیات دینے کی بات ہو رہی ہوتی ہے، چاہے وہ میٹرو بس کا منصوبہ ہو، چاہے دانش سکولوں کی شکل میں ہو اور چاہے اورنج لائن ٹرین کا ہو تو اس وقت اس کے راستے میں رکاوٹیں ڈالنے کی پوری پوری کوشش کی جاتی ہے۔ اب یہ بات ذرا غور سے دیکھیں کہ جب ایچیسن سکول میں ہمارے ہونہار اور ہمارے پاکستان کے امیروں کے بچے جا کر پڑھتے ہیں تو آپ یہ بتائیں کہ پنجاب کے ایک غریب بچے کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ بھی ایک اچھے سکول میں پڑھے، اچھی تعلیم حاصل کرے اور ہمارے پنجاب کا نام روشن کر سکے لیکن قائد انقلاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کو یہ شرف حاصل ہوتا ہے کہ آج سے پانچ سال پہلے دانش سکول کا جب نام لیا تھا تو اس وقت اپوزیشن انہی بنچوں پر بیٹھ کر واویلہ کرتی تھی جس طرح آج اورنج لائن ٹرین پر کر رہی ہے لیکن قائد کا جرأت مندانہ فیصلہ تھا کہ دانش سکولوں کو آگے بڑھنے دیا اور آج بھی اس بجٹ میں تقریباً 4- ارب روپے ان سکولوں کے لئے رکھے گئے ہیں۔ محترمہ وزیر خزانہ تشریف رکھتی ہیں تو میں تجویز دیتا ہوں کہ ہر تحصیل کی سطح پر لڑکوں اور لڑکیوں کا کم از کم، ایک Centre of Excellence پر کم خرچ آتا ہے اور دانش سکول پر بہت زیادہ خرچ ہوتا ہے لیکن اس طرح پنجاب کی ہر تحصیل میں لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک ایک Centre of Excellence بنا دیا جائے گا تو میں یہ کہوں گا کہ کم خرچ اور بالا نشیں ہو گا۔

جناب سپیکر! میں خاص طور پر میاں محمد شہباز شریف کا شکر گزار بھی ہوں کہ جنہوں نے تحصیل تاندلیانوالہ جو کہ بہت پسماندہ تحصیل تھی جہاں پی پی۔57 سے منتخب ہونے والے بدبختی سے ایک وزیر اعلیٰ بھی رہ چکے ہیں لیکن اس حلقہ میں صرف دو ہائی سکول تھے لیکن آج ہمارے قائد نے ہر یونین کونسل میں ایک ایک گرلز ہائی سکول اور ساتھ انہوں نے Centre of Excellence دیا ہے۔ ہماری تحصیل تاندلیانوالہ کا پانی پینے کے قابل نہیں تھا اور سروے کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ یہاں کا 100 فیصد پانی خراب ہے جس کی وجہ سے ہمارے نوجوان، بوڑھے، بزرگ اور بچے مختلف بیماریوں کا شکار تھے۔ قائد انقلاب نے پچھلے بجٹ سیشن میں یہاں صاف پانی کی بات کی تھی اور چاہئے تو تھا کہ اپوزیشن والے اسے سراہتے اور اس پر بات کرتے یا ان پر کرپشن کا کوئی الزام ثابت کرتے لیکن آج تقریباً ساڑھے تین لاکھ آدمی صاف پانی پی رہا ہے۔ تحصیل تاندلیانوالہ بھی اس منصوبے میں شامل ہے جہاں پر اگست ستمبر تک کام شروع ہو جائے گا۔ اپوزیشن بنچوں پر یا ہم حکومتی بنچوں پر بیٹھنے والے جب اپنے حلقوں میں جاتے ہیں تو ہم اپنے اس غریب آدمی کے گھر کا پانی پینا پسند نہیں کرتے تو غریب آدمی

کے لئے صاف پانی سے بڑھ کر کوئی اور تحفہ ہو سکتا ہے جو میرے قائد انقلاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے غریب آدمی کی دہلیز پر پینے کا صاف پانی فراہم کیا ہے۔

جناب سپیکر! جب اپوزیشن والے بات کرتے ہیں کہ لاہور میں اورنج لائن ٹرین بن رہی ہے، لاہور میں میٹرو بس کا منصوبہ بن رہا ہے اور جنوبی پنجاب میں کچھ نہیں ہو رہا۔ دیہاتی علاقوں کا پیسا کاٹ کر یہاں لگایا جا رہا ہے تو میں آپ کی وساطت سے اپوزیشن سے request کرتا ہوں کہ یہ دیہی علاقوں میں جائیں اور خادم اعلیٰ کے 150-ارب روپے کا carpeted road کا منصوبہ دیکھیں جس میں سے 30-ارب روپے خرچ ہو چکے ہیں لیکن الحمدللہ میرے قائد پر یہ کرپشن ثابت نہیں کر سکے۔ قائد حزب اختلاف اس دن چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے میں فلاں ہسپتال گیا اور میڈیا والے میرے ساتھ تھے تو میں دعوت دیتا ہوں کہ یہ دیہی علاقوں میں جائیں اور میڈیا والوں کو ساتھ لے جا کر carpeted road دیکھیں۔ ہمارے دیہی علاقوں میں carpeted road کو دیکھ کر لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو لاہور ہی بنا پڑا ہے۔

جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کی بات ہوتی ہے تو جنوبی پنجاب کے حوالے سے میں یہ بات کروں گا کہ جنوبی پنجاب سے وزیر اعظم بھی منتخب ہوئے، صدر بھی منتخب ہوئے، گورنر بھی منتخب ہوئے اور وزیر اعلیٰ بھی منتخب ہوئے لیکن چاہئے تو یہ تھا کہ وہ اس وقت جنوبی پنجاب میں اتنا کام کر جاتے، ہم تاندلیانوالہ میں رہنے والوں کو 200 کلومیٹر ملتان پڑتا ہے اور اتنا ہی لاہور پڑتا ہے تو ہم تاندلیانوالہ کے لوگ بھی کہتے کہ ہم لاہور کی نسبت ملتان میں چلے جاتے ہیں۔ یہ باتیں کرنا آسان ہے لیکن عملی جامہ پہنانا بہت مشکل ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 22-جون 2016 کی صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ اس روز بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔